یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۱۱۰_۹۲

یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

DvD Version

یا عباسؑ

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

المجالس العرفان

شریعت و شیعت

عشرہ مجالس امام بارگاہ، شہدائے کربلا

علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی

بہ تعاون

علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ

B-241، گلشن اقبال بلاک 5، کراچی

ناشران

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب: ____________ شریعت و شیعت

مقرّر: ____________ علامہ سیّد عرفان حیدر عابدی (مرحوم)

مرتبہ: ____________ اے اچ رضوی

سن اشاعت: ____________ اپریل ۲۰۰۰ء

تعداد: ____________ ۱۰۰۰

مطبوعہ: ____________ ذکی آرٹ پریس، کراچی

بہ تعاون: ____________ علامہ عرفان حیدر عابدی میموریل ٹرسٹ

قیمت: ____________ 100 /- روپے

ناشر

محفوظ بک ایجنسی — مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

علامہ عرفان حیدر عابدی کا خاص جملہ جو وہ مجالس کے دوران سامعین مجلس سے نعرۂ حیدری کہلواتے اور جواب دینے والوں کو یہ کہہ کر دعا دیتے کہ

"مولا سلامت رکھے یا علی مدد کہنے والوں کو"

جیو، جیو، جیو، جیو، جیو، جیو،

بابو
14 April
2001

علامہ عرفان حیدر عابدی

○ وہ کیونکر مرحوم ہو ○

محبّت کا جو پیکر ہو
خطابت جس کا جوہر ہو
جواں ہو، حسین ہو، حسنِ مجسّم ہو
نڈر ہو، بے باک ہو، شیرِ حیدر ہو
علیؑ کو یاعلیؑ کہنا اس انسان کا مقدر ہو
نزع کے وقت بھی وہ یاعلیؑ کہتا ہوا جائے
وہ ہی جس کو عرفان یاعلیؑ کہنے کا ہو جائے
وہ زندہ ہے ہمارے ذہن و دل کے ہر گھروندے میں
ولایت کی محبت اس کو لے جائے گی جنّت میں
مَیں اس کے واسطے اے اعظمی لکھوں تو کیا لکھوں
علیؑ کے علم کی خیرات وہ سب کو دیتا تھا
اسی منبر کی زینت کو سب عرفان کہتے ہیں

• ذوالفقار اعظمی

علامہ عرفان حیدر عابدی

● نذرانۂ عقیدت: سیّد رضی رضوی

اندھیرا اور بھی کچھ بڑھ گیا ہے
چراغ ایک اور منبر کا بجھا ہے
وہ ذاکر قوم کو بیدار کر کے
ہمیشہ کے لیۓ خود سو گیا ہے
بڑی تھی معرفت عرفان تم کو
کہ رمضاں میں قضا کا دن چنا ہے
تمہیں جنت میں بھی منبر ملے گا
تمہارے ساتھ زہراؑ کی دعا ہے
رلاتا تھا رضی جو ذکر شہؑ میں
زمانہ اس کے غم میں رو رہا ہے

علامہ عرفان عابدی شہید کی شاعری

از قلم۔ حضرت قسیم ابن نسیم امروہوی
(علامہ عرفان حیدر عابدی کی زیر طبع کتاب "فکر عرفان" پر تبصرہ

۱۹۴۹ء میں جب نامور شاعر، ادیب، نثر نگار حضرت نسیم امروہوی اعلیٰ اللہ مقامہ ہجرت فرماکر اس زرخیز علم وادب کی وادی خیر پور میرس پہنچے تو اردو ادب کی اس چھوٹی سی دنیا میں بہاریں آگئیں۔ ایک دن ۲ ذی الحجہ ۱۹۵۰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی صبح کو یہ مسرت کی خبر ادبی حلقے میں گنگناتی گنگناتی ہوئی سنائی دی کہ پروردگار نے امیر عباس عابدی صاحب کو ایک چاند سا بیٹا عطا کیا۔

مرضی مولا تو دیکھئے کہ اپنی والدہ کی گود میں پہلی مرتبہ آنکھ کھولی تو کمرے کی دیوار پر آویزاں خدائے سخن میر انیس کی تصویر کو دیکھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ ان کی ان معصوم آنکھوں نے اس تصویر کو یقیناً اپنے ننھے سے قلب پر سجالیا ہوگا جس کا مظہر علامہ صاحب کی شاعرانہ شخصیت تھی۔

میں اور عرفان تقریباً ہم سن ہیں صرف دوسال میں ان سے بڑا ہوں مجھے ۱۳ برس کا وہ شعر جوان کا تخلیق کیا ہوا پہلا شعر ہے اب تک یاد ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ان کو ہم سے ہے محبت، کہ نہیں، کیوں پوچھیں
ہم کو ان سے ہے بہت پیار، بتادو یہ انہیں

اور یوں جب عرفان بھیا کا پہلا شعر میرے بابا نسیم امروہی اعلی اللہ مقامہ نے سنا تو بہت خوش ہوئے اور بولے عرفان بیٹا اس راہ سخن میں اپنے اسلاف اور بزرگوں کی ناسی کرو تو انشاء اللہ تم اپنے اندر کے انسان کو جھنجھوڑ کر اس کے ہاتھ میں بیداری حیات کی مشعل دے سکتے ہو۔ اور یہی ہوا میرے بھیا عرفان نے ۱۳ برس کے سن سے

ہی مشق سخن کا آغاز کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اتنی تیزی سے ریاضت کی منازل طے کر لیں کہ ایک سال میں ہی ان کو ملکہ حاصل ہو گیا۔ دراصل علامہ کے رگ و پے میں شاعری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور ذہن میں ذوق سخن مکیں تھا۔ ارباب علم و دانش یہ اس زمانے کی بات ہے جب خیر پور میں ماحول اردو ادب و سخن عروج پر تھا۔

مولانا محمد سبطین اثر کا دست شفقت، حضرت نسیم امروہوی کی سرپرستی، جناب ظفر احمد ظفر جیسے بزرگ کی نظر عنایت، مولانا شبیہ الحسنین محمدی و اڈاکٹر وجیہہ الحسن کی پیشوائی، زخم بدایونی کی سخن پروری، مہوی مظفر نگری د قمر میر ٹھی کی فکر و نظر، محمد صادق غیرت نقوی کی تخلیقی اثرات اس کے علاوہ خاص طور پر ان کے بڑے بھائی جناب ذیشان حیدر عابدی مرحوم اور والد محترم جناب سید امیر عباس اعلی اللہ مقامہ، کی خصوصی توجہ علامہ کے سفر ادب و سخن کے لئے سایہ دار درخت کی مانند تھے۔

اس مضمون میں علامہ عابدی شہید کی تقاریر و خطابت زیر بحث نہیں یہاں تو صرف ان کی شاعری پر بات ہو رہی ہے تقریباً ۲۴۱ نوحوں، ۲۷ سلاموں ۳۳ منقبتوں ۵ قصیدوں ۱۱ غزلوں اور ۴ مرثیوں کا خالق بھلا کس طرح بھلایا جا سکتا ہے اس پر طرۂ امتیاز یہ کہ علامہ کا سارا کلام، ہر شعر اپنی جگہ حقائق کے لفظوں اور مضمون کا گلدستہ ہے۔ شہید بھیا کا یہ ادبی بستہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے صحیفہ عملی سے کم نہ ہو گا۔

عرفان عابدی شہید نے حضرت نسیم امروہوی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنے اسلاف کے طرز سخن کا علم سرنگوں نہیں ہونے دیا انقلاب کربلا اور مقصد حسینیت کو اپنی شاعری کی بنیاد بنا کر ہمیشہ فخر کیا جس کا اندازہ ذیل کے شعر سے لگایا جا سکتا ہے۔

میرے سخن کا دائرہ دانتہا حسینؑ
میری غزل حسینؑ میرا مرثیہ حسینؑ

آپ نے جو بھی شعر کہا ہے وہ پس منظر میں مظلومیت سے محبت و حمایت اور

ظلم وجور کے خلاف آواز کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اک طرف گلہائے عقیدت کے پھولوں کی بارش تو دوسری طرف ظالم جابر کے خلاف بھڑکتے ہوئے شعلے علامہ کے بچپن کے جذبات واحساسات ذیل کے چار مصرع دیکھئے۔

ہم کوئی راہ کا پتھر تو نہیں ہیں جو تم
ٹھوکریں مار کے رستے سے ہٹا دوگے ہمیں
اپنی شہ رگ سے بھی نکلے گی صدا ہائے حسینؑ
ظالموں گر تہہ خنجر بھی لٹا دوگے ہمیں

آپ نے اندازہ کیا قافیے چاہے کیسے ہی ہوں مصرعے سماعت کو منتشر نہیں کرتے بلکہ سماعت کی تہہ سے ہوتے ہوئے سرعتوں کے ساتھ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں اور انقلابی فکر کی طرف مائل کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ علاّمہ عابدی کمسنی ہی سے فی البدیہ اشعار کہنے کی مہارت رکھتے تھے اور چار مصرع بھی آپ کے فی البدیہ ہیں علامہ کے مجھے اس وقت چار مصرعے اور یاد آرہے ہیں یہ مصرعے بھی علاّمہ کے طالب علمی کے زمانے کے ہیں جس میں ایک طرف تو عقیدے کی پختگی تو دوسری طرف شیعان حیدر کرار کا مزاج، حوصلے، جرات وہمت اور تاریخ ساز کارہائے نمایاں کو کتنے حسین انداز میں سجایا ہے جو ملت جعفریہ کے ہر فرد کے لیے یقیناً باعث فخر ہے۔

علیؑ والے ہر اک طوفان کا رُخ موڑ کر عرفاں
وہاں ساحل بناتے ہیں جہاں ساحل نہیں ہوتے
علیؑ کا نام لے کر چھوڑ دیتے ہیں سفینے کو
ہمارے سامنے خطرات مستقبل نہیں ہوتے

ناظرین کرام! میرا اور عرفان عابدی طاب ثراہ کا بچپن، لڑکپن اور جوانی ایک ہی ماحول میں ساتھ ساتھ گزرے ہیں اور پھر شعر وسخن کی ہم آہنگی کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔ میرا عظیم دوست جسے مرحوم کہتے ہوئے میرا

دل ودماغ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں خیر عرفان بھیا کو شعر و سخن میں جو مہارت تھی اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو ان کے بہت ہی قریب رہا ہو۔

میں اس بات کا عینی گواہ ہوں کہ علّامہ صاحب میرے بابا نسیم امروہوی طاب ثراہ کے زیر نگرانی اردو بورڈ کی لائبریری میں عربی، فارسی اور میرانیس ومرزا دبیر ودیگر شعراء کی جلدوں کا مطالعہ کئی کئی گھنٹے کیا کرتے تھے میرا یہ عظیم بھائی ۱۹۶۹ء میں خیر پور سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کراچی تشریف لے آیا جہاں ان کے تایا ابا مقیم تھے ان کے تایا ابا مولانا سیّد قیصر عباس عابدی ممتاز الا فاضل عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں کے ماہر تھے اور ساتھ ساتھ بہت بڑے شاعر بھی تھے بس پھر کیا تھا ایسے بزرگ عالم وفاضل کے زیر سایہ ہوتے ہوئے برق رفتاری کے ساتھ اتنی بلندی پر پہنچے کہ جہاں اب وہ پوری دنیا میں عزّت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے اکثر کراچی میں قصیدے اور منقبت کی بڑی بڑی محافل کی صدارت آپ ہی فرمایا کرتے تھے جس بزم یا محفل کی صدارت آپ فرمایا کرتے تھے وہ ہر لحاظ سے ایک کامیاب محفل ہوتی۔

علّامہ صاحب نے چار مرثیے بھی تخلیق کئے ہیں مرثیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں ذوالفقار مخزن تاریخ، پیکر وفا چوتھا اور آخری مرثیہ بعنوان سیدہؑ کونین ان چار مرثیوں کو میں نے علّامہ کی زبانی مختلف مجالس میں سنا ہے۔ علّامہ نے ان چاروں مرثیوں میں کیا خوب مدحت اولاد نبیؐ کی ہے اور اپنی عقیدت کا کتنی گہرائیوں سے اظہار کیا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ شہید بھیا کا سارا کلام علم حقیقی اور مودت محمدؐ و آلؑ محمدؐ کی خوشبوؤں سے مہکتے ہوئے ایسے گلدستے ہیں جن کی مہکار سے اہل علم ودانش کے دل ودماغ رہتی دنیا تک معطر وشاداب رہیں گے۔

محترم ناظرین آخر میں یہ بھی لکھتا چلوں کہ علّامہ طاب ثراہ عقیدت شفاعت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر اتنا پختہ عقیدہ رکھتے تھے آپ اکثر مجالس میں ایک شعر

بڑے فخریہ انداز میں پڑھا کرتے تھے آپ بھی اس شعر کو پڑھ کر یقیناً روز محشر اپنی بخشش سے مطمئن ہو جائیں گے وہ شعر یہ ہے۔

خدا ہمیں یہ سر حشر کہہ کے بخشے گا!
سکون کچھ تو ضروری ہے فاطمہؑ کے لیے

(رفیق رضوی)

ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا چلوں کہ آپ کے تخلیق کردہ سلام و نوحے بر صغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف نوحہ خوان عزیزم سید ناصر حسین زیدی، سید علی اصغر وفا اور محمد مہدی قیصر اپنے اپنے مخصوص اندازوں میں پڑھتے رہے ہیں۔

افسوس صد افسوس ملت جعفریہ ایک ایسے شخص سے محروم ہو گئی جو ایک جلیل القدر عالم و فاضل، بے مثل خطیب، لاجواب مدبر و اسکالر بارگاہ زہراؑ میں اس صدی کا سب سے مقبول ذاکر حسین علیہ السلام کے علاوہ ایک بہت بڑا شاعر بھی تھا اے پروردگار محمدؐ و آلؑ محمدؐ ذاکر شام غریباں، مداح علیؑ و بتولؑ، نعت خوانِ رسولؐ آخر الزماں سید عرفان حیدر عابدی عرفانؔ کے درجات کو بلند کرتے ہوئے ان ذوات مقدسہ کی جناب میں جگہ عطا فرما جن کی موءدت و زیارت کے لیے اپنی فکر و سوچ بلکہ اپنی زندگی کے ۴۸ سالوں کے سانسوں کو وقف کر دیا تھا۔

حقیر
قسیم ابن نسیم

فکر عرفان پر غمزدہ بھائی مرحوم سید ذیشان حیدر عابدی ضیاء کے

تاثرات

عِلم ہے فکر ہے زور ہے جان ہے
پُرکشش واقعی فکرِ عرفاںؔ ہے

فکرِ ذیشانؔ بھی فکرِ عرفاںؔ ہے
باغِ ریحاںؔ ہے نورِ فرقاںؔ ہے

جس کا ہر شعر عالی بفیضِ علیؑ
مدحِ حیدرؑ کا ایسا یہ دیوان ہے

قافیے جس کے روشن ہیں مثلِ قمر
روشنی نور کی فکرِ عرفاںؔ ہے

اِس کی ہر بیت میں ہیں وہ موتی جڑے
دل سے جس پر تصدق کہ رضوان ہے

اِس کی خوشبو سے مہکے گا ذہنِ بشر
اِس میں زہراؑ کا ایسا گلستان ہے

فاطمہؑ ہوں گی خوش و فکرِ عرفاںؔ سے
باخدا یہ ضیاءؔ میرا یمان ہے

قطعۂ تاریخ وفات

کلیم آلِ عبا اُستاد الشعر اُحضرت شاہد نقوی مدظلہ تعالیٰ

بسلسلۂ سانحہء ارتحال شاعر، مفکّر، نازِ ادب، خطیب عالم اسلام، عالم بیباک
حضرت علامہ سید عرفان حیدر عابدی شہید
اعلی اللہ مقامہ

سحر آفریں ، جادو بیاں — مقبولیت کا آسماں
فطرت شناسِ کارواں — عرفان حیدر عابدیؔ
غم کی تپش میں سائباں — شبنم بہ لب آتش بجاں
درد آشنائے بے کساں — عرفان حیدر عابدی
بیباک قومی ترجماں — نازِ ادب شعلہ بیاں
۱۴۱۸ء

تقریر کا سیلِ رواں — عرفان حیدر عابدیؔ
۱۹۹۸ء

نعت

از علامہ عرفان حیدر عابدی شہید

یوں اُلفت نبیؐ کا قرینہ دکھائی دے
آنکھیں کروں جو بند، مدینہ دکھائی دے
یوں آمنہؑ کی گود میں ہیں ختمؐ انبیاءؑ
انگشتری پہ جیسے نگینہ دکھائی دے
طوفانِ حشر خیز میں جب یا نبیؐ کہوں
ساحل بدوش میرا سفینہ دکھائی دے
جس آنکھ میں ہو سرمۂ خاکِ درِ نبیؐ
وہ آنکھ تیرگی میں بھی بینا دکھائی دے
سرشار ہوں میں آلِ محمدؐ کے جام سے
میں کیا کروں جو ساغر و مینا دکھائی دے
عرفاںؔ اک نظر درِ مولا کو دیکھ کر
خود پھیر لوں نظر جو خزینہ دکھائی دے

نعت

از علامہ عرفان حیدر عابدی شہید

جب نعتِ مصطفیٰؐ کا اثر بولنے لگے
پتھر بھی سامنے ہو اگر بولنے لگے

اے شہرِ علم ایسے بھی کچھ شعر ہوں عطا
جو بھی سُنے وہ بارِ دیگر بولنے لگے

نعتِ رسولِؐ پاک کا حق یوں ادا کرو
کٹ جائے گر زباں تو نظر بولنے لگے

نعتِ نبیؐ سے گونج اُٹھیں بام ودر تمام
ذکرِ نبیؐ کے فیض سے گھر بولنے لگے

پتھر کو رزقِ نطق ملے جس کے ہاتھ سے
حیرت ہے لوگ اُس کو بشر بولنے لگے

خوشبوئے مُصطفیٰؐ کا یہ واللہ بانکپن
گُزری جدھر سے راہ گُزر بولنے لگے

یہ چُپ رہیں تو سانس رُکے جبرئیلؑ کی
بولیں تو آیتوں میں اَثر بولنے لگے

سورج اِنہیں سلام کرے جب یہ حکم دیں
اُنگلی کی جنبشوں سے قمر بولنے لگے

عرفاںؔ یہ حُسینؑ کے نانا کا فیض ہے
ہم جیسے بے ہُنر بھی اگر بولنے لگے

خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْ لَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ وَالْاِكْرَامُ عَلٰى سَيِّدٍ اَصْلِ مَّا فِى الْوُجُوْدِ، سِرِّ اللّٰهِ فِىْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ نُكْتَةِ دَائِرَةِ الْوُجُوْدِ، صَاحِبِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ مَوْلَانَا وَ هُوَ لِىَ الثَّقَلَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَهْلِبَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ الْمَظْلُوْمِيْنَ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى اَعْدَآئِهِمْ اَجْمَعِيْنَ مِنْ يَّوْمِنَا هٰذَا اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ حَقٌّ سُبْحَانَهٗ فِىْ كِتَابِهِ الْمُبِيْنِ وَهُوَ اَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ وَ قَوْلُهُ الْحَقُّ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت : ۱۳)

مجلس عزا اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝
شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا
وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ
وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا
تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْ
هُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ) آیت: ۱۳

صلوٰۃ

حاضرینِ گرامی قدر! عزادارانِ مظلومِ کربلا! بارگاہ شہدائے کربلا میں انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیرِ اہتمام ۱۴۱۴ھ کا عشرہ محرم اپنے پہلے مرحلے میں ہے۔ الحمد للہ! آپ حضرات۔ تاحد نظر۔ عزاء سید الشہدا کے مقدس فریضہ کی انجام دہی کے لئے، اس عبادت سے سرفراز ہونے کے لئے، اجرِ رسالتؐ کی ادائیگی کے لئے امام بارگاہوں میں حاضری کا شرف مسلسل دس دن تک حاصل کریں گے۔

عشرہ محرم حقیقتاً **"احیاء کلمۃ الحق"** کا عشرہ ہے۔ ذکرِ حسینؑ فی الحقیقت ذکرِ رسولؐ کی سربلندی کا دیباچہ ہے۔ اس عشرہ محرم میں جو چودہ صدیوں پر محیط ہے، مسلسل ذکر، اسلام کا ہوتا ہے، مسلسل تذکرہ، توحید کا ہوتا ہے۔ مسلسل عبادت اوامر و نواہی شریعہ کی ہوتی ہے، مسلسل تبلیغ حق کی ہوتی ہے۔ اور ان مجالس سے جہاں ہم اپنے فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ وہاں عالم اسلام کو بھی، اسلام کے حوالہ سے وہ علم کا رزق عطا ہوتا ہے جو سال بھر میں عالم اسلام کو نہ کعبہ سے میسر آتا

ہے۔ نہ مکہ سے میسر آتا ہے۔ نہ مدینہ سے میسر آتا ہے۔

کسی بھی طریقۂ عبادت سے اسلام کے متعلق وہ حقائق ملت اسلامیہ کے ذہنوں، دل و دماغ میں نہیں آسکتے۔ جو ان دس دنوں میں حقیقت اسلام کا رزق ملت اسلامیہ کے دلوں کو سپرد کیا جاتا ہے۔ حسینؑ کی مجلس کے حوالہ سے تو اس ابتدائی گفتگو کا مقصد یہ ہوا کہ ملت اسلامیہ کرے یا نہ کرے لیکن حسینؑ صرف ۶۱ھ تک مصروفِ جہاد نہیں تھے۔ حسینؑ ۱۴۱۴ھ میں بھی اپنے دین کی سربلندی کے لئے مصروفِ جہاد ہیں۔

کل حسینؑ، عباسؑ کے ہاتھوں میں علم دے کر جہاد کر رہے تھے۔ آج ماتمی نوجوان عباسؑ کا علم اٹھا کر بتا رہے ہیں کہ اسلام سربلندی کا نام ہے۔ اسلام سرفرازی کا نام ہے۔ اسلام کی پہچان نہ قرآن پڑھنے میں ہے۔ اسلام کی پہچان نہ **"لا الٰه الا اللّٰه"** کہنے میں ہے۔

اسلام کی پہچان نہ **"محمدؐ رسول اللّٰه"** کہنے میں ہے۔ اسلام کی پہچان نہ مسجدوں میں آنے جانے میں ہے۔ اسلام کی پہچان نہ اذان میں ہے۔ اسلام کی پہچان نہ خانہ کعبہ کے طواف میں ہے...... اسلام کی حقیقت کو اگر جاننا چاہتے ہو تو پہلی محرم کو علم عباسؑ کو دیکھ لو۔ جو اس علم کے نیچے نظر آئے سمجھ لو وہ مسلمان بھی ہے حسینی بھی ہے۔

آج کی اس تمہیدی مجلس میں عزیزان گرامی! آپ کی بالیدہ توجہات کو اور آپ کے شاداب ذہنوں کو میں جو چند لمحوں کے لئے مصروف کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم چودہ سو برس سے جو تذکرہ کر رہے ہیں۔ اور ہر سال جب محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے ہم اس ذکر کو عبادت سمجھ کر اس فریضہ کو ادا کر رہے ہیں۔ آج کوئی ہے؟ جو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا آرام کر رہا ہے۔ (بڑی توجہ اس جملہ پر) آج کوئی ہے جو اپنے گھر میں سکون کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے؟...... آیئے اسی پر ریفرنڈم کر لیجئے کہ اسلام کہاں ہے اور غیر مسلم قوتیں کہاں ہیں؟

یہ تاحدِ نظر مجمع اعلان کرے گا کہ اسلام وہاں ہے جہاں ذکر حسینؑ ہو رہا ہے۔ ہم اسی لئے حکومتوں کو متنبہ کرتے ہیں ان دنوں میں۔ کہ یاد رکھو! عزاداری کو برپا ہونے دو۔ عزاداری کی راہ میں رکاوٹیں مت ڈالو۔ حسینؑ کا نام لینے دو...... اس لئے کہ یہ تاریخ کی سب سے بڑی حقیقت ہے کہ جس ملک میں عزاداری نہیں ہے۔ وہ ملک تباہ ہو جاتے ہیں وہ ملک برباد ہو جاتے ہیں...... لیکن جن ملکوں میں حسینؑ کا نام لیا جاتا وہ ملک کبھی برباد نہیں ہوا کرتے...... وہ ملک کبھی تباہ نہیں ہوا کرتے۔

اس لئے کہ حسینؑ نام ہے کامیابی کا...... حسینؑ نام ہے کامرانی کا...... حسینؑ نام ہے رستے ہوئے ناسوروں کو معاشرے سے کاٹ کر ایک فلاحی معاشرے کی تکمیل اور تشکیل کا...... تو جہاں کہیں بھی۔ دنیا کے جس جس گوشے میں بھی۔ حسینؑ کا نام لیا جا رہا ہے وہاں آپ کو زندگی ملے گی۔ حیاتِ انسانی کی عزت ملے گی۔ عزتِ نفس میسر آئے گی۔ لیکن...... جہاں حسینؑ کی مجلس برپا نہیں ہوتی، جہاں حسینؑ کا تذکرہ نہیں ہوتا وہاں آپ کو ملوکیت ملے گی۔ بادشاہت ملے گی۔ سلطنت ملے گی۔ کاٹ کھانے والے لوگ ملیں گے۔ معاشرے پر ظلم کرنے والے لوگ ملیں گے۔

تو عزیزانِ محترم! یہ دونوں حقیقتیں آج کی اس مجلس میں فیصلہ کر رہی ہیں کہ دیکھو! جن گھروں میں لوگ آرام اور سکون کے ساتھ بیٹھے ہیں اور جنہیں احساس نہیں ہے کہ آج محرم کی کونسی تاریخ ہے۔ آج کے دن سے آغاز کیا ہوتا ہے؟ آج کے دن سے ابتدا کیا ہوتی ہے؟ اگر یہ طے شدہ (بڑی توجہ) امر ہے کہ کربلا میں حسینؑ نے جو قربانی دی۔ یزید ملعون کے مقابلے میں جو حسینؑ آئے تو (بڑی توجہ) یزید ملعون نے دعویٰ نہیں کیا تھا کہ میں سید زادہ ہوں (کاش! اس جملے پر غور فرمالیتے)۔

میں اس ابتدائی تقریر میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں اور پھر اس کے بعد اپنے عنوان کا آغاز آج کروں گا۔ اس بات کو میرے نوجوان دوست خاص کر اپنے ذہن میں رکھیں۔ یزید ملعون نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ میں محمدؐ کا نواسہ ہوں۔ یزید ملعون نے یہ کہیں نہیں کہا کہ میں امام وقت ہوں...... تو نہ اس نے امام وقت ہونے کا دعویٰ کیا نہ

محمدؐ کا نواسہ ہونے کا دعویٰ کیا نہ سید زادہ ہونے کا دعویٰ کیا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حسینؑ کی جنگ جو کربلا کے میدان میں تھی نہ تو امامت کے مسئلہ پر تھی نہ محمدؐ کے نواسہ ہونے کے مسئلے پر تھی (بڑی توجہ عزیزان محترم!)

اس نے محمدؐ کا نواسہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس نے خاندان سادات میں شامل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں شریک درود ہوں۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں شریک سلام ہوں۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ صدقہ مجھ پر حرام ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ آلِ رسولؐ ہوں۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرا خاندانِ رسالت سے کوئی ربط ہے......

اس نے تو براہ راست توحید کو چیلنج کرتے ہوئے کہا تھا (بڑی توجہ) کہ کوئی وحی نہیں تھی۔ کوئی قرآن نہیں آیا۔ یہ بنی ہاشم کا اقتدار حاصل کرنے کے لئے ایک ڈھونگ تھا۔ تو کیا خیال ہے ملت اسلامیہ کا؟...... اگر اس کا یہ نعرہ باقی رہ جاتا اور درمیان میں محمدؐ کا نواسہ آکر اس کے نعرے کو کربلا میں دفن نہ کر دیتا۔ تو قیامت تک کہاں توحید کی باتیں ہوتیں؟ کہاں "لا الہ الا اللہ" کی باتیں ہوتیں؟ کہاں "محمدؐ رسول اللہ" کی باتیں ہوتیں؟...... تو اگر اللہ اور رسولؐ پر ایمان ہی باقی نہ رہتا تو آج تم ان کے ساتھیوں کا یوم کیسے مناتے؟ (توجہ ہے نا عزیزان محترم!) ان کے دن کہاں باقی رہ جاتے؟...... صلوات

کربلا ایک پس منظر ہے۔ کربلا ایک مقصد ہے۔ کربلا میں شریعت کو دوام عطا ہوا ہے۔ اسی لئے ہم نے ان مجالس میں انشاء اللہ آپ حضرات کے تعاون سے اور مولاؑ کے کرم سے جو گفتگو کرنا ہے وہ "شریعت اور شیعت" پر کرنا ہے ہمارا موضوع گفتگو جو انشاء اللہ ان مجالس میں رہے گا۔ "شریعت اور شیعت"۔

دنیا اب تک اس حقیقت سے واقف ہی نہیں ہے کہ شریعت کہتے کسے ہیں؟ دنیا صرف یہ جانتی ہے کہ نماز پڑھنے کا نام شریعت ہے۔ دنیا یہ جانتی ہے کہ شریعت کے نعرے کا نام شریعت ہے۔ دنیا یہ جانتی ہے کہ صرف قرآن کی تلاوت کرنے کا نام

شریعت ہے۔ دنیا یہ جانتی ہے کہ پانچ وقت عبادت خانوں میں جانے کا نام شریعت ہے۔ دنیا یہ جانتی ہے چور کے ہاتھ کاٹنے کا نام شریعت ہے۔ دنیا یہ جانتی ہے کہ حدیں جاری کرنے کا نام شریعت ہے۔

دوستو! دنیا صرف اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ کعبے کے گرد چکر لگانے کا نام شریعت ہے۔ دنیا صرف یہ جانتی ہے کہ "صفاو مروا" کے درمیان "سعی" کرنے کا نام شریعت ہے۔ دنیا صرف اتنا جانتی ہے کہ توریت، زبور، انجیل، قرآن پر ایمان لانے کا نام شریعت ہے۔ دنیا صرف اتنا آگاہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں پر ایمان لا کر انہیں علیہ السلام ماننے کا نام شریعت ہے......

عزیزان محترم!...... شریعت اس کا نام نہیں ہے۔ بلکہ شریعت نام ہے اُن "**اوامر و نواھی الٰھیہ**" کا جن کی خبر ہمیشہ پروردگار عالم نے معصوم کے ذریعہ سے بھیجی ہے گنہگار کے ذریعہ سے نہیں بس یہ ہے عنوان: "**شرع لکم من الدین ماوصّیٰ بہ نوحا**" "ہم نے تمہارے لئے وہی راستہ مقرر کیا ہے۔ سورہ مبارکہ شوریٰ میں تیرہویں آیت میں ارشاد ہوا۔ جو ہمارا سرنامہ ہے اور انشاء اللہ اس پر گفتگو ہوگی...... ہم نے تمہارے لئے بھی وہی راستہ پسند فرمایا ہے جو راستہ ہم نے نوحؑ کے لئے مقرر کیا تھا۔ کیونکہ آغاز شریعت آدمؑ سے نہیں ہے۔ آغاز شریعت نوحؑ سے ہے۔ (صلوات)

توجہ ہے دوستو! مولاؑ آپ کو سلامت رکھے، میں توجہ چاہوں گا اس جملہ پر کہ شریعت کا آغاز جناب نوحؑ سے ...... پہلا صاحب شریعت (نوحؑ) بس یہیں سے محرم کا ایک بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر آپ غور فرمائیں۔ ایام عزا کی پہلی مجلس ہی سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آغاز شریعت ہے جناب نوحؑ وہ نبیؑ جو صاحب شریعت بھی ہیں۔ آدمؑ ثانی بھی ہیں۔ نجی اللہ بھی ہیں۔

"ہم نے تمہارے لئے" کسے کہا جا رہا ہے؟...... اپنے حبیبؐ کو کہا جا رہا ہے۔ قرآن میں کہا جا رہا ہے نا! کہ وہی راستہ ہے۔ ہماری شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں

آئی۔ جو شریعت ہم نے نوحؑ کو دی تھی اسی شریعت کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ وہی شریعت ہے۔ وہی راستہ ہے۔

تو نوحؑ! صاحب شریعت بھی ہے۔ نبی اللہ بھی ہیں۔ تو اب جناب نوحؑ کا ہر اقدام شریعت ہوا نا۔ (یہ جملہ مجھے کہنا ہے آج کی مجلس میں۔ اگر آپ ذرا سا بیدار ہو کر توجہ فرمالیں)...... تو جناب نوحؑ کا ہر اقدام شریعت ہوا نا۔ اس لئے کہ پہلے صاحب شریعت نبی ہیں تو جو قدم بھی جنابِ نوحؑ نے اٹھایا وہ شریعت، جو قول دیا، جو عمل کیا جو فعل کیا وہ شریعت ہے۔

بڑی توجہ۔ عزیزان محترم! شریعت ہی شریعت ہے نا۔ تو شریعت کا آغاز بتانا صرف یہ ہے کہ شریعت کا شیعت سے ربط کیا ہے؟ پہلی شریعت پر گفتگو کر رہے ہیں۔ ''شریعت'' کا ربط ہی ''شیعت'' سے ہے۔ اس لئے کہ ''شریعت'' کے معنی ہیں ''راستہ'' کے ''شیعت'' کے معنی ہیں راستے کی پیروی کرنے والے کے، لغت میں کوئی الفاظ تو ہے ہی نہیں۔

(یا علیؑ یا علیؑ بڑی توجہ عزیزان محترم!) شریعت ہوتی ہی شیعت کی ہے۔ تو شریعت کے معنی اگر راستے کے ہیں۔ تو پہلے نبی جو صاحب شریعت (ہوئے) جناب نوحؑ پر اللہ نے سلام بھیجا۔ یعنی صاحبان شریعت کے لئے یہ کلیہ ہے قدرت کی جانب سے۔ تمام سنی شیعہ بھائی پورے قرآن مجید کو اٹھا کر دیکھ جائیں کہ طے ہے اپنے مقام پر کہ۔ جسے صاحب شریعت بنایا ہے اس پر پروردگار نے سلام بھیجا ہے۔ **﴿سلام علی نوح فی العالمین﴾** (سورہ الصافات آیت ۷۹) سلام ہو نوحؑ پر جسے ہم نے عالمین کے لئے نوحؑ بنایا ہے۔

(آپؑ کا) نام عبد الغفار ہے۔ عبد الرزاق ہے۔ لیکن پروردگار عالم نے اس صاحب شریعت کا جب نام پکارا اور اس پر سلام بھیجا تو ''نوحؑ'' کہہ کر سلام بھیجا اور سارے قصص الانبیاء لکھنے والوں نے لکھا۔ سارے علماء نے لکھا کہ نام یا عبد الغفار تھا یا عبد الرزاق تھا جناب نوحؑ کا۔ لیکن پروردگار کو جناب نوح کا نام ''نوحؑ'' اس لئے پسند

آیا کہ اُمت جب مظالم کرتی تھی۔ امت جب ان پر ظلم و تعدی کرتی تھی۔

امت جب استبداد کرتی تھی۔ نوحؑ کو زخمی کرتی تھی تو نوحؑ گلیوں میں کوچوں میں چوراہوں میں امت کے مظالم کو نوحہ پڑھتے ہوئے پھرتے تھے۔ ان کا نوحہ پڑھنا قدرت کو اتنا پسند آیا کہ مظالم کے خلاف میرا بندہ نوحہ پڑھ رہا ہے۔ اس لئے نوحے سے جناب عبدالرزاق اور عبدالغفار کا نام ہی نوحؑ پڑ گیا۔ تو شریعت کی دو باتیں تو آج ہی طے کرلیں نا۔ کہ صاحب شریعت نبی اگر گلیوں کوچوں میں نوحے پڑھے تو تسلیم کرو کہ نوحہ پڑھنا کسی دیوانی قوم کا طریقہ نہیں ہے۔ نوحؑ کی شریعت ہے!۔ صلوات۔

توجہ ہے نا۔ عزیزان محترم! مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ صلوات۔ اچھا آپ لوگ آمادہ ہو چکے ہیں ذہنی طور پر۔ اس میں ایک جملے کا اور اضافہ کریں گے۔ نوحؑ کی شریعت نوحہ پڑھنا۔ کس کے خلاف؟ مظالم کے خلاف۔ کہاں نوحہ پڑھنا؟ گلیوں میں گھر میں نہیں، چار دیواریوں میں نہیں۔ باؤنڈری وال (Boundry Wall) میں نہیں پریمیسس (Premises) میں نہیں۔

جو ہم سے مطالبے کئے جا رہے ہیں کہ نوحے پڑھنے ہیں تو گھروں میں پڑھو۔ نوحے پڑھنے ہیں، ماتم کرنا ہے تو چار دیواری میں کرو۔ یہ سڑکوں پر کیوں آتے ہو؟ گلیوں میں کیوں آتے ہو؟ یہ بازاروں، چوراہوں میں کیوں آتے ہو؟...... ہم کیا کریں کہ شریعت کا حکم ہی یہی ہے۔ ظالم کے خلاف نوحہ پڑھتے ہوئے گھروں میں نہ بیٹھو۔ بلکہ گلیوں میں نکل جاؤ۔ (یا علیؑ یا علیؑ صلوات بھیجیں)

یعنی ظالم کے خلاف نوحہ پڑھتے ہوئے گلیوں میں نکل جاؤ۔ سڑکوں پر آجاؤ...... تو جناب! ایک مسئلہ تو یہ طے ہوا کہ جناب نوحؑ جو پہلے صاحب شریعت نبی ہیں، ان کا عمل جو قرآن سے ثابت ہے، جو مفسرین نے ثابت کیا جو صاحبان قصص الانبیاء نے تحریر کیا۔ جو متفق بین الفریقین ہے۔ جس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے وہ جناب نوحؑ صاحب شریعت نبی نوحے پڑھتے ہیں گلیوں میں۔ تو نوحہ پڑھنا شریعت سنت نبیؑ (بڑی توجہ) اور جب جناب نوحؑ پڑھتے تھے تو ان کی امت ان

پر پتھراؤ کرتی تھی۔ تو نوحہ پڑھنا شریعت ہوا۔ پتھر مارنا یزیدیت ہوا (توجہ ہے! سلسلے تو جاری ہیں۔ درود)

یہ بنیاد جو آج کی پہلی مجلس "اہم خصوصیات عزاداری" کے حوالہ سے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہ رہے ہیں۔ اس امر پر آپ ذرا سا غور فرمالیں اس لئے کہ

شرع لکم من الدین ماوصی به نوحاً (سورۃ الشوریٰ) ہم نے تمہارے لئے وہی راستہ اختیار کیا ہے۔ وہی شریعت مقرر کی ہے جو کہ ہم نے نوحؑ کے لئے کی تھی جس کی وصیت ہم نے نوحؑ کو کی تھی، وہی تمہارے لئے ہے تو جناب نوحؑ نوحہ بھی پڑھ رہے ہیں **امر بالمعروف** بھی کر رہے ہیں۔ "**نهی عن المنکر**" بھی کر رہے ہیں۔ اللہ کی توحید کا پیغام بھی پہنچا رہے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت نوحوں میں، **اعلاء کلمة الحق** نوحوں میں، دین کی تبلیغ نوحوں میں...... میں نوحے پر ہی گفتگو کر رہا ہوں۔

کیونکہ تذکرہ جناب نوحؑ کا ہے نا۔ مظالم کا تذکرہ نوحوں میں۔ ظلم کی داستان کو دہرانا گلیوں اور کوچوں چوراہوں میں۔ جناب نوحؑ نے اسے شریعت قرار دیا۔ (بڑی توجہ دوستو!) اور یہ واحد نبیؑ ہے آدمؑ ثانی جناب نوحؑ کہ جب امت کے مظالم کے برداشت کا حوصلہ باقی نہ رہا۔

میرے نوحؑ! اب تم ایسے کرو۔ ہم نے تو تجھے نجی اللہ بنایا ہے۔ تم کشتی بنالو اور دیکھو! کشتی جو ہے۔ سفینہ جو ہے۔ وہ گھر میں نہ بنانا۔ کمرے میں نہ بنانا۔ حجرے میں نہ بنانا۔ نجات کا سفینہ ہے۔ میدان میں بنانا۔ تختے جنت سے ہم بھیجیں گے۔ کیلیں ہم بھیجیں گے، معمار ہم بھیجیں گے، سب کے سامنے، میدان میں، سفینۂ نجات بنانا۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہمیں نہیں پتہ تھا کہ یہ سفینہ کب، کس کمرے میں، کس حجرے میں اور کس بند کمرے میں بنا۔ اس لئے میدان میں بنانا تاکہ دیکھنے والے دیکھ سکیں۔

سفینۂ نجات کیا ہے؟ تو دنیا نے دیکھا کہ سفینۂ نجات میدان میں بنا۔ حکم الٰہی

کے تحت بنا۔ سامان بھی اللہ کی جانب سے آیا۔ اللہ ایک مخصوص طوفان سے بچانے کے لئے اگر ایک کشتی بھی بنائے۔ تو اس کشتی کا سامان بھی اپنی جانب سے بھیجے۔ بندوں سے نہ لے تو جو سفینۂ نجات قیامت تک پیغمبرؑ بنا کر جائے وہ محلے والوں کے سپرد کر کے چلے جائیں۔

(توجہ ہے نا عزیزان محترم۔ دُرود) ایک منزل میں یہ غور کرنا چاہئے کہ یہ سفینہ بنا اور اس سفینے کی ایک ایک کیل ایک ایک تختہ۔ ایک ایک میٹریل کا حصہ جو اس سفینہ میں استعمال ہوا۔ وہ سب اللہ کی جانب سے اس کے بنانے والا بھی معصوم، اس کی مزدوری کرنے والا بھی معصوم۔ بنا بھی گھر میں نہیں۔ یہ سفینہ بنا بھی میدان میں۔ تو معلوم یہ ہوا کہ نجات کا جو بھی سفینہ بنایا جاتا ہے وہ گھروں میں نہیں بنایا جاتا وہ میدانوں میں بنایا جاتا ہے۔ (میں ابھی وہاں نہیں آرہا ہوں۔ جہاں آپ سوچ رہے ہیں۔ لیکن میں ذرا سا اس کا پس منظر آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں)

اور اس کے بعد حکم ہوا۔ اے میرے نوحؑ! ایسا کرو۔ پہلی شریعت۔ اب دیکھیں شریعت سمٹ سمٹا کر کہاں آرہی ہے (یہ بس آپ کی خدمت میں مجھے عرض کرنا ہے) یہ شریعت سمٹ کر آ کہاں رہی ہے۔ جو ہمارے موضوع سے قریب ہے۔ نوحؑ! سفینہ بناؤ۔ ایک ایک جوڑا رکھو، ہر مخلوق کا اس سفینہ میں۔ ایک ایک جوڑا رکھتے چلے جاؤ۔ اور دعوت سب کو دو۔ ہمیں پتہ ہے کہ سب نہیں آئیں گے۔ کچھ پہاڑ پر چڑھنے کے بھی شوقین ہیں۔ سب نہیں آئیں گے۔ خود تمہارا بیٹا ہی نہیں آئے گا۔ نہ آئے۔ لیکن دعوت ضرور دینا۔ بلانا ضرور۔ حجت ضرور تمام کر دینا۔

ایک ایک جوڑا رکھ دیا گیا۔ جب سفینہ نجات میں سب سوار ہوگئے۔ جو خوش قسمت تھے وہی تو سوار ہوئے نا۔ جو نوحؑ کے عزیز بھی نہیں تھے۔ وہ بھی سوار ہوگئے۔ یہ خوش قسمتی ان کی۔ جو نوحؑ کا بیٹا تھا یہ بد قسمتی اس کی کہ وہ بیٹا ہونے کے باوجود بھی سوار نہ ہوسکا۔ جو نوحؑ کی بیوی تھی یہ بد قسمتی اس کی کہ وہ شریکِ حیات ہونے کے باوجود بھی بغاوت کر گئی۔ کس سے بغاوت کی؟ شوہر سے نہیں۔ نبیؑ سے۔

(دوستوں! بہت بلند درجے پر آپ کو متوجہ ہونا ہے میں بہت شکر گزار ہوں گا)

بغاوت کس سے کی؟ شوہر سے۔ نہیں۔ نبیؑ سے بغاوت کی۔ نوحؑ کے بیٹے نے بغاوت کس سے کی؟ باپ سے۔ نہیں۔ نبیؑ سے بغاوت کی۔ نبیؑ کون؟ صاحب شریعت تو صاحب شریعت نبیؑ سے اگر بیوی بغاوت کرے تو وہ بھی ہلاک ہو جائے۔ بیٹا بغاوت کرے وہ بھی ہلاک ہو جائے۔

ضرب اللّٰہ مثلاً للذین کفر وا امرات نوح و امرات لوط ط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتٰھما فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئا (التحریم۱۰)

اللہ مثال پیش کرتا ہے نوحؑ کی بیوی کی اور لوطؑ کی بیوی کی یہ دونوں ہمارے صالح بندوں کی بیویاں تھیں۔

فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئا تو پھر ان دونوں نبیوں کی سفارش بھی ان خائن بیویوں کو ہمارے عذاب سے بچا نہیں سکی۔ قدرت نے یہ اعلان کر دیا کہ اگر کوئی صاحب شریعت نبیؑ کے گھر میں بھی رہتا ہو یا رہتی ہو اور بغاوت کا ارتکاب کر لے تو اگر نبیؑ بھی سفارش کرنا چاہے تو خدا معاف نہیں کرے گا۔ تو جو نبیؑ کی سفارش پر قابل معافی نہیں ہے وہ ابوہریرہ کی روایت سے معاف ہو جائے گی؟ (توجہ ہے عزیزان محترم! فلسفے کہاں لے کر آئے۔)

فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئا اور پھر ہمارے نبیوں کی سفارش اور ان کی شفاعت بھی اُنہیں ہمارے عذاب سے نہیں بچا سکی۔ آپ نے دیکھا دوستو! یہ تو ازدواجِ نبیؑ نے کہا اور یہ نوحؑ کے بیٹے نے کہا جب اسے بلایا گیا آجا سفینۂ نجات میں۔ آجا نجات کے سفینہ میں اب بھی موقع ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں طوفان آتا ہے تو آئے۔ پانی برستا ہے تو برسے۔ عذاب آتا ہے تو آئے۔ میں تو پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔ یہ کوئی آج کی روایت تو نہیں ہے۔

یہ نبیوں سے بغاوت کرنے والے یہ شریعت کا راستہ چھوڑنے والے۔ یہ

صاحبان شریعت کے باغی لوگ ہمیشہ پہاڑوں پر چڑھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی جان بچ جائے گی۔ لیکن اتنا نہیں پتہ کہ شریعت سے بغاوت کرنے والوں کو جب عذاب الٰہی گھیر تا ہے۔ تو نہ پہاڑ اس کے لئے کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے۔ نہ کوئی دیوار اس کے لئے سہارا بن سکتی ہے۔ ایک نبیؑ کا بیٹا ہے کیا؟۔

پروردگار اگر چاہتا تو نبیؑ کے بیٹے کو ہدایت (بڑی توجہ دوستو!) نہیں دے سکتا تھا۔ اگر آپ نے اخبارات پڑھے ہیں تو ایک جملہ کہہ رہا ہوں دوستو! اگر پروردگار چاہتا تو نبیؑ کے بیٹے کو تو ہدایت دے سکتا تھا۔ نبیؑ دعا بھی کر سکتا تھا (بہت بڑے مسئلے کا جواب ہے۔ تاحدِ نظر مجمع کو اللہ سلامت رکھے۔ اس مجمع کی توجہ چاہتا ہوں) نبیؑ کا بیٹا تھا۔ نوحؑ کا بیٹا تھا۔ اللہ چاہتا تو نوحؑ کے بیٹے کو ہدایت تو دے سکتا تھا۔ نوحؑ نے تمنا بھی کی تھی۔ لیکن تمنا کے جواب میں کہا۔

"انه لیس من اللّٰه" اس کی تمنا نہ کرنا یہ تیرا بیٹا ہو تو ہو مگر تیرا اہل نہیں رہا۔ تو کیوں اخباروں میں ایسی حماقت کی باتیں لکھتے ہو۔ کوئی نوحؑ جیسا نبیؑ اپنے بیٹے کو دعا کے ذریعہ مسلمان نہیں کر سکا۔ تم کیوں ایڈیشنوں میں شائع کر رہے ہو کہ رسول اللہؐ نے کسی کے لئے دعا کر کے اسے مسلمان بنا دیا۔ (توجہ ہے نا یا علیؑ یا علیؑ۔ صلوات)

دوستو! اب اس موقع پر جب نوحؑ بلا رہے تھے تو اس منزل پر سفینۂ شریعت تھا۔ پہاڑ نہیں۔ صاحب سفینہ شریعت تھا۔ پہاڑ نہیں۔ طوفان آیا۔ وہ واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے۔ اس تفصیل میں نہیں جاتا۔ لیکن ایک جملہ آپ کی خدمت میں خود عرض کروں گا۔ پہاڑ غرق ہوئے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ غرق ہو گیا ہر چیز ڈوب گئی۔ لیکن اس مسئلے پر تو ملت کو غور کرنا چاہیے۔ ساری دنیا آج تک اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے کہ یہ طوفان نوحؑ کا پانی جو ابلنا شروع ہوا تھا یہ مسجدِ کوفہ کے تنور سے پانی نکلا تھا۔ آگ سے پانی نکالا۔ اسے کہتے ہیں۔ **"علی کل شی قدیر"**۔ تنور سے پانی اور تنور بھی کہاں کا؟ مسجدِ کوفہ جہاں اب قائم ہے۔

بڑی توجہ عزیزان محترم! نوحؑ جہاں اب بھی آرام کر رہے ہیں۔ مسجدِ کوفہ کے قرب میں ابھی تک آدمؑ و نوحؑ جیسے لوگ موجود ہیں۔ میں وہاں کی گفتگو کر رہا ہوں۔ مسجدِ کوفہ کے تنور سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ میں قربان ہو جاؤں اس مولائے کائنات کے اور اس کی بصیرت کے تونے مدینے سے اپنا مستقر تبدیل کیا۔

کوفے کو دارالحکومت بنایا۔ کوفے کو دارالحکومت بنا کر، اپنا پایہ تخت بنا کر قیامت تک کے لئے حجت قائم کر دی کہ جتنے شریعت معصوم کے تابعدار اور فرمانبردار ہیں وہ سب علی کی قیادت میں رہیں گے۔ اور جو اس سے باہر جائیں گے ان کا ایسا ہی حشر ہوگا جیسا کشتی نوحؑ سے فرار اختیار کرنے والوں کا حشر ہوا تھا۔ تو اگر روایتیں نوحؑ کے بیٹے کو رضی اللہ نہیں بنا سکیں تو روایتیں علیؑ کے دشمنوں کو رضی اللہ کیسے بنادیں گی؟ توجہ ہے نا عزیزان کرام۔

عزیزان محترم! دیکھئے۔ شریعت راستہ ہے۔ شریعت جادہ ہے۔ شریعت ارادہ ہے، شریعت منہاج، شریعت صراط، شریعت معصوم کے قدموں کے نشان کا نام۔ شریعت نشان قدم معصوم کا نام۔ معصوم قول و عمل کرتا رہے شریعت ترتیب پاتی رہتی ہے۔ پروردگار عالم نے ایک لمحہ کے لئے بھی انسان کو محروم شریعت نہیں رکھا۔ بھئی! مجھے کوئی بھی عالم، فلسفی، اسکالر اٹھے اور اٹھ کر بتائے۔ کہ پروردگار نے آج تک شریعت کا کوئی حکم کسی گنہگار کے ذریعے سے زمین پر بھیجا؟ پہلا سوال یہی سوالات میں قائم کرتا جاؤں گا۔ آئندہ مجالس میں۔

آج تک اللہ نے شریعت کا کوئی حکم اور کوئی پیغام۔ کیا کبھی کسی گنہگار کے ہاتھوں بھیجا؟ کسی گناہگار کے ذریعے بھیجا۔ سارے مسلمان متفق ہیں کہ شریعت کا کوئی پیغام، شریعت کا کوئی حکم پروردگار عالم نے آج تک کسی گنہگار کے ذریعے سے نہیں بھیجا۔ جو بھی حکم شریعت آیا وہ معصوم کے ذریعے سے آیا۔ منتخب الٰہی کے ذریعے سے آیا۔ جو چشم قدرت میں منتخب تھا۔ تو اسی کے ساتھ ساتھ یہ اعلان کرتا ہوا آیا۔

"ولن تجد لسنة الله تبديلا" (سورہ احزاب آیت ۶۲) اور تم اللہ کی

سنتوں میں اللہ کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ تو آج تک جب شریعت کا کوئی قانون غیر معصوم کے ذریعہ نہیں آیا۔ غیر معصوم کا کام شریعت نافذ کرنا نہیں ہے۔ شریعت پر عمل کرنا ہے۔ معصوم کا کام شریعت لانا ہے۔ غیر معصوم کا کام معصوم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا ہے۔ پروردگار نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے ذریعے سے شریعت بھیج کر۔

اناھدینہ السبیل اما شاکرا واما کفورا (الدھر ۳) پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ہم نے شریعت بھیج دی۔ ہم نے رسول بھیج دیئے۔ ہم نے نعمتیں بھیج دیں۔ ہم نے چراغ بھیج دیئے۔ ہم نے منزلوں کا تعین کر دیا ہم نے تمہارے لئے ہر حجت تمام کر دی۔

"**اناھدینہ السبیل اما شاکرا واما کفورا**" اب ہم تو سب کچھ دے چکے ہیں۔ ہدایت بھی دے چکے۔ اور راستہ بھی دے چکے۔ اب یہ تم پر چھوڑ دیا ہے۔ کہ چاہے تم شکر کرو۔ چاہے کفر کرو۔

تو شریعت تو ساری اللہ نے بھیجی۔ آپ کون سی شریعت لا رہے ہیں؟ شریعت تو ساری شریعت کے قوانین تو پروردگار عالم کے معصوم بندوں کے ذریعے سے بندوں تک پہنچے۔ چاہے وہ توریت کی شکل میں ہوں۔ چاہے وہ زبور کی شکل میں ہوں۔ چاہے انجیل کی شکل میں ہوں۔ چاہے صحف موسیٰ ؑ کی شکل میں ہوں۔ چاہے صحف ابراہیم ؑ کی شکل میں ہوں۔

ہر زمانے میں ہر دور میں، جو بھی قوانین جس طریقے سے بھی آئے وہ اللہ نے معصوم کے ذریعے سے بھیجے ہیں اس لئے کہ معصوم کے ہاں احتمال لغزش نہیں ہوتا۔ گمراہی کا امکان نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ معصوم کے پاس اللہ کا مینڈیٹ (Mandate) حکم ہوتا ہے۔ اور معصوم اللہ کے عطا کردہ مینڈیٹ سے ایک لحہ کے لئے بھی سر مو انحراف نہیں کرتا۔

جو شریعت اللہ اس کے لئے متعین اور مقرر فرماتا ہے وہ اس شریعت کو نافذ

کرتا ہے۔ چاہے پتھر کھانے پڑیں۔ چاہے آگ میں جانا پڑے۔ چاہے گلے میں رسی بندھوانا پڑے۔ چاہے کتنی ہی مصیبتوں میں مبتلا ہونا پڑے۔ معصوم کبھی جادۂ شریعت سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ مجھے صرف اتنا بتادیں۔ بنوامیہ، بنو عباس کے بادشاہوں کے زمانے میں مرتب ہونے والی نام نہاد شریعت میں آپ نے روزانہ تبدیلیاں دیکھی ہیں۔ روزانہ تغیر دیکھا ہے۔ لیکن محمدؐ و آل محمدؐ (علیہم السلام) کے ذریعہ سے جو شریعت توحید ہر دور میں آتی رہی۔ آج تک نہ اس میں کوئی تغیر آیا نہ تبدیلی آئی۔

آپ نے دنیوی بادشاہوں کے پیدا کردہ اماموں سے چار شریعتیں لیں۔ شافعی شریعت لی، مالکی شریعت لی، حنبلی شریعت لی، حنفی شریعت لی چار شریعتیں آئیں چاروں نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ یہ شریعت اور شیعیت ہے کہ دنیا کے چار امام چار فقہیں، چاروں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ یہ شریعت اور شیعیت ہے کہ میرے بارہ امام، ایک فقہ۔ (دُرود۔ نعرے یاعلیؑ یاعلیؑ) کوئی تغیر نہیں، مولاؑ آپ کو سلامت رکھے! ایک مرتبہ اور بلند آواز سے صلوات...... توجہ ہے نادوستو!

تو اس سفینۂ نجات میں جو نوحؑ نے بنایا۔ پہلے صاحب شریعت نبیؑ نے جو سفینہ نجات بنایا اس میں جو سوار ہو گیا نجات پا گیا۔ جو اُس سے علیحدہ ہو گیا غرق ہو گیا...... دوستو! کشتی کا تصور کیا ہے؟ (ذرا سی توجہ) آدمی جب تک موجوں کے کنارے بیٹھا رہے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب کشتی میں سوار ہو جاتا ہے اپنا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

میں تو سمجھتا تھا کہ یہ مقصد واضح ہو جائے گا۔ کشتی کا تصور کیا ہے؟ کہ جب تک آپ موجوں کے کنارے بیٹھے رہیں اپنا اختیار ہے۔ چاہے اٹھ کر چلے جائیں۔ چاہے تو رک جائیں چاہیں تو بیٹھے رہیں۔ چاہے تو کنکریاں مارتے رہیں موجوں میں۔ اپنے اختیار میں ہے...... لیکن جب ایک مرتبہ کشتی میں پاؤں رکھ دیا...... (شیعیت سمجھانا چاہ رہا ہوں۔ اگر مولاؑ نے مدد کی۔)

عزیزان محترم! ایک نئے عنوان سے ایک خوبصورت سی بات نوجوانوں کے

ذہن میں اتارنا چاہتا ہوں۔ آب کوثر کی طرح جب کشتی میں پاؤں رکھ دیا تو انسان کا، سوار کا، اپنا اختیار ختم ہو گیا۔ اب اس کا اختیار کوئی نہیں رہا۔ اب وہ کشتی کے حوالے ہو گیا (بڑی توجہ) کشتی میں سوار ہے۔ نہ اپنی مرضی سے ہل سکتا ہے نہ حرکت کر سکتا ہے۔ اس نے اپنی زندگی اور آخرت کے سارے مستقبل کو کشتی کے حوالے کر دیا۔ چاہے کنارے پر اتار دے چاہے درمیان میں غرق کر دے۔ کشتی بلند تو سوار بلند۔ کشتی موجوں میں تو سوار موجوں میں، کشتی کنارے پر تو سوار کنارے پر۔ اب کشتی کا مرہون منت رہا۔ بس جب کشتی میں سوار ہو جاتا ہے تو آدمی کا اپنا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

اسی لئے پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا ہے **"مثل اهلبیتی کمثل سفینه النوح"**...... میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوحؑ کی مثال ہے۔ **"من رکبها نجا"** جو اس میں سوار ہو گیا اس نے نجات پائی۔ جو اس سے دور ہو گیا وہ غرق ہو گیا۔

تو عزیزان محترم! کم از کم اس دنیا میں نعرے کتنے بھی لگائیں، جلوس جتنے بھی نکالیں اخبار کتنے نکالیں کشتی کیسی میں بھی بیٹھو...... مگر کسی ایسی کشتی میں نہ بیٹھ جانا جو تمہیں درمیان سمندر میں غرق کر جائے۔ کسی ایسی کشتی میں بیٹھنا جو یہاں سے چلے۔ حوض کوثر پر پہنچے (دُرود نعرے) ایسی کشتی میں سوار ہو جو تمہیں راستے میں غرق نہ کرے۔ جس کے ناخدا کو اپنے غرق ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ جس کا ناخدا قدم قدم پر اپنی ہلاکت کا خود ہی اعلان کر رہا ہو...... (صلوات)۔

ظاہر ہے سفینۂ نجات ہے، کشتی نوحؑ ہے۔ اہل بیتؑ کی کشتی، تو یہ کشتی ہی شریعت ہے بس اب اس کی میں دلیل دیتا ہوں کہ اس کا شیعیت سے ربط کیا ہے؟...... دیکھئے! سفینہ نوحؑ جناب نوحؑ نے بنایا۔ طوفان اترا۔ معاملات ختم ہوئے۔ ایک نئی دنیا ان جوڑوں سے پیدا ہوئی جو جوڑے کشتی میں موجود تھے۔

"آدمؑ ثانی" جناب نوحؑ کو کہا جاتا ہے۔ اور ایک نیا زمانہ پیدا ہوا۔ نئے لوگ پیدا ہوئے۔ ایک طویل عرصے کے بعد ہزاروں برس گزارنے کے بعد ۱۹۰۲ء میں

روس کے تحقیقی ادارے کے تحت اٹلی کی (Scrutation team) ٹیم نے ۱۹۰۲ء میں جب آثار قدیمہ کی تلاش کرتے کرتے وادی نوحؑ اور وادی خلیلؑ کا دورہ کیا۔

۱۹۰۲ء میں سارے اس زمانے کے اخبارات گواہ ہیں وہ میرے پاس لائبریری میں موجود ہیں۔ ۱۹۰۲ء میں اٹیلین ٹیم نے جب وادی نوحؑ اور وادی خلیلؑ وادی نوحؑ کونسی وادی ہے؟ یہ میں کل بتاؤں گا جس میں ۳۵ ہزار انبیاء کی قبریں ہیں۔ وہ ہے وادی نوحؑ (درود)

اس تحقیقاتی ٹیم نے ۱۹۰۲ء میں وادی خلیلؑ اور وادی نوحؑ کا دورہ کیا۔ وہاں سے کھدائی شروع کی اور وہاں سے آثار قدیمہ کو نکالا تو ایک مقام پر یروشلم کے نزدیک کے مقام پر کھدائی کرتے کرتے ایک تختی بر آمد ہوئی...... "شریعت اور شیعیت" عنوان ذہن میں رہے۔ انشاء اللہ تاریخی فیصلہ دے کر اس مجلس کو اختتامی مرحلے میں لاؤں گا۔ اگر اگر آپ نے توجہ فرمائی...... ایک تختی بر آمد ہوئی۔ اس تختی کو جب صاف کیا گیا۔ اس پر کچھ غیر مانوس زبان میں کچھ حروف لکھے ہوئے تھے۔ اس کے لئے لینگوج ایکسپرٹس (Language Experts) (ماہرین لسانیات) کو باقاعدہ مہیا کیا گیا۔

ساری دنیا سے سات زبانوں کے جب لینگوج ایکسپرٹس بلائے گئے اور ان سے (بڑی توجہ دوستو!) اور ان سب نے متفقہ طور پر اس زمانے کی ساسانی، ثانی اور عبرانی زبان کو ترجمہ کرتے کرتے جب وہ اپنی زبان یعنی انگریزی میں لے کر آئے۔ اور تختی کے ان حروف کو پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ تختی نہیں ہے۔ بلکہ حصہ ہے نوحؑ کی کشتی کی ایک دیوار کا حصہ ہے۔ ایک لکڑی ہے جو نوحؑ نے اپنی کشتی میں استعمال کی تھی اور یہ وہ تختی ہے جس پر یہ تحریر تھا جس کو انگریزی میں ترجمہ کیا۔

کشتی نوح کے ٹکڑوں سے بر آمد ہونے والی لکڑی کی تختی پر کندہ ساسانی زبان کی دعا جو روس کے عجائب گھر میں ترجمہ کر کے رکھی گئی۔

O MY LORD MY SAVIOR HELP ME KEEP MY HAND

WITH MERRY IN THE NAME OF THOSE THOU CREATED THE WORLD MOHAMMAD AL YIA FATIMA SHABBAR AND SHABEER THESE PERSONALITIES ARETHOU BLOVED

اے میرے اللہ! اے میرے پناہ دینے والے مدد کر میری اور اس کشتی کی پنجتنؑ کے نام کے صدقے میں مجھے نجات دے۔ علیؑ کے واسطے میں مجھے نجات دے۔ فاطمہؑ کے صدقے میں مجھے نجات دے۔ نوحؑ کہہ رہے ہیں۔ حسنؑ کے صدقے میں مجھے نجات دے۔ حسینؑ کے صدقے میں نجات دے۔ روس کے میوزیم میں آج بھی یہ تختی رکھی ہوئی ہے۔

تو نوحؑ کی شریعت پہلی شریعت تھی نا۔ اس شریعت نے بھی اگر اپنی نجات مانگی ہے تو پنجتنؑ کے ذریعے سے مانگی ہے۔ تو تسلیم کرو کہ کائنات میں جب نوحؑ جیسا نبی اپنے طوفان نوحؑ سے پنجتنؑ کے حوالے کے بغیر گزر نہیں سکتا۔ تو گنہگاروں کے ذریعے پل صراط سے کیسے گزارے گا (یا علیؑ یا علیؑ۔ نعرے)

(یہ تاحد نظر شیعان علیؑ کا موجیں مارتا ہوا سمندر۔ مولا ان کے ماں باپ کے کلیجوں کو ٹھنڈا رکھے۔ عزاداران حسینؑ کو سلامت رکھے۔ دیکھو! حسینؑ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ خراج تحسین پیش کرتا ہوں پوری شیعہ قوم کو۔ جس نے اس سال یکم محرم کو مکمل حمیت قومی کا مظاہرہ کر کے یہودی اخبار "جنگ" پر یہ ثابت کیا کہ حسینؑ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ سلام پیش کرتا ہوں ساری قوم کو مرکزی تنظیم عزا کو، انجمن فدائے اہل بیتؑ کو، سارے نوجوانوں کو، سارے ٹرسٹی حضرات کو، سارے کراچی کے عزاداروں کو، سارے علما کو، سارے خطیبوں کو، آج کوئی اشتہار جنگ میں موجود نہیں ہے۔ لیکن آئے اخبار جنگ کا نمائندہ اور دیکھے حسینؑ کا دربار کیسے سجا ہوا ہے۔

جو اخباروں کا محتاج ہو وہ حسینؑ نہیں۔ جو تاریخ کا محتاج ہو حسینؑ نہیں۔ صبح سے لے کر عصر عاشور تک تاریخ جس کے سامنے اپنے اوراق کا خالی کشکول لے کر

بھکاریوں کی طرح کربلا میں کھڑی رہے اسے حسینؑ کہتے ہیں...... حسینؑ! مجھے عنوان کی بھیک دے۔ حسینؑ! مجھے ایثار کی بھیک دے حسینؑ کسی کا محتاج نہیں......

ہاں، رو پڑے۔ ابھی تو میں نے کوئی جملہ بھی نہیں کہا۔ اتنا اچھا استقبال کرتے ہو...... رو پڑے۔ حسینؑ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ کسی اخبار کا محتاج نہیں ارے حسینؑ کی شہادت کی خبر تو ایک کبوتر نے اپنے پروں کو حسینؑ کے خون میں تر کر کے فاطمہؑ صغرا کو مدینے پہنچائی تھی۔ صغراؑ! تیرا بابا مارا گیا۔

یہ مومنات! یہ تاحد نظر مومنات اور مومنین! کتنی بڑی تعداد میں آئے ہیں۔ حسینؑ کوئی خبروں کے ذریعے ہم تک آیا ہے؟ نہیں۔ حسینؑ کا ماتم آسمان نے کیا ہے۔ دیکھ لیا۔ سورج غروب ہوتے وقت آسمان کی سرخی کہے گی کہ فاطمہؑ کا خون کربلا میں بہہ گیا۔ عزا خانے سج رہے ہیں، کس کے لئے؟ کس کے لئے آئے ہو؟ امام بارگاہیں سج گئیں۔

بارگاہ شہدائے کربلاؑ۔ یہ عظیم الشان عمارت۔ تاحد نظر رونے کے لئے بیٹھے ہو تو ایک جملہ سن لو۔ یہ جملہ میں بیبیوں کے لئے ضرور کہتا ہوں چونکہ یہ مجلس میں بڑی تعداد میں آتی ہیں۔ لیکن یہ جملہ بیبیوں! ضرور سن کر جانا۔

آج محرم کی پہلی تاریخ ہے کل جو شب گزری ہے تا علامہ دربندی لکھتے ہیں کہ جب محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے تو شام کی قبر سے ایک بی بیؑ اٹھتی ہے۔ (ہاں۔ اسی لئے تو آئے ہو!) (اگر سمجھ گئے تو آنسو نہ روکو) اور وہاں سے اُٹھ کر اپنی ردا سنبھال کر قید خانے کے قریب بنی ہوئی ایک چار برس کی بچی سکینہؑ کی قبر پر آکر اس بچی کا ہاتھ پکڑ کر سیدھی جنت البقیع مدینے (جزاک اللہ جزاکم اللہ۔ روؤ۔ روؤ)۔

تمہیں آزادی ہے رونے کی۔ رونے کی مجبوری تو سکینہؑ سے پوچھو۔ کہ جہاں مجبوراً سجادؑ جیسے بھائی نے سکینہؑ کو منع کر دیا کہ سکینہؑ! نہ روؤ۔ شمر معلون طمانچے مارے گا۔

مولاؑ تمہیں کوئی غم نہ دے سوائے غم حسینؑ کے۔ کیسا استقبال کیا ہے محرم کا۔

ایک بی بیؑ شام سے اٹھتی ہے ایک بچی کو قید خانے کی قبر سے لیتی ہے۔ جنت

البقیع کی ٹوٹی ہوئی قبر پر آتی ہے۔ آکر کہتی ہے بی بی زینبؑ۔ اماں! چلو۔ میرے بھائی کے عزادار آگئے۔ عزاخانے سج گئے۔ اماں چلو! مجلس ہو رہی ہے (بتاؤ۔ کون آنکھ ہے جس میں آنسو نہیں ہے۔ نوجوان رو رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں نوجوان روتے نہیں ہیں۔ نوجوان روتے ہیں تو آسمان ہلتا ہے۔ آسمان لرز جاتا ہے۔ اماں، اماں، اماں چلو۔ میرے بھائی کی مجلس ہو رہی ہے۔ ماں قبر سے اٹھتی ہے۔ بیٹی ساتھ ہوتی ہے۔ پوتی چار برس کی سکینہؑ ساتھ ہوتی ہے۔

علامہ دربندی "اسرار شہادت" میں لکھتے ہیں اور پھر یہ تینوں بیبیاں جہاں بھی کہیں مجلس ہوتی ہے۔ مجلس میں آکر بیٹھ جاتی ہیں۔ مومنات! بڑے ادب سے مجلس میں آیا کرو۔ اللہ جانے کس مومنہ کے پہلو میں زینبؑ بیٹھی رو رہی ہو۔ ویران ہو رہا ہے مدینہ۔ اجڑ رہا ہے مدینہ۔ تڑپ رہی ہے روح رسولؐ لرز رہی ہے قبر بتولؑ۔

حسینؑ نانا کی قبر پر آئے۔ نانا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔

نانا۔ تیری شریعت کو بچانا ہے۔ (لے لو سانس۔ لے لو۔ مجھے چار مصرعے کہہ کر مجلس ختم کرنا ہے) قیامت کی مجلس ہوگی اگر یہ چار مصرعے سن لئے۔ نانا! مجھے شریعت کو بچانا ہے۔ نانا! مجھے اسلام بچانا ہے۔ نانا۔ میں سلام کرنے آیا ہوں۔ نانا! میں ہجرت کر رہا ہوں۔ نانا میری ہجرت آپ کی ہجرت کی طرح نہیں ہے نانا آپ واپس آگئے تھے۔ میں واپس نہیں آؤں گا۔ نانا! حسینؑ جا رہا ہے۔ کبھی نہ آنے کے لئے جا رہا ہے۔ نانا میں تو واپس نہیں آؤں گا۔ لیکن تیری شریعت بچی یا نہیں۔ یہ زینبؑ تجھے آکر بتائے گی۔

نانا میرا کچھ نہیں بچے گا۔ تیری شریعت بچ جائے گی۔ بچ گئی شریعت۔ ابھی حسینؑ نانا کی قبر سے لپٹے ہوئے یہ بین کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ قبر رسولؐ میں زلزلہ آیا۔ قبر رسولؐ سے آواز آئی۔ حسینؑ! میں نے تمہارا اسلام قبول کیا بیٹا خدا حافظ!...... لیکن بیٹا حسینؑ پہلے جلدی سے اپنی ماں کی قبر پر جا، فاطمہ زہراؑ کی قبر پر جا۔ ماں کی قبر

پر جا۔ کہا نانا کیوں؟ کہا اس لئے کہ

"تین دن سے تیری مادر کو نہیں قبر میں چین"

میر انیس نے کہا۔ لو اگر کوئی یہ پانچواں چھٹا مصرعہ سن لے تو سمجھوں گا بہت بڑے دل والا ہے۔ قیامت کر دی میر انیسؔ نے۔

تین دن سے تری مادر کو نہیں قبر میں چین
شب کو آئی تھی میرے پاس یہ کرتی ہوئی بین
گھر میرا لٹتا ہے فریاد۔ رسول الثقلینؐ!
میرا گھر چھوڑ کر جاتا ہے میرا لال حسینؑ

ہاں ہاں روتے رہو۔ روتے رہو۔ بیت پڑھ رہا ہوں۔ میرا گھر چھوڑ کر جاتا ہے میرا لال حسینؑ...... میرے حسینؑ! تیری ماں میری قبر پر رات کہہ رہی تھی کہ بابا گھر میرا لٹتا ہے فریاد رسول الثقلین"۔ بابا فاطمہؑ کہتی ہے۔ قبر رسولؐ پر کہنے آئی ہوں۔ فاطمہؑ کہتی ہے۔ کہنے آئی ہوں اے رسول اللہؐ! گھر میرا چھوڑ کے جاتا ہے میرا لال۔ بابا کہنے آئی ہوں کہ۔ "منہ قبر سے موڑوں گی میں اپنے بچے کو اکیلا تو نہ چھوڑوں گی میں۔" ارے میں نے چکیاں پیس کر پالا ہے حسینؑ مدینہ چھوڑے گا۔ فاطمہؑ قبر چھوڑے گی۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا
وَّالَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ
وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا
تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْ
هُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت: ۱۳)

صلوٰۃ!

حاضرین گرامی قدر! انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیر اہتمام اس عظیم الشان بارگاہ کو۔ شہدائے کربلا میں اور سادات مومنین کو۔ اس عظیم بستی میں عشرہ محرم کی دوسری تقریر ہدیہ ہے۔ آپ کے شاداب ذہنوں کے لئے آپ کی بالیدہ نظر کے لئے آپ کے جذبہ ایمانی کے لئے سورہ مبارکہ شوریٰ کی آیہ وافی ہدیہ سرنامہ کلام ہے۔ جس کا تعلق اللہ کی ازلی اور ابدی شریعت سے ہے۔ اور اس آیۂ مبارک کے ذیل میں "شریعت اور شیعت" کے عنوان سے کچھ معروضات اس عشرہ محرم میں آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

"شریعت" اللہ کا وہ ازلی اور ابدی قانون ہے۔ جو فلاح بشریت کے لئے، فلاح انسانیت کے لئے پروردگار عالم نے اپنے معصوم ہادیوں اور معصوم رہبروں کے ذریعہ سے زمین پر بھیجا۔ (توجہ ہے نا۔ آپ حضرات کی!) اور اس عنوان کو اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر شریعت سمجھ میں آجائے کہ شریعت کے زمین پر نزول اجلال کا

مقصد کیا تھا؟ شریعت کیوں زمین پر معصومینؑ کے ذریعہ سے بھیجی گئی؟ شریعت کے احکامات و فرامین پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ کے ذریعے کیوں اس زمین پر بھیجے۔

اگر ملت اسلامیہ شریعت کے صحیح مفہوم کو سمجھ جائے تو یہ ایک دوسرے کو کافر کہنے کی جو ملعون روایت شروع ہوئی ہے یہ روایت خود بخود ختم ہو جائے۔ اس لئے کہ شریعت کسی بھی انسان کو کافر بنانے نہیں آئی۔ کافر کو مسلمان بنانے کے لئے آئی۔ خواہ وہ کسی دور کی شریعت ہو (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) یہ جو آپ مسلمانوں میں افراتفری دیکھ رہے ہیں، یہ جو ۷۲، ۷۳ فرقوں میں تقسیم امت واحدہ کو دیکھ رہے ہیں، یہ جو ایک نبیؐ کا کلمہ پڑھنے والے آپس میں دست و گریبان ہیں۔ اور ایک دوسرے کو ایک نظر برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ الزامات ہیں، بہتان ہیں، دعوے ہیں بغیر دلیل کے سہی لیکن دعوے ہیں۔ کوئی بھی کسی کو صدق دل سے مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں اور افسوس اس بات کا ہے کہ "لا الہ الا اللہ" کہنے والا "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کو کافر کہہ رہا ہے۔

آپ غور فرمائیں اس جملے پر ذرا سا بیدار ہو کر اس تمہید پر۔ سارے مسلمان بھائیوں کے لئے ایک اہم پیغام میں انشاء اللہ ان مجالس میں دوں گا۔ افسوس کا مقام جو ہے وہ یہ ہے کہ "لا الہ الا اللہ" کہنے والا اللہ کو وحدہ لاشریک جاننے والا "کافر" بھی کسی یہودی کو نہیں کہہ رہا، کسی عیسائی کو نہیں کہہ رہا، کسی مجوسی کو نہیں کہہ رہا۔

محمد رسولؐ اللہ کہنے والا محمد رسولؐ اللہ کا اقرار کرنے والے کو کافر کہہ رہا ہے۔ قرآن پڑھنے والا قرآن ماننے والے کو کافر کہہ رہا ہے۔ نماز پڑھنے والا نماز پڑھنے والے کو کافر کہہ رہا ہے۔ حج کرنے والا حج کرنے والے کو کافر کہہ رہا ہے۔ اب یہی تو شریعت کے احکامات ہیں نا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کا مقصد کیا ہے؟

سب ایک ہی کلمہ کی ڈوری میں بندھے ہوئے ہیں۔ سب جب ایک ہی ضابطے کے پابند ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ اور اس کے مدعی ہیں تو آخر وہ وجوہات کیا ہیں؟

وہ پس منظر کیا ہیں؟ وہ مقصد کیا ہے؟ کیوں ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہو؟ جبکہ (بڑی توجہ اس جملے پر) یہ بھی سمجھتے ہو کہ کسی کے کافر کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ اس جملے پر آپ توجہ فرمالیں۔ میں کل کی گفتگو سے انشاءاللہ یہیں سے مسلسل ہوجاؤں گا)

کسی کے کافر کہنے سے عزیزان محترم! کوئی کافر نہیں ہوتا۔ ایک کروڑ کتابیں آپ لکھ دیں کسی مسلمان کے خلاف وہ مسلمان کافر نہیں ہوسکتا۔ ایک کروڑ روایتیں آپ اکٹھی کردیں کسی مسلمان کے خلاف وہ کافر نہیں ہوسکتا۔ ایک کروڑ فتوے آپ خرید لیں۔ مفتیوں کو خرید لیں کہ فلاں قوم کو فلاں طبقہ کو کافر قرار دے دیا جائے۔ نہیں کافر ہوسکتا۔ اس لئے کہ کافر اور مسلمان کا اختیار جو ہے یا قرآن کو ہے یا معصوم کو ہے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر)

بڑی توجہ عزیزان محترم! ان جملوں پر کسی کو کافر یا کسی کو مسلمان ڈیکلیئر (Declare) کرنے کا جو حق ہے وہ یا اللہ کے کلام کو ہے یا نبی کو ہے یا معصوم کو ہے۔ اس سے کم کے تو کسی آدمی کو حق حاصل ہی نہیں ہے بلکہ ضروری نہیں ہے کہ جو کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دے رہا ہے وہ خود بھی مسلمان ہے کہ نہیں۔

اپنے کردار کے اعتبار سے، اپنے عقائد کے اعتبار سے۔ اپنے اعمال کے اعتبار سے، اپنی فکر کے اعتبار سے، اپنے دل و دماغ کے اعتبار سے، اپنی نفسیات کے اعتبار سے، اپنی نیت کے اعتبار سے، اپنی ذہنیت کے اعتبار سے، اپنے مزاج کے اعتبار سے اپنے کردار و افعال و اعمال کے اعتبار سے، اپنی تحریر کے اعتبار سے، اپنی تقریر کے اعتبار سے۔

بڑی توجہ! ایام عزا کے دوران میں آپ حضرات کی وساطت سے ملت اسلامیہ کو پیغام دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پروردگار عالم نے شریعت کا آغاز جناب نوحؑ سے کیا۔

شرع لکم من الدین

ہم نے تمہارے لئے بھی وہی راستہ مقرر کیا ہے۔ دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کی وصیت ہم نے نوحؑ کو کی تھی۔ تو معلوم یہ ہوا کہ جناب نوحؑ پہلے صاحب شریعت نبیؑ۔ کل یہاں تک کی گفتگو تھی۔ جناب نوحؑ پہلے صاحب شریعت نبیؑ۔ اور جناب نوحؑ کا تذکرہ قرآن مجید میں 43 مقامات پر آیا۔ اب ذہن میں رہیں یہ تمام چیزیں۔

جناب نوحؑ وہ آدمؑ ثانی ہیں۔ وہ نجی اللہ ہیں۔ وہ صاحب شریعت ہیں۔ وہ رسولؑ ہیں۔ وہ اولی العزم پیغمبرؑ ہیں کہ جن کا تذکرہ پورے قرآن مجید میں 43 مقامات پر آیا ہے۔ جناب نوحؑ کی عمر مبارک دو ہزار دو سو پچاس سال۔ آپ اس دنیا میں قیام پذیر رہے 2250 برس تک۔ اس دنیا میں تبلیغ شریعت نوحؑ کی مدت ساڑھے نو سو برس یہ پورا بائیو ڈیٹا (Bio Data)۔

میرے نوجوان ذرا ذہن میں رکھیں اور اس کے بعد پھر میں گفتگو کو یہاں سے انشاء اللہ آگے بڑھاؤں گا۔

اب جناب نوحؑ پہلے صاحب شریعت آپ کی عمر ڈھائی ہزار سال آپ کی تبلیغی زندگی ساڑھے نو سو برس۔ تو ساڑھے نو سو برس جو نوحؑ نے تبلیغ کی وہ تبلیغ شریعت ہی تھی نا۔ اور اس تبلیغ میں جناب نوحؑ نے اپنی امت سے کوئی قربانی نہیں مانگی۔ کسی کا سر نہیں مانگا۔ کسی کو جہاد کے لئے طلب نہیں کیا۔ کس کو کسی امر کے لئے مجبور نہیں کیا۔ تو ساڑھے نو سو برس کوئی تھوڑے تو نہیں ہوتے۔ عزیزان محترم ساڑھے نو سو برس تک ایک ہی شریعت کی تبلیغ کی۔ کیونکہ سب سے طویل دورانیہ ہے شریعت (بڑی توجہ) جناب نوحؑ کی تبلیغ کا اور ان کی نبوت کا اور آپؑ کے منصب کا طویل دورانیہ ہے سن و سال کے اعتبار سے بھی اور تبلیغ شریعت کے اعتبار سے بھی۔

اسی لئے (پوری توجہ!) یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ساڑھے نو سو برس تک اتنی تبلیغ کی، اگر کل کی تقریر میری ذہن میں ہے تو آپ فخر کرتے ہوئے جائیں گے ''شریعت'' کو ''شیعیت'' سے ملاتے ہوئے اس منزل پر ساڑھے نو سو برس شریعت

کے تبلیغ جناب نوح علیہ السلام نے کی مسلسل شریعت، مسلسل احکام الٰہی، مسلسل او امر و نواہی، مسلسل پیغام توحید، مسلسل انسان کو انسان بنانے کے لئے انسان کے ذہن و شعور کو بلند کرنے کے لئے ساڑھے نوسو برس تک تبلیغ کی۔

اور عزیزان محترم! بڑی توجہ اس جملے پر بھی میں چاہوں گا۔ یہی وجہ ہے کہ نوحؑ کی شریعت کے زمین پر نافذ ہونے کے بعد پھر 35ہزار برس تک کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آیا (صلوٰۃ بھیجیں آپ) میں ابھی اس کی وضاحت کروں گا۔ تو یہ منزلؔ بڑی عجیب منزل بن جائے گی۔

پینتیس ہزار سال(Thirty five thousand years)کوئی تھوڑا وقت نہیں ہوتا۔ وقفہ نہیں ہوتا۔ جناب نوحؑ کی شریعت اتنی محکم اور ساڑھے نوسو برس کی تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ پروردگار عالم نے ضرورت محسوس نہیں کی کوئی نئی شریعت بھیجنے کی، کسی نئے صاحب شریعت نبیؑ کو بھیجنے کے لئے۔ جناب نوحؑ کے بعد 35000سال تک جتنے بھی انبیاءؑ آئے سب نے نوحؑ کی شریعت کی پابندی کی۔

اور میں قربان ہو جاؤں اگر آپ توجہ فرمالیں دوستو! تو کل کی گفتگو سے متصل ہو جائے گی۔ ساڑھے نوسو برس کی شریعت کے نتیجے کے بعد 35000برس تک کوئی شریعت نہیں آئی۔ کوئی صاحب شریعت نبیؑ نہیں آیا۔ جتنے نبیؑ جناب نوحؑ کے بعد آئے سب نے شریعت نوحؑ کی پابندی کی۔ اسی کو آگے بڑھایا۔ اسی کو صحیح ٹریک(Track) پر لاتے رہے۔ امتیں گمراہ ہوتی رہیں۔ یہ نبیؑ کیوں آتے رہے؟

اب میں یہاں سوال قائم کر رہا ہوں بھائی! جب شریعت ایک ہی تھی تو نوحؑ کے بعد یہ 35000 برس تک یہ مسلسل ہزاروں نبیؑ بھیجنے کی ضرورت کیا تھی؟ شریعت تو آگئی تھی۔ اگر شریعت میں کوئی تبدیلی ہی نہیں لانا تھی (غور فرمائیں! غور فرمائیں! صلوٰۃ بھیجیں نا۔ پھر میں عرض کر رہا ہوں آپ کی خدمت میں۔ ایک مرتبہ اور بلند آواز میں صلوۃ بھیج دیں تاکہ گفتگو۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ بہت شکر گزار ہوں آپ کی توجہ پر)

یقیناً آپ کے ذہنوں کو تھوڑی دیر کے لئے امتحان کی منزل میں جانا ہوگا۔ لیکن اس کا نتیجہ انشاء اللہ بڑا خوبصورت نکلے گا۔ اگر مولاؑ نے مدد کی اور آپ آمادہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ 35000 برس تک اگر ایک ہی قانون کو چلنا تھا۔ ایک ہی شریعت کو چلنا تھا اور اس شریعت میں (بہت توجہ) کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہونا تھی۔ اور کوئی صاحب شریعت نبیؑ نہیں آنا تھا تو پھر اس طویل دورانیہ میں پروردگار عالم کو کسی بھی نبیؑ کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ بس نوحؑ کی شریعت چلتی رہتی۔ اور 35ہزار برس تک امتیں اسی شریعت پر عمل کرتی رہتیں۔

لیکن نوحؑ کے بعد یکے بعد دیگر انبیاءؑ کا بار بار آنا۔ معصومینؑ کا بار بار آنا۔ محافظت شریعت کے لئے تھا۔ حفاظت شریعت کے لئے تھا۔ اس لئے کہ یہ امتوں کا آج کا مزاج نہیں ہے۔ امتیں صرف اس وقت تک صراط مستقیم پر رہتی ہیں۔ نبیؑ سے مخلص امتیں صرف اس وقت تک رہتی ہیں جب تک نبیؑ ان کے درمیان میں رہے۔ ادھر جناب نوحؑ اس دنیا سے گئے۔ امتوں نے نوحؑ کی شریعت میں ترمیم کرنا شروع کی۔ تنسیخ شروع کی۔ اپنی ہوائے نفس، کو اس شریعت کے اوپر مسلط کرنے کی مسلسل کوشش کی۔ امتوں نے شریعت کا قبلہ بدل دیا۔ شریعت کا کعبہ بدل دیا۔ اپنی مرضی کی شریعت کو شریعت نوحؑ کہا جانے لگا۔

اس لئے پروردگار عالم نے حفاظت شریعت کے لئے نوحؑ کے بعد مسلسل نبیؑ بھیجے تاکہ امتیں انسانیت کو معصومؑ کی شریعت سے گمراہ کرکے شیطان کی شریعت تک نہ لے جاسکیں۔ اب پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جب یہ سنت الٰہی ہے کہ نبیؑ کی زندگی میں شریعت محفوظ ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد اس کی امتیں اس شریعت میں خلط ملط کردیتی ہیں تو اللہ کے آخری رسولؐ کی جو شریعت قیامت تک جانا ہے۔ کیا اس شریعت کو پیغمبرؐ اسلام بغیر کسی معصومؑ وارث کے چھوڑ گئے ؟(توجہ ہے نا۔ یا علیؑ یا علیؑ۔ نعرہ حیدری)۔

فلسفہ یہ ہے (مولاؑ آپ کو سلامت رکھے! بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ)

بھئی دیکھئے نا شریعت تو ایک ہی تھی نا۔ اور چلی بھی یہ شریعت 35 ہزار برس تک۔ اس دوران انبیاءؑ تو آتے رہے اسی شریعت کی تبلیغ کرتے رہے۔ جہاں نبیؑ کے ماننے والوں نے اپنی مرضی کے مطابق شریعت کو اپنی ذہنیت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی (وہاں) معصومؑ نے آکر حفاظت کی۔ (ایک جملہ میں کہنا چاہ رہا ہوں۔ اس پر خدا کے لئے آپ توجہ فرمائیں) کیوں انبیاءؑ آئے؟ انبیاءؑ اس لئے تشریف لائے کہ ایک نبیؑ کے جانے کے بعد امتیں اس شریعت کو اپنے مزاج اور اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنے لگیں۔

پروردگار نے شریعت کے تحفظ کے لئے معصومؑ کو بھیجا اور مسلسل معصومینؑ تشریف لائے اور انہوں نے اسی شریعت کی پیروی کی۔ اسی شریعت کو آگے بڑھایا۔ اسی شریعت کی حفاظت کی۔ تو یہ معصوم انبیاءؑ کا ایک نبیؑ کے جانے کے بعد آنا اس امر کی دلیل ہے کہ غیر معصومؑ امتی شریعت کا محافظ نہیں ہوا کرتا۔ شریعت کی حفاظت نہیں کیا کرتا۔

جو شریعت محمدیؐ قیامت تک "**الیوم اکملت لکم دینکم**" کی منزل پر ہے۔ جس کے بعد نہ کوئی شریعت ہے نہ کوئی دین ہے۔ نہ کوئی وحی ہے۔ نہ کوئی نبیؑ ہے۔ نہ کوئی رسولؐ ہے۔ جو شریعت قیامت تک جانا ہے تو کیا امت رسولؐ اتنی زیادہ نیک، پاکیزہ اور امانت دار ہے کہ یہ اس شریعت میں کوئی خلط ملط نہیں کرے گی۔ کوئی تغیر نہیں کرے گی۔ کوئی تبدیلی نہیں کرے گی۔ اسی لئے تو کہا گیا تھا۔

میرے حبیبؐ! میرے پاس آنے سے پہلے اس شریعت کا کسی کو محافظ بنادو "**وان لم تفعل فما بلغت رسالته**" (سورہ مائدہ آیت ۶۷) اور اگر تم شریعت کا محافظ علیؑ جیسے معصوم کو بنا کر نہ آئے تو یہ امت تو اس شریعت کو ابوسفیان کی شریعت بنادے گی۔ قرآن کی نہیں (نعرہ حیدری۔ یا علیؑ یا علیؑ۔ جیو۔ نعرہ حیدری، صلوٰۃ۔ مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آلِ محمدؐ)

شریعت ہے ازل سے لیکن عزیزانِ محترم! شریعت کی حفاظت کرنا یہ غیر

معصوم کاکام نہیں ہے۔ غیر معصوم کاکام ہے شریعت پر عمل کرنا۔ امت کاکام ہے شریعت پر عمل کرنا۔ میرے خیال سے بات تو واضح ہوگئی ہے۔ امت کاکام ہے شریعت پر عمل کرنا۔ معصومؑ کاکام ہے شریعت لانا، شریعت نافذ کرنا امت کاکام نہیں ہے۔ یہ خدائی احکامات سے بغاوت ہے۔ ٹکراؤ ہے سنت الٰہی سے کہ آپ شریعت کو نافذ کرنے کا ٹھیکہ خود لے لیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہواکہ آپ نبیؐ کے مقابلے میں آرہے ہیں۔

شریعت لانا تو نبیؐ کاکام ہے۔ اگر آپ بھی پاکستان میں شریعت لانے کی باتیں کررہے ہیں۔ تو تصادم آپ کا نبیؐ سے ہورہاہے۔ اب بتایئے نبیؐ سے تصادم کرنے والا گستاخ بھی۔ کافر ہوگا۔ کہ نبیؐ کا احترام کرنے والا؟ توجہ ہے عزیزان محترم! (اللہ اکبر، اللہ اکبر، نعرہ حیدری)

شکر الحمدللہ آپ آمادگی کی اس منزل پر آگئے۔ تو یہاں سے ایک لحہ ہم کل کی گفتگو سے اور آگے بڑھتے ہیں۔ تاکہ انشاء اللہ یہ مسئلہ آپ کے شاداب ذہنوں میں خصوصاً نوجوان نسلوں میں یہ بات اور واضح انداز میں راسخ ہوجائے۔ جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں اور عرض کرتا رہتا ہوں کہ ان مجلسوں سے ہمیں رزق علم ملتا ہے۔ ابوجہلوں کی اولادیں ہیں جوان مجلسوں میں نہیں آتے۔

توجہ ہے نا! کون بد نصیب ہوگا جو علم حاصل نہ کرے۔ ارے چھوٹے چھوٹے مدرسوں اور کالجوں میں جانے کے لئے فیس بھی دیتے ہو۔ سفارشیں بھی لگاتے ہو۔ اور حسینؑ کادربار سجارہتا ہے۔ جہاں سے وہ علم ملتاہے جو دنیا کے کسی مدرسے سے نہیں ملتا۔ حق کا علم یہاں ملتا ہے۔ ایمان کا علم یہاں ملتا ہے۔ دین کا علم یہاں ملتا ہے۔ میزان حق وباطل یہاں ملتی ہے۔

آپ یہ دیکھیں جوان مجلسوں میں نہیں آتے۔ وہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی شریعت کے ٹھیکیدار بننے کے باجود بھی پہچان نہیں سکے۔ کہ ابوذر کو مدینہ بدر کرنا صحیح تھا۔ یاابوذر کامدینہ بدر ہونا صحیح تھا (میں نے بڑی احتیاط سے جملہ کہاہے) پھر

علم کہاں ہے (درود اور نعروں کی گونج) ایک جملہ! یہاں جب آپ آمادہ ہیں تو ذرا سا مضمون روک کر شریعت کا ایک جملہ اور...... آپ کے ذہنوں کی نذر کروں۔ تاکہ اور بالیدگی فکر ہمیں حاصل ہو۔ وہ یہ کہ میں کوئی علیؑ کی بات نہیں کر رہا جسے آپ فرقہ وارانہ کہیں۔

یہ میں انشاء اللہ کل کی مجلس میں واضح کروں گا کہ علیؑ تو ساری کائنات میں وہ محافظ شریعت ہیں جو فرقہ واریت سے بلند ہیں۔ علیؑ کہتے ہی اسے ہیں جو اختلافی نہ ہو۔ علیؑ کو ماننے پر تو سب تیار ہیں۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ کوئی پہلے نمبر پر مانے کوئی چوتھے نمبر پر مانے۔

مان تو رہے ہو نا۔ مان تو رہے ہو۔ تو پاکستان میں ریفرنڈم کرالو، پورے پاکستان کے 12 کروڑ عوام میں ریفرنڈم کرالو۔ علیؑ کی ذات پر اور کسی کو بھی علیؑ کے مقابلے میں لے آؤ۔ جنہیں اخباروں اور اشتہاروں میں پیش کر رہے ہو۔ ریفرنڈم کرالو مسلمانوں سے علیؑ کے مقابلے میں کسی کو بھی لے آؤ۔ کم سے کم علیؑ کے مقابلے میں آنے والا تین کروڑ ووٹوں سے شکست کھائے گا۔ (توجہ ہے نا) آپ غور ہی نہیں کر رہے۔ نعرہ حیدری۔ تین کروڑ ووٹوں سے...... یہ فلسفہ ہے صلوٰۃ)

مولاؑ آپ کو سلامت رکھے! میں علیؑ کی بات نہیں کر رہا۔ کل انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔ آج تو میں صرف جناب ابوذرؓ کی بات کا اشارہ کر کے پھر اپنے موضوع پر آ رہا ہوں۔ چونکہ ایک جملہ سامنے آیا۔ بھئی ابوذرؓ کون ہے؟ صحابیٔ رسولؐ ہے نا۔ آپ تحفظ صحابہؓ کا علم اٹھائے ہوئے ہیں نا۔ تحفظ اہل بیتؑ کا علم تو آپ کے نصیب میں نہیں ہے۔ وہ علم دیکھنے سے آپ کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے توجہ ہے نا۔ نعرہ حیدری پوری طاقت اور توانائی کے ساتھ ٹھیک ہے نا۔

معصومؑ کا فرمان ہے کہ لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق سوال کرو۔ گفتگو کرو۔ بات کرو تو آیئے آپ نے تحفظ صحابہ کا علم اٹھایا ہوا ہے نا۔ علم تو اٹھا رہے ہیں نا۔ چودہ سو برس کے بعد سہی۔ علم اٹھایا تو سہی۔ مگر اچھا ہوتا۔ چودہ سو برس پہلے علم

اٹھالیتے۔ اتنا فاصلہ طے کیا۔ چودہ سو برس کے بعد ہی علم اٹھایا تو تحفظ صحابہ کرام کا علم اٹھارہے ہیں نا۔ آپ نے تحفظ اہل بیتؑ کا علم تو نہیں اٹھایا۔ یہ تو مقدر والوں کے نصیب میں ہوتا ہے۔

میں ایک جملے میں بتادوں فرق۔ اگر اس مجمع کا ایک ایک ذہن تیار ہو تو میں محرم کا سب سے بڑا تحفہ ایک جملے میں دینا چاہتا ہوں۔ اگر آپ آمادہ ہیں۔ بڑے یقین سے اس علم کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ آپ کے نصیب میں ہی نہیں ہے۔ تحفظ اہل بیتؑ کا علم اٹھانا۔ آپ تحفظ صحابہ کا علم اٹھارہے ہیں۔ مگر دونوں علموں میں فرق ہے۔

یہ علم آپ (بہت توجہ میں صاف کہہ رہا ہوں (Without Mental Reservation) ذہنی تحفظ کے بغیر کہہ رہا ہوں۔ یہ علم جو آپ تحفظ صحابہ کا اٹھارہے ہیں اس میں نہ آپ کی نیت کو دخل ہے نہ ارادے کو دخل ہے۔ نہ ایمان کو دخل ہے نہ جذبہ قربانی کو دخل ہے۔ نہ ہی آپ کے عقیدے میں ہے۔ نہ ہی آپ کے اصول میں ہے۔ نہ یہ آپ کے فروع میں ہے۔

یہ علم تحفظ صحابہ جو آپ اٹھارہے ہیں۔ یہ نجدی بادشاہوں کی دولت کی نتیجے میں اس علم کو اٹھارہے ہیں۔ یعنی یہ علم آپ کو سعودیوں نے دیا ہے۔ ہم جو علم اٹھا رہے ہیں۔ وہ خیبر میں ہمیں رسولؐ نے دیا تھا۔ فرق ہے (نعرہ حیدری، دم مست قلندر علیؑ علیؑ۔ (نعرے) پوری طاقت سے آخری آدمی تک۔ مولا آپ کو سلامت رکھے۔ صلوٰۃ)

جو بات ہم عرض کرنا چاہتے ہیں آپ کی خدمت میں وہ یہ ہے کہ چلئے اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ آپ تحفظ صحابہ کا علم اٹھارہے ہیں۔ بہت توجہ! ابوذر کوئی امام تو تھا نہیں۔ ابوذر کوئی معصوم تو تھے نہیں۔ ابوذر کوئی اولاد رسولؐ تو تھے نہیں۔ ابو ذر کا تعلق کوئی خاندان نبی ہاشم سے تو تھا نہیں۔ ابوذر کوئی اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل تو ہوتے ہوئے نہیں آئے تھے۔ (اللہ! اللہ! اللہ! اللہ! صلوٰۃ بھیجیں۔ بہت توجہ۔ بہت ہی توجہ)

دیکھو...... ہماری دیانتداری ہے۔ یہ علمی دیانتداری ہے۔ جو باب علم کے سامنے سر جھکانے سے ہمیں بھیک میں ملتی ہے۔ ابوذر کوئی اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل تو ہوئے نہیں تھے۔ میں تو بڑی سخت باتیں کررہا ہوں۔ غور کرتے جائیں۔ ابوذر پر کوئی صدقہ حرام بھی نہیں تھا۔ ابوذر خمس کے مستحق بھی نہیں تھے۔

اس کا پس منظر سمجھیں خدا کے لئے۔ دامن وقت میں اتنی گنجائش یہاں نہیں ہوتی۔ ذرا سا اس مسئلے کو دوستو سمجھتے جائیں۔ ماشاء اللہ تاحد نظر دور دراز سے اتنے مومنین و مومنات...... مولاؑ ان کو سلامت رکھے۔ ان کے روشن چہروں کو مولاؑ سلامت رکھے۔ ان کی جذبہ ایمانی سے لبریز نورانی پیشانیوں کو مولاؑ سلامت رکھے۔

میں آپ کو ایک ایک لمحہ تاریخ کے حوالوں کے ساتھ لئے چلا جارہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ابوذر پر کوئی صدقہ حرام نہیں تھا۔ ابوذر کوئی خمس کے مستحق بھی نہیں تھے۔ ابوذر پر درود پڑھنا واجب بھی نہیں۔ ابوذر کے لئے کہہ رہا ہوں۔ آپ ہمیں کہتے ہیں نا۔ ہم بڑے دشمن ہیں۔ ہاں۔ ہم دشمن ہیں ابوذر کے۔

اسی لئے میں نے ابوذر کا انتخاب کیا حالانکہ ابوذر کی جگہ اور بھی آسکتے تھے۔ بھائی نہیں سمجھ رہے؟ (صلوٰۃ بھیجیں۔ با آواز بلند محمدؐ آلؑ محمدؐ پر۔ نعرہ حیدری۔

وہ دیکھو ہمارا چھوٹا بچہ بھی جانتا ہے۔ دوستو! یہی تو میں کہتا ہوں۔ یہ کتنا معصوم سا بچہ ہے نا۔ اس کی ماں نے اس کو سکھا کے بھیجا نہیں۔ پڑھا کے بھیجا نہیں۔

ہو جاتی ہے توجہ۔ ہے نا۔ یہ رزم و بزم کی باتیں ہیں۔ اس کو ہم سمجھتے ہیں۔ کہاں نعت نبیؐ پڑھیے۔ کہاں ناد علیؑ پڑھیے۔ (توجہ ہے نا عزیزانِ محترم! بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر)

ذرا سا یہاں رک جائیں۔ تو شریعت کو شیعیت سے منطبق کریں گے۔ دیکھیں گے آپ دوستو ابوذرؓ میں یہ تمام (Qualities) (خوبیاں) نہیں تھیں اس کی (Repetition) اعادہ کا کوئی فائدہ نہیں جو میں نے بتائیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہ ہے کہ ابوذرؓ مسلمان ہوئے تھے۔ ابوذرؓ نے کلمہ پڑھا تھا۔ ابو ذرؓ نے اقرار توحید کیا

تھا۔ابوذرؓ نے اقرار نبوت کیا تھا۔ ابوذر قرآن پر ایمان لائے تھے۔ ابوذر صحبت پیغمبرؐ میں بیٹھے تھے۔ ابوذرؓ نے چہرہ رسالتؐ مآب کی زیارت کی تھی۔ ابوذرؓ نے دست حق پرست پیغمبرؐ پر بیعت کی تھی۔ ابوذرؓ نے اقتداء پیغمبرؐ میں نمازیں پڑھی تھیں۔ ابوذرؓ نے ہجرت کی تھی۔ ابوذرؓ......

توجہ عزیزان محترم! ابوذرؓ میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو ایک صحابی میں ہونا چاہئیں۔ جو بات میں کہنا چاہ رہا ہوں نا۔ کاش میں سمجھا سکوں یا حالات اور وقت مجھے اجازت دیں۔ اتنی جرأت دے دیں کہ جو میں کہنا چاہ رہا ہوں مافی الضمیر جو ہے میرا۔ وہ میں کہہ لوں یا آپ اتنے آمادہ ہو جائیں کہ آپ اس اشارے کو سمجھ لیں جو پیغام میں آج کی مجلس میں۔یادگار پیغام۔ آج کی مجلس میں چھوڑنا چاہ رہا ہوں۔

دوستو! ابوذرؓ میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو صحیح بخاری کے پیمانہ صحابیت پر پوری اترتی ہیں۔یا اللہ اتنی سی بات ہے۔اسے یوں سمجھ لیجئے کہ جناب ابوذرؓ میں وہ تمام صفات صلاحیتیں (Qualifications) موجود تھیں۔ جو صحیح بخاری کے میزان صحابیت میں لکھی ہوئی ہیں۔ صحابی کیسے ہونا چاہئے؟ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں۔ جو ان کے یہاں میزان مقرر کیا گیا ہے۔ ابوذرؓ میں وہ ساری صفات موجود تھیں۔ ہاں ایک صفت ہے جو ابوذرؓ کو سارے صحابہ سے ممتاز کرتی ہے۔وہ میں بتا رہا ہوں۔

اور یہ ہے آج کی مجلس۔ اور یہاں سے پتہ چلے گا کہ شریعت اور شیعیت میں اتنا بھی فاصلہ نہیں ہے۔ جتنا انگشت اور ناخن میں ہوتا ہے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ آلؑ محمدؐ پر) میں عرض کروں گا ابھی (نعرہ حیدری) اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ سلامت رہو۔ توجہ ہے نا۔ جناب ابوذر میں وہ تمام صفات موجود تھیں وہ تمام صفات کوالی فائی (Qualify) کرتے تھے صحابیت کے لئے۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود بھی جناب ابوذرؓ کا ایک طرہ امتیاز یہ تھا۔ جو ایک لاکھ تیئس ہزار تین سو اٹھارہ صحابی جزیرہ نمائے عرب کے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ حیات پیغمبرؐ میں۔ ان میں سوا لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام ساری صفات میں تو مشترک

تھے۔ مگر ابوذر کی ایک صفت ان سب پر حاوی تھی اور وہ یہ جو سارے مسلمانوں نے متفقہ طور پر لکھا اور وہ یہ ہے...... فیصلہ لے رہا ہوں۔ متفقہ طور پر مسلمانوں نے لکھا کہ پیغمبرؐ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ "ابوذرؓ سے زیادہ سچے انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا"۔

آپ غور کرتے جائیں اس جملے پر۔ ابو ذرؓ نگاہ رسالت میں اتنے سچے، اتنے سچے۔ کہ رسولؐ کہہ رہے ہیں یہ کسی خطیب کی خطابت نہیں ہے۔ یہ معصومؑ کا حکمت میں ڈوبا ہوا جملہ ہے۔ ابوذرؓ سے زیادہ سچے انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا۔ یعنی اب طے ہو گیا نا قیامت تک۔ یا تو پھاڑ کر پھینک دو اپنی ساری کتابیں۔ یا تو دریا برد کر دو اپنی ساری روایتیں۔ یا تو ڈال دو بحیرۂ عرب میں...... ابو ہریرہ سے لیکر دیو بند کے مدرسوں تک کی ساری حدیث کی کتابیں۔ یا نکال دو اس لفظ کو جو رسولؐ نے ابوذرؓ کے لئے کہا۔

کہ آسمان کے نیچے ابوذرؓ سے زیادہ سچا انسان کوئی نہیں ہو گا۔ اب جو بھی ابوذرؓ سے زیادہ صدیق اکبر ہو گا وہ آسمان سے باہر ہو گا، نیچے نہیں ہو گا۔ (توجہ ہے نعرہ حیدری...... توجہ ہے نا دوستو! پوری توجہ اس وقت آپکی چاہتا ہوں۔ نعرہ حیدری! حضور بہت شکر گزار۔ مولاؑ آپ کو سلامت رکھے) یہ جملہ یہیں روک رہا ہوں کیونکہ اس حد تک اس پیغام کو پہنچانا تھا۔ لیکن یہاں سے شریعت کو شیعیت سے...... دوستو اگر مولاؑ کے صدقے میں اور اس غازیؑ کے علم کے صدقے میں منسلک نہ کیا تو پھر میرے مولاؑ نے مجھے بھیک ہی کیا دی ہے؟

تو دوستو! یہ تو طے ہو گیا نا۔ چھوڑو باقی تو (Qualities) سب جیسی تھیں۔ لیکن اتنا تو طے ہے نا کہ ابوذرؓ سے زیادہ سچے انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا۔ آسمان کے نیچے ابوذرؓ سے زیادہ سچا کوئی نہیں زمین کے اوپر کوئی نہیں۔ پھر غور کریں اور میں جب تیسری چوتھی مجلس میں آپ کو بتاؤں گا۔ تاکہ شیعیت کو عصر حاضر کی جدید زبان میں کیا کہا جاتا ہے۔ تو آپ سجدے کریں گے اپنے مذہب کی حقانیت پر۔ لیکن یہ انشاء

اللہ تیسری چوتھی مجلس میں اس راز سے پردہ اٹھاؤں گا۔ ہوگا ابوذرؓ ہی کے حوالے سے لیکن یہ ذہن میں رہے انشاء اللہ۔

بھئی یہ طے ہوگیا کہ ابوذرؓ سے زیادہ سچے انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا۔ یعنی آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذرؓ سے زیادہ سچا انسان کوئی نہیں رسولؐ کی نگاہ میں فضول کی بات نہیں کر رہا۔ میرے مولاؑ ذرا سا انہیں ان کی گرمی میں سرگرمی پیدا کر دے۔ ذرا سا انہیں بیدار کر دے۔ صلوۃ بھیجیں با آواز بلند۔ توجہ ہے نا دوستو! مولاؑ آپ کو سلامت رکھے! اور اس جملے کو...... جہاں تک یہ جائے پورے شہر میں یہ جملہ پہنچاؤ۔

جس اعتماد کے ساتھ یہ جملہ کہہ رہا ہوں مولاؑ کی عطا کے ساتھ عزیزان محترم! رسولؐ کی زبان میں تو ابوذرؓ سے زیادہ سچا انسان۔ ابوذرؓ سے بڑا سچا۔ چلیں لفظ بدل دیتا ہوں بڑا سچا ابوذرؓ سے زیادہ رسولؐ کی نگاہ میں تو کوئی نہیں۔ سچائی کیا ہے؟ نمازیں سب صحابہ نے پڑھیں ابوزد نے بھی پڑھیں کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ کلمہ سب نے پڑھا۔ ابو ذرؓ نے بھی پڑھا۔ میں یہ بھی کہہ چکا ہوں ایمان سب لائے۔ ابو ذرؓ بھی لائے۔ رسولؐ کی اقتداء میں نمازیں سب نے پڑھیں۔ ابو ذرؓ نے بھی پڑھیں۔ بزم رسالت میں بھی سب بیٹھے ابوذرؓ بھی بیٹھے۔

کوئی کمال کی بات نہیں تو یہ (Distinction) کیا ہے؟ جو ایک لاکھ تیئیس ہزار صحابہؓ پر رسولؐ ابوذرؓ کو عطا کر رہے ہیں (why) رشتہ داری کی بنیاد بھی کوئی نہیں ہے میں بتا چکا۔ قوم قبیلے کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ میں بتا چکا۔ اول تو بارگاہ رسالتؐ میں نہ رشتہ داری کی کوئی اہمیت ہے نہ قوم قبیلہ کی کوئی اہمیت ہے۔ اگر رشتہ داری کی اہمیت بارگاہ رسالت میں ہوا کرتی تو کبھی نہ کہتے کہ ام سلمہؑ تم خیر پر ہو۔ مگر اہل بیتؑ میں نہیں آسکتیں۔ توجہ ہے۔ صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند۔ سوچتے جائیں اس پر آئندہ مجالس میں غور کریں گے۔

لیکن دوستو! تحفظ صحابہ کا علم آپ نے اٹھایا۔ اس لئے آپ ہی کی خدمت میں

ادب کے ساتھ گزارش کر رہا ہوں۔ کہ ابو ذرؓ نے کیا سچ بولا؟...... اگر لاالہ الا اللہ کا اقرار کرنا سچ ہے۔ تو سب نے کیا۔ میں جانتا ہوں کہ میں انتہائی مشکل مرحلے سے آپ کے ذہنوں کو گزار رہا ہوں۔ لیکن اس کا نتیجہ انشاء اللہ خوبصورت آئے گا۔ تو بزرگ مجھے دعائیں دیں گے...... اور نوجوان! علیؑ کے نعروں سے یہ بارگاہ شہدائے کربلاؑ کے درودیوار چھلکا دیں گے۔ گونجیں گے یہ درودیوار...... انشاء اللہ اس خوبصورت بارگاہ کے۔ مولاؑ اس کی تکمیل کرنے والوں کو سلامت رکھے۔ یہاں کے ٹرسٹی حضرات کی توفیقات میں اضافہ کرے۔

کیا خوبصورت بارگاہ اپنے زیور تکمیل سے آراستہ ہو چکی ہے......اور یہاں عزیز ان محترم! اب برابر ہی میں پھر بارگاہ سید الشہداءؑ تعمیر ہو رہی ہے۔ جواب تیزی سے اپنے تکمیلی مرحلہ میں ہے۔ انجمن فدائے اہل بیتؑ ہماری بارگاہ شہدائے کربلاؑ کے ٹرسٹی حضرات یہ سب موجود ہیں۔ باہر رسیدیں بھی رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جھولیاں بھی حسینؑ کے نام پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ آپ زیادہ سے زیادہ ان کی مدد کیجئے۔

تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ ہمیں اپنا تحفظ خود کرنا ہے۔ کسی ایجنسی کا سہارا نہیں لینا (توجہ ہے نا۔ صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند) اس جملے پر۔ اس جملے پر ذرا سا آپ اور توجہ فرمالیں۔ بھئی اگر سب سے بڑی سچائی...... حضورؐ اگر سب سے بڑی سچائی "لاالہ الا اللہ" ہے...... تو وہ تو سب کہتے تھے...... اگر سب سے بڑی سچائی...... "محمدؐ رسول اللہ" ہے تو وہ سارے صحابی کہتے تھے۔ اگر سب سے بڑی دلیل "ایمان نماز" ہے...... تو وہ سب پڑھتے تھے۔

توجہ! بہت ہی توجہ! اگر حج ہے تو سب نے کیا تھا۔ اگر ہجرت ہے سب سے بڑی سچائی تو وہ سب نے کی تھی۔ اگر بزم پیغمبرؐ میں بیٹھنا احترام کے ساتھ ہے تو وہ اکثر ایسا کیا کرتے تھے۔ اب میں نے سب نہیں اکثر کہا ہے۔ ادب سے بیٹھنا۔ توجہ ہے نا تو وہ سب کرتے تھے تو آخر سب سے بڑی سچائی ہے کیا؟'۔

کیوں پیغمبرؐ اسلام نے یہ عبث لقب تو دیا نہیں۔ اتنے بڑے جزیرہ نما عرب میں

اتنا بڑا لقب دینا۔ اگر یہی کہہ دیتے کہ ابوذرؓ تم سب سے زیادہ سچے ہو۔ تب بھی کوئی بات ہوتی۔ نہیں۔ آسمان کے نیچے کوئی تم سے زیادہ سچا ہے ہی نہیں۔ زمین کے اوپر کوئی تم سے سچا ہے ہی نہیں۔ اور جو تم سے زیادہ سچا ہونے کا دعویٰ کرے اسے چاہئے کہ میرے آسمان سے بھی نکل جائے میری زمین سے بھی نکل جائے۔ آسمان او زمین تو رسولؐ کے ہیں نا۔

بہت توجہ! آپ نے غور ہی نہیں فرمایا۔ اب اگر میں جملہ کہہ دوں گا۔ آپ چھلک اٹھیں گے۔ آسمان اور زمین بھی تو محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے ہیں۔ بڑے بھائی نے آسمان پر جاکر بتایا۔ آسمان میرے دارالخلافہ کا نام ہے۔ زمین کا باپ ابوتراب اب اس رسولؐ کا چھوٹا بھائی کہلایا۔ زمین میری ملکیت ہے کہاں جاؤں گے؟ (نعرہ حیدری)

اب اگر شریعت کو شیعیت سے منسلک کرنا ہے...... نوحؑ کے حوالے سے...... انبیاءؑ سے گزرتے ہوئے۔ اور اب اس معجزے کو دیکھیں گے۔ انشاء اللہ! دامن وقت کی گنجائش میں کمی کے باوجود بھی مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ اتنی۔ دور دراز سے تشریف لاتے ہیں اتنی زحمتیں اٹھاتے ہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے۔ آپ کا حق بنتا ہے۔ تو کیا تھی؟ اتنی بڑی کونسی صفت تھی؟ ابوذرؓ میں...... کہ ابوذرؓ سے زیادہ سچے انسان پر بقول رسولؐ آسمان نے سایہ نہیں کیا۔

دوستو! نہ کسی تاریخ کے مورخ نے لکھا۔ اس لئے کہ بکا ہوا تھا۔ وجہ۔ کسی نے نہیں لکھی۔ اس لئے کہ بکا ہوا مورخ تھا۔ اور بکا ہو مورخ ہمیشہ بادشاہوں کے مزاج کے مطابق تاریخ لکھا کرتا ہے۔ حقائق نہیں تحریر کیا کرتا۔ نہ کسی تاریخ نے لکھا نہ کسی محدث نے لکھا۔ نہ کسی راوی نے وجہ بتائی۔ یہ سب نے لکھا کہ ابوذرؓ کو سب سے زیادہ سچا انسان ہونے کی رسولؐ نے سند دی۔ وجہ کسی نے نہیں بتائی۔

چودہ سو برس کے بعد سیالکوٹ کی سرزمین پر ایک مرد قلندر پیدا ہوا۔ شاعر مشرق کہلایا۔ ایک مرتبہ علیؑ کی تولّا کی شراب پی کر علوم مشرقی اور مغربی کا سارا مطالعہ کرکے بے ساختہ وجہ بتادی۔ ابوذرؓ نے سب سے زیادہ سچا انسان ہونے کی سند

کس بات پر حاصل کی تھی۔ **"لاالہ الا اللہ"** کہنے پر نہیں۔ **"محمد رسولؐ اللہ"** کہنے پر نہیں۔ قرآن پڑھنے پر نہیں۔ علامہ اقبالؒ نے کہا۔ رسولؐ نے ابوذرؓ کو سچا اس لئے کہا ہے کہ ابوذرؓ نے قدم قدم پر گلی گلی میں کوچہ کوچہ میں قریہ قریہ میں۔

"نعرۂ حیدرؑ نوائے بوذرؓ است

گرچہ از حلق بلالؓ و قنبرؓ است"

علیؑ کا نعرہ اصل میں ابوذرؓ کی آواز میں ہے۔ خواہ بلال کے گلے سے نکلے یا قنبر کے گلے سے نکلے۔ یہ ہے سب سے بڑی سچائی "نعرہ حیدری" (توجہ ہے نادوستو۔ جیو نعرے)

مولاؑ سلامت رکھے۔ کیوں گھبراتے ہو۔ اس مسئلے سے "نعرہ حیدری" نوائے بوذرؓ است علیؑ کا نعرہ ابوذرؓ کی آواز ہے۔ ظاہر ہے ابوذر زمانہ رسالتؐ میں تھانا۔ رسولؐ کے سامنے یا علیؑ کہانا۔ تو یا علیؑ کا نعرہ لگانا بدعت نہیں ہے۔ بدعت وہ ہے جو رسولؐ کے بعد شروع ہو۔ توجہ ہے توجہ ہے۔ صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند۔

ہمارے مذہب شیعت میں جو کام بھی ہے وہ شریعت کے مطابق ہے۔ نوحؑ سے شریعت کا آغاز ہوا۔ نوحؑ کا سب سے بڑا کام نوحہ پڑھنا۔ نوحہ پڑھنا شریعت۔ دیکھیں دیکھیں اور پھر اس شریعت کی پابندی 35 ہزار انبیاءؑ نے کی اس میں یعقوبؑ بھی ہیں۔ یوسفؑ بھی ہیں۔ یعقوبؑ کا بیٹا آنکھوں سے اوجھل ہوا ہے۔ علم نبوت سے ...... یقین ہے کہ زندہ ہے۔ مگر رو رہا ہے۔ یعقوبؑ شریعت کو شیعت سے ملاؤ نا۔ قرآن کا حوالہ دے رہا ہوں۔ قرآن کا فیصلہ دے رہا ہوں۔

علم نبوت سے۔ یقین ہے کہ بیٹا زندہ ہے۔ صرف آنکھوں سے اوجھل ہوا ہے۔ اتنا روئے اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں۔ بینائی جاتی رہی اور پھر اب جملہ سننا چاہتے ہو ہم پر اعتراض کرنے والو! ہماری ہر شرعی عبادت عزاداری کو بدعت کہنے والو۔ تاریخ کے شریعت نا آشنا بد نصیبو! ہم اگر علم کے پھریرے کو چوم لیں تو بدعت کہا جاتا ہے۔ پچاس میل دور سے یعقوبؑ جیسے شیعہ نبیؑ نے اپنے بیٹے کے پیراہن کی

خوشبو سونگھ کر کہا تھا میرا بیٹا آرہا ہے۔ (نعرہ) فیصلے ان کو کہتے ہیں اور یہ کرتہ جب جناب یوسفؑ کے سامنے جناب یعقوبؑ کا۔

شرع لکم من الدین۔

اسی شریعت کو جاری رکھا گیا اس لئے اس پر سارے انبیاءؑ آئے ہیں۔ اور یہ کرتہ جناب یوسفؑ کا جب خدمت یعقوبؑ میں پیش کیا گیا۔ تو یعقوبؑ نے اس کرتے کو آنکھوں سے لگایا بینائی آئی۔ کیا سن رہے ہیں آپ؟ اس کرتے کو آنکھوں سے لگایا۔ معصومؑ سے منسوب کرتے کو آنکھوں سے لگایا تو نبیؑ کو شفا ہوئی نا۔ ارے یوسفؑ جیسے نبیؑ کہ جو شہید نہیں ہوئے تھے جن کے خون کا قطرہ نہیں بہا تھا۔ ان کا کرتہ ایک نبیؑ اگر آنکھوں سے لگالے اس کی بینائی واپس آجائے...... تو جس علم کے پھریرے میں عباسؑ جیسے غازی کا خون شامل ہو اگر ہم اسے آنکھوں سے لگائیں ہمیں شفا ملتی ہے۔ ہم چومیں ہماری دُعا قبول ہوتی ہے۔ ہماری شیعت کا ربط مسلسل ہے...... نوحؑ کی شریعت سے ایک لمحہ کے لئے بھی شیعت شریعت سے علیحدہ نہیں ہے۔ دوستو! بتاؤ مجھے۔ یہ نجدی حکمراں احترام رسالت زیادہ جانتے ہیں۔ یا محمدؐ کا نواسہ حسینؑ جو قبر رسولؐ کو اپنی بانہوں میں لے کر مٹی کو چوم کر کہتا ہے "نانا سلام"۔ اگر قبر رسولؐ چومنا بدعت ہوتا تو حسینؑ یہ عمل کرتے؟ شریعت کون زیادہ جانتا ہے؟ نجدی یا حسینؑ۔

مسلمانوں! تم سے سوال کر رہا ہوں نانا! حسینؑ جارہا ہے۔ نانا سلام ......نانا سلام۔ قبر رسولؐ کی مٹی کو چوما ہے اور اس کے بعد ایک جملہ کہا ہے۔ نانا گواہ رہنا آپؐ کے مدینہ سے کچھ نہیں لیکر جارہا ہوں۔ آپؐ کی قبر کی مٹی لیکر جارہا ہوں۔ تاکہ اسے کربلا میں ملادوں۔ اس لئے کہ آپ کی قبر کی مٹی میں جب میرا خون بہے تو یہ مٹی شفا بھی بنے اور سجدہ گاہ بھی بنے۔ یہ مٹی اٹھائی ہے۔ یہ سب سے بڑی کائنات ہے حسینؑ کی۔ قبر رسولؐ کی مٹی لیکر گئے ہیں۔

شریعت! شریعت! قبر کی مٹی اٹھانا شریعت۔ معصومؑ کی قبر کی زیارت شریعت۔ معصومؑ کی قبر کو چومنا شریعت۔ حسینؑ کا عمل ہے۔ امامؑ وقت کا عمل ہے۔ قبریں مٹانا

یزیدیت۔ نہیں بننے دی کوئی قبر یزید نے اور قبریں بنانا شریعت۔ فیصلہ یہ کرنا ہے ملت مسلمان کو کہ یزیدیت ملعون کی شریعت پر چلنا چاہتے ہو یا حسینیتؑ کی شریعت پر چلنا چاہتے ہو۔ یہ ہے ان مجلسوں کا مقصد۔

سنو! واپس آئے، عباسؑ سواریاں تیار کرو۔ مجلسیں سجاؤ۔ سیدانیوں کو سوار کرو۔ سب سوار ہونے کے لئے جب آمادہ ہوئیں نا بیبیاںؑ۔ سن لیں گے آپ جملہ۔ ایک ایک بی بیؑ فاطمہ صغراؑ کے حجرے میں جاری ہے۔ گھر کی ساری کنجیاں، ساری امانتیں فاطمہؑ صغریٰؑ کے دامنؑ میں ڈال رہی ہیں۔ بی بیؑ تیرے حوالے۔ ام لیلیٰؑ آئیں، صغریٰؑ میرے لال یہ گھر کی ساری امانتیں تیرے حوالے ہیں۔

چھ برس کی صغریٰؑ ماں کے سامنے ہاتھوں کو جوڑ کر کہتی ہے۔ اماں مجھے بھی لے چلو۔ اماں، اماں، مجھے بھی سفر میں لے چلو۔ بیٹا تم بیمار ہو۔ بیٹا تم جا نہیں سکتیں۔ اماں مجھے کیوں نہیں لے جا رہے۔ سب جا رہے ہیں۔ میں کیوں نہیں جا سکتی؟ بیٹا حکم امامؑ ہے۔ لیلیٰؑ رخصت ہو گئیں ام فرویٰ آئیں۔ صغریٰؑ کو حوالے کیا سارا خزانہ گھر کا......ر خصت ہو گئیں۔ ایک ایک بی بیؑ آئیں۔ ام فرویٰؑ آئیں رخصت ہو گئیں ...... کلثومؑ آئیں رخصت ہو گئیں۔

جب جناب زینبؑ نے آکر کہا صغریٰؑ خدا حافظ۔ ہم جا رہے ہیں بی بی فاطمہؑ صغریٰ نے پھوپھی کا دامن پکڑ کر کہا پھوپھی اماں بابا تو آپؑ کی بات نہیں ٹالتے۔ ارے بابا سے سفارش کر دو۔ جزاک اللہ! میری مائیں بہنیں آئی ہوئی ہیں۔ کس طرح ماتم کر رہی ہیں۔ کس طرح رو رہی ہیں۔ اللہ تمہاری بچیوں کو سلامت رکھے۔ اللہ تمہارے بچوں کو سلامت رکھے۔ یہی حق ہے پرسہ دینے کا۔

مگر یہ جملہ میرے دوستو ضرور سنتے جانا۔ اماں زینبؑ آپؑ کی بات تو بابا کبھی نہیں ٹالتے اگر آپؑ ہماری سفارش کر دیں (گریہ) زینبؑ کہتی ہیں بیٹا! بیٹا! امر امامتؑ میں مداخلت کا کسی کو حق نہیں شریعت یہی ہے۔ اللہ اللہ بیٹا امر امامتؑ میں کسی کو دخل نہیں ہے۔ سب رخصت ہو گئے۔ ساری خواتین جب رخصت ہو گئیں صغریٰؑ سے۔

اب مردوں کی باری آئی۔ سب سے پہلے حسینؑ کہتے ہیں بھیا عباسؑ تم جاؤ۔ دعا کرو میں پڑھ لوں۔اور تم سن لو۔ جو جملہ میں کہنے جارہا ہوں۔ ایک جملے کے لئے سارے مصائب پڑھ رہا ہوں۔ جملہ مجھے ایک کہنا ہے۔ بھیا عباسؑ اب تم جاؤ۔ اب تم صغریٰ کو جا کر مناؤ۔ سمجھا دینا پیار سے۔ عباسؑ کو آتا ہو دیکھا۔ چھ برس کی صغریٰ بتیس برس کا چچا عباسؑ، سارے گھر کی آس۔

عباسؑ نے ہاتھ پھیلائے صغریٰ کو گود میں لیا۔ سینے سے لگایا۔ صغریٰ لینے آجاؤں گا۔ اگر مہلت دی۔ مگر مجھ سے چلنے کی فرمائش نہ کرنا۔ اس لئے کہ نہ تجھے انکار کر سکتا ہوں نہ حسینؑ سے اصرار۔ چچا کی مجبوری کو سمجھ لینا۔ ہاں ماتم کرو۔ جزاک اللہ جزاک اللہ۔ مولا تمہیں سلامت رکھے۔ مولا تمہیں کوئی غم نہ دے۔

صغریٰ دیکھ میں تجھے لینے تو آجاؤں گا۔ چلنے کی فرمائش نہ کرنا۔ چچا کی مجبوری کو سمجھنا میں تجھے انکار کر سکتا ہوں اور نہ حسینؑ سے اصرار کر سکتا ہوں اس لئے کہ میں تیرے بابا کا بھائی نہیں ہوں۔ غلام ہوں چلے گئے۔ اچھا چچا! اچھا چچا! جاؤ۔ چچا خدا حافظ۔ جس طرح ہوگا گزار لوں گی۔

عباسؑ روتے ہوئے باہر آگئے۔ ایک ایک جوانان نبی ہاشم صغریٰ سے رخصت ہوئے۔ سب سے آخر میں حسینؑ کہتے ہیں۔ بیٹا علی اکبرؑ! بس یہ سن لو۔ آپ تو سمجھ گئے نا۔ کیا قیامت ہوئی ہے۔ اس لئے روتے رہو کچھ پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ بیٹا علی اکبرؑ! تم بڑے شیریں سخن ہو میرے لال۔ بہن کو جا کر سمجھاؤ۔ بہن تم سے بڑی محبت کرتی ہے۔ تیری عاشق ہے بہن علی اکبرؑ۔ اکبرؑ کہتے ہیں بابا! بابا! مجھ سے یہ کہو کہ اپنی تلوار سے اپنی گردن کاٹ کر تمہارے قدموں میں رکھ دوں۔ اکبرؑ کو انکار نہیں ہوگا۔ بابا یہ بڑا مشکل ہے۔ صغریٰ کا سامنا۔ جزاک اللہ جزاک اللہ کیا ماتم ہو رہا ہے!

صغریٰ کا سامنا کروں میں نے آج تک صغریٰ کی کوئی فرمائش رد نہیں کی۔ اکبرؑ! جاؤ ہمارا حکم ہے۔ اللہ! اللہ! اکبرؑ گئے۔ صغریٰ لیٹی ہوئی ہے۔ پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر آہستہ سے جھک کر صغریٰ کی پیشانی پر بھائی نے بوسہ دے کر کہا صغریٰ۔ صغریٰ اکبرؑ

آیا ہے۔ بھائی میں آہستہ اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ آخری جملہ آپ سن نہیں سکو گے۔ قیامت برپا ہو گی۔ اس امام بارگاہ میں۔ اس لئے کہ مجھے امید ہے کہ آج دو محرم ہے یقیناً فاطمہ زہراؑ کہیں مجلس میں آئی بیٹھی ہوں گی۔

شہزادی زینبؑ! تیرے غلام حاضر۔ تیری کنیزیں آئی ہیں۔ جزاک اللہ۔ دو جملے اور مجلس ختم کر رہا ہوں۔ عزاداران حسینؑ! صغریٰؑ نے آنکھ کھولی۔ کھڑی ہوئی۔ بھیا مجھے وجہ تو بتادو مجھے کیوں لے کر نہیں جارہے۔ صغریٰؑ تم بیمار ہو۔ سفر گرمی کا ہے۔ سفر بڑا طویل ہے۔ اس بخار کے عالم میں اس بیماری میں تم طویل سفر طے نہیں کر سکو گی۔ گرمی بڑی شدید ہے۔ صغریٰؑ بھائی کا دامن پکڑ کر کہتی ہے۔ بھیا کیا میں بیس دن کے علی اصغرؑ سے بھی زیادہ کمزور ہوں۔؟

صغریٰؑ صغریٰؑ! اصغرؑ بیس دن کا سہی لیکن بیمار تو نہیں ہے۔ اسے بخار تو نہیں ہے۔ اچھا بھائی ایک لحہ ٹھہر جا۔ صغریٰؑ گئی حجرے کے کونے میں رکھے ہوئے مٹکے سے پانی نکالا۔ چلو میں لیا۔ اپنے منہ پر ڈالا۔ اکبرؑ عبا کے دامن سے اپنی پیشانی صاف کر کے کہتی ہے۔ اکبرؑ تیری جوانی کی قسم۔ دیکھو اب میرا چہرہ گرم نہیں۔ اکبرؑ نے دامن چھڑایا۔ حسینؑ روانہ ہو گئے صغریٰؑ تڑپتی رہ گئی۔ ہائے مدینہ۔ ہائے صغریٰؑ...... ہائے قبر رسولؐ......ماتم حسینؑ!

مجلس سوم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا
وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ
وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰٓى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ‌ؕ كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا تَدۡعُوۡ
هُمۡ اِلَيۡهِ‌ؕ اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَ
يَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ ۝۱۳ (سورۃ الشوریٰ آیت: ۱۳)

صلوٰۃ!

حاضرین گرامی قدر! عزاداران مظلوم کربلاؑ! بزرگان محترم! بارگاہ شہداء کربلاؑ میں انجمن فدائے اہل بیتؑ کی زیر اہتمام سورہ مبارکہ شوریٰ کی تیرھویں آیت "شریعت اور شیعت" کے عنوان پر موضوع گفتگو ہے۔

آپ حضرات کی مسلسل علمی توجہات اور ذوق ایمانی پر آپ کا شکر گزار ہوں اور ماشاء اللہ جس جذبہ عزاداری کے تحت اور اس مقدس ترین فریضے کی انجام دہی کے لئے مومنین و مومنات بڑی تعداد میں اس عزاخانے میں حاضری دے رہے ہیں وہ ہمارے لئے وجہ عزت افزائی بھی ہے اور آپ سب کے لئے سبب نجات بھی۔

ان مجالس میں خصوصی اور منفرد عنوان کو قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ محبتوں کے ساتھ ملت اسلامیہ کی اس دیرینہ چودہ سو سالہ غلط فہمی کو دور کیا جائے کہ "شریعت" شیعت سے علیحدہ کوئی نام نہیں ہے اور "شیعت" شریعت کے مقابل میں آنے والا کوئی مذہب نہیں ہے۔ بلکہ "شیعت" ہی وہ واحد مذہب ہے جو "شریعت"

کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ (صلوٰۃ بھیجیں)

یہ بنیاد تھی...... مسئلہ یہ درپیش رہا کہ صاحبان اقتدار وایثار نے شریعت کو موم کی ناک سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق قواعد وضوابط شریعت وضع کر کے اسی کا نام شریعت اسلام رکھ دیا۔ جو چیز ظل الٰہی کو پسند آئی۔ خواہ وہ فرعون کی سنّت کیوں نہ ہو اسے شریعت بنادیا گیا اور جو چیز مزاج بادشاہی میں پسند نہیں آئی۔ خواہ وہ سنّت ابراہیمؑ کیوں نہ ہو اسے بدعت قرار دے دیا گیا (دُرود بھیجیں)

یہ تاریخی پس منظر ہے...... ذرا سی توجہ ...... یہ ایک تاریخی المیہ ہے جس کا نتیجہ منطقی یہ ہوا کہ شریعت اپنی اصل خدوخال کے مطابق آنے والی نسلوں کے سامنے پیش نہیں ہو سکی۔ اور "شیعت" کو ایک ہوا بنا کر (بڑی توجہ سے) شریعت کے مقابل لا کھڑا کر دیا۔ حالانکہ دیکھنا یہ چاہئے تھا کہ شریعت معصومینؑ کے ذریعے آئی تھی۔ اور کائنات اسلام میں واحد مذہب، مذہب شیعہ ہے کہ جس نے اپنے اصول دین اور اپنے فروع دین کا ایک جز بھی کسی غیر معصوم سے نہیں لیا۔

دنیا کے لئے تو یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ دنیا نے اپنی روایتیں، اپنی احادیث، اپنے ماخذ غیر معصومین سے لئے خواہ وہ کتنے ہی ثقہ کیوں نہ ہوں۔ مجھے ان کے علم میں ...... شک نہیں ہے نہ اس پر بحث کر رہا ہوں لیکن یہ تو طے شدہ حقیقت ہے کہ ملت اسلامیہ نے جو شریعت کے ماخذات مقرر کئے جو شریعت کا چینل مقرر کیا۔ جہاں سے انہوں نے شرعی قوانین لئے۔ جہاں سے انہوں نے شرعی باتیں لیں بس اس سے بڑی اور کیا بات ہو گی...... کہ چھ ہزار احادیث اگر شریعت سے متعلق ملت نے قبول کی ہیں تو اس میں ۵۲۷۲ روایتیں صرف ایک اُم المومنین سے لی گئی ہیں۔ حالانکہ ام المومنین کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ صلوٰۃ

دیکھیں یہ بات بھی میں کسی تعصب یا تنگ نظری سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ ان کا احترام اپنی جگہ ۔ پانچ ہزار سے زیادہ احادیث جو لی گئیں یا آدھے سے زیادہ جو دین لیا گیا...... اسی کے مطابق شریعت انطباق ہوتی رہی۔ اسی کے مطابق شریعت منطبق

ہوتی رہی، وہی شریعت نافذ ہوتی رہی۔ ہمیں ان کا بڑا احترام ہے، لیکن ظاہر ہے وہ اُم المومنین تھیں۔ انہیں گھر میں رہنا تھا۔ انہیں کیا پتہ؟۔ اُم المومنین ابھی مسجد نبوی میں تو نہیں آئیں۔ انہوں نے کبھی جماعت کی نماز تو ادا نہیں وہ کی۔ تو وہ کیسے بتائیں گئیں کہ پیغمبرؐ اسلام ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے یا ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ توجہ صلوٰۃ نعرے۔

پھر دیکھیں دوسرے ماخذ بھی دیکھیں۔ ساری شریعت اسی کا نام ہے۔ جھگڑا اسی پر تو ہورہا ہے۔ ہاتھ کھولنے پر ہورہا ہے۔ ہاتھ باندھنے پر ہورہا ہے۔ سرکار ختمی مرتبتؐ جماعت کی جب امامت فرماتے تھے تو آپؐ یقیناً مسجد میں نماز ادا فرماتے تھے۔ وہاں تو سارے مرد ہی ہوا کرتے تھے نا۔ ام المومنین تو تشریف نہیں لے جاتی تھیں تو انہیں کیا پتہ کہ ہاتھ کھول کر سرکار نماز ادا کر رہے ہیں یا ہاتھ باندھ کر۔ دایاں ہاتھ اوپر ہے یا بایاں ہاتھ نیچے ہے۔ یہ سارے طریقے یہ ساری سیر تیں یقیناً گھر سے باہر کی سیر تیں ہیں۔ گھر سے باہر کی شریعتیں ہیں۔ تو ان گھر سے باہر کی شریعتوں میں اور کسی نے اگر نماز ناغہ کی تو کی ہو۔ لیکن کوئی مائی کا لال یہ نہیں کہہ سکتا کہ پیغمبرؐ نے نماز پڑھی اور اس میں ابو طالبؑ کا بیٹا علیؑ شامل نہ ہو۔ (توجہ ہے نا۔ صلوٰۃ بھیجیں)

(ایک پیمانہ!) تو اس پیمانے پر اس معیار پر جب آپ نے شریعت کو جانچا پرکھا۔ آپ تمام واقعات سے گزرتے چلے گئے۔ آپ سے کس نے کہا تھا کہ آپ شریعت کو غیر معصوم سے لیں۔ کہ غیر معصوم کا کام ہے۔ شریعت پر عمل کرنا۔ معصومؑ کا کام ہے شریعت نافذ کرنا۔ اللہ کا کام ہے شریعت بھیجنا۔ (نہیں غور فرمایا آپ نے جملے پر) یہ ہے شریعت کا چینل۔

اللہ شریعت بھیجتا ہے۔ معصومؑ اسے نافذ کرتا ہے۔ اور امت اس پر عمل کرتی ہے۔ یہ ہے شریعت کا چینل۔ اور اگر اس سے کہیں بھی ایک لمحے کے لئے بھی انسان ہٹ جائے گا تو یقیناً دین اسلام افتراق کا شکار ہو جائے گا۔ ایک دوسرے پرُ ہم الزامات اور بہتانات کی بارشیں شروع کردیں گے اور چودہ صدیوں سے یہیں ہوتا آرہا ہے۔

ہاتھ باندھنے والا بھی یہی کہہ رہا ہے۔ ہاتھ کھولنے والا بھی یہی کہہ رہا ہے۔ ہر ایک کو دیکھیں۔ وہ ایک دوسرے پر باطل ہی کہنے کے موقف پر نظر آتا ہے حالانکہ کمال یہ ہے۔

تعجب یہ ہے عزیزان محترم! کہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

افلا یتد برون القرآن ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجد وا فیہ اختلاف اکثیرا (سورہ نساء آیت ۸۲)

اگر یہ قرآن اللہ کی جانب سے...... اللہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہوتا...... اللہ کا کلام نہ ہوتا تو تم اس قرآن کی آیتوں میں اختلاف کثیر پاتے۔ (بڑی توجہ اس جملہ پر)

اگر یہ قرآن اللہ کی بجائے کسی اور کی جانب سے ہوتا اللہ کا کلام نہ ہوتا تو تم اس قرآن کی آیتوں میں اختلاف پاتے۔ کسی کو کچھ حکم دیتا کسی کو کچھ حکم دیتا...... میں مطمئن ہو جاتا۔ بھائی میں خاموش ہو جاتا۔ مجھے بولنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر قرآن مجید اللہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ہوتا تو میں سمجھتا کہ بھائی فلاں عرب نے قرآن دیا اس نے اپنی مرضی کی آیتیں دے دیں۔ عجم نے قرآن دیا اس نے اپنی مرضی کی آیتیں دے دیں۔ جس جس قبیلے سے قرآن لاتار ہا وہ اپنی مرضی کی آیتیں لاتار ہا اور آیتوں کے اختلاف پیدا کر کے مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی قائم کر دی۔ افتراق پیدا کر دیا۔

شریعت منہاج علی النبی سے ہٹ گئی۔ شریعت اللہ کے راستے سے ہٹ گئی۔ لیکن کمال تو یہی ہے کہ سارے مسلمانوں کا قرآن ایک۔ ساری ملت مسلمہ کا قرآن ایک۔ قرآن میں کوئی اختلاف نہیں۔ الحمد سے لیکر والناس تک سب یہی کہتے ہیں کہ یہی قرآن ہے۔

ترتیب آیات کے اختلاف سے قرآن کی حقیقت پر اور اس کی صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سب کا قرآن ایک ہے اور سارے مسلمان جو بہتر تہتر فرقوں میں

شریعت کے مسئلے پر بٹے ہوئے ہیں وہ اسی قرآن سے ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو باطل کہہ رہے ہیں۔ قران ایک ہے۔

جبکہ قرآن اعلان کر رہا ہے کہ اس کی آیتوں میں اختلاف نہیں ہے۔ اس کے پیغامات میں اختلاف نہیں ہے۔ اس کے فرامین میں اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کا بھیجنے والا بھی اختلافی نہیں ہے۔ اُس کا لانے والا بھی اختلافی نہیں ہے۔ اس کا نافذ کرنے والا بھی اختلافی نہیں ہے۔ تو قرآن کی آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے تو پھر قرآن کے ماننے والوں میں اختلاف کیوں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے اس کا سبب کیا ہے؟

عزیزان محترم! دیکھنا پڑے گا۔ (پوری توجہ چاہوں گا) جب قرآن نے اعلان کر دیا۔ قرآن کوئی اختلاف پیدا نہیں کرتا۔ قرآن کوئی فرقہ نہیں بناتا۔ قرآن کوئی اختلافی بات نہیں کرتا۔ تو آپ نے دیکھا۔ اور آپ نے غور کیا کہ اسی قرآن کو پڑھ پڑھ کر چار مکاتب فکر شریعت کے متعلق بنائے گئے۔ امام اعظم کی فقہ بنی۔ امام شافعی کی فقہ بنی۔ امام احمد بن حنبل کی فقہ بنی۔ یہ مکاتب فکر بنتے چلے گئے تو یہ چار مکاتب فکر شافعی، مالکی، حنبلی، امام اعظم کا حنفی فقہ یہ چاروں فقہے ہیں۔

پوری توجہ! عزیزان محترم! بنائے سب نے قرآن سے، بنیاد سب نے قرآن کو قرار دیا۔ لیکن چاروں اماموں کے چاروں فقہوں میں آپ کو اختلاف نظر آئے گا۔ نہ نماز میں اتحاد ہے نہ وضو میں اتحاد ہے۔ نہ دعا میں اتحاد ہے نہ رفع الیدین میں اتحاد ہے۔ نہ رسول اللہؐ کی جالی چومنے میں اتحاد ہے نہ درود میں اتحاد ہے نہ سلام میں اتحاد ہے۔ نہ آیتوں کی تلاوت میں اتحاد ہے نہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالجہر پڑھنے میں اتحاد آہستہ سے پڑھیں زور سے پڑھیں بسم اللہ قرآن کا جزو ہے کہ نہیں نہ اس میں اتحاد ہے۔ سب نے قرآن ہی سے لیا۔

قرآن کہہ رہا تھا کہ قرآن اختلاف نہیں کرتا۔ تو چاروں آئمہ (اربعہ) نے اس قرآن ہی سے فقہ لے کر چار اختلافی فقہیں دیں نا۔ لیکن جب یہ قرآن اپنے

وارث کے پاس آیا تو آپ نے دیکھا۔ آلؑ محمد کی بارگاہ میں الحمد سے لے کر والناس تک اس قرآن کی صداقت اور اتحاد پر رہا۔ کہ پہلے امام نے جو کہا۔ وہی دوسرے امام نے کہا۔ جو دوسرے امام نے کہا۔ وہی تیسرے امام نے کہا۔ حالانکہ شریعت فقہ مدون کی گئی امامت کی چھٹی منزل پر۔

لیکن اتحاد فکر یہ ہے کہ نہ پہلے پانچ اماموں نے تردید کی ہے نہ بعد میں آنے والے اماموں نے تردید کی ہے۔ جو پہلے نے کہا وہ اوسط نے کہا جو اوسط نے کہا وہ آخر نے کہا جو آخر نے کہا وہ کل کے کل نے کہا تو قرآن کی اس آیت کی اگر لاج بھی رکھی ہے (توجہ ہے نا!) ورنہ آیت مفلوج ہو کر رہ جاتی (نعرے) ورنہ مجھے بتائیے! یہ آیت کہاں لے جاتے؟

مسلمان بھائی ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ بہت بیدار مغزی کے ساتھ علمی انداز میں سوچیں کہ قرآن کہہ رہا ہے اس میں اختلاف نہیں ہے۔ چاروں فقہوں میں اختلاف ہے۔ تو بات کس پر آتی ہے۔ قرآن پر...... آل محمدؐ نے قرآن کو اعتراض سے بچالیا۔ (صلوٰۃ)...... بات کس پر آئی؟ نہ امام اعظم پر بات آئی۔ نہ امام مالک پر بات آتی۔ نہ امام شافعی پر بات آتی۔

عزیزان محترم! بات تو ساری قرآن کی آیت پر آجاتی اور قرآن کی ایک آیت بھی اگر مشکوک ہو جاتی تو سارا قرآن ہی مشکوک ہو جاتا۔ ساری شریعت ہی منسوخ ہو جاتی اور مشکوک ہو جاتی۔ لیکن آلؑ محمدؐ کا یہ۔ (پوری توجہ "شریعت اور شیعت" کا عنوان آپ کے ذہن میں رہے) آگے چل کر انشاء اللہ ہم وضاحتیں کر کے ایک آیت سے ثابت کریں گے کہ قرآن کی ساری آیتیں شیعہ ہیں، سارے انبیاءؑ شیعہ ہیں۔ سارے رسولؑ شیعہ ہیں۔ سارے "اوامر" شیعہ ہیں۔ سارے "نواہی شیعہ" ہیں۔ لفظ شیعہ ہی کا نام تو شریعت ہے۔ اور کسی لفظ کا نام شریعت نہیں ہے (توجہ ہے نا عزیزان محترم نعرے)

آپ لوگوں کو اندازہ نہیں ہے نا کہ کتنی محنت کرنی ہوتی ہے۔ (نعرے......

تقریر کی اس منزل پر مجمع میں یہ اطلاع موصول ہوتی ہے کہ صبح بعض شرپسندوں نے سبیل حسینی کو نذر آتش کرنی کی جسارت کی ہے۔ علامہ صاحب مضطرب ہو کر دریافت کرتے ہیں) کہ کیا ہو رہا ہے؟ کس جگہ ہو رہا ہے بیٹا بفرزون میں۔ کس وقت ہوا حملہ؟ آج صبح چار بجے۔ اچھا۔ بیٹھے رہیں۔ آپ اپنے مقام پر بیٹھے رہیں ہم ابھی معلوم کرتے ہیں بفرزون میں۔ دیکھیں یہاں سے شریعت کا موضوع اور زیادہ مستحکم ہو جاتا ہے۔

کیا یہ قرآن کی شریعت ہے؟ جہاں شعائر اللہ جلائے ہوئے ہیں۔ بفرزون میں باب النجف کے نزدیک امام بارگاہ صبح چار بجے جلائے گئے۔ یہ ہمارے نوجوان احتجاج کرتے ہوئے یہاں تک آ رہے ہیں۔ حکومت کیا کر رہی ہے؟ سلطنت کیا کر رہی ہے؟ انتظامیہ کیا کر رہی ہے؟ امام بارگاہوں کو آگ لگائی جا رہی ہے۔ ہمیں آگ لگانے پر کوئی تعجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ نسلیں تو اسی کی ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ میں آگ لگائی تھی۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! پوری توجہ! (نعرے) ہماری سبیل حسینؑ کو بھی آگ لگائی گئی ہے۔ ہمارے امام بارگاہوں کو بھی نذر آتش کیا گیا ہے۔ آج صبح کیا گیا ہے او رصبح سے لیکر اب تک کراچی کی انتظامیہ کیا کر رہی ہے؟ امن کمیٹیوں کی میٹنگ بلانے والو! اور اس کراچی کے انتظام کے ٹھیکہ دارو! اتنا تو سوچو یہ محرم کے دن ہیں۔
یہ عشرہ محرم کے دن ہیں۔ آگ لگا کر کیا تم یہ سمجھتے ہو...... یہ حسینؑ کے خیمے نہیں ہیں کہ جنہیں جلانے کے بعد تم ان کی سیدانیوں کے جلوس کربلا سے شام تک لے جاؤ گے یہ حسینؑ کے محافظوں کے امام بارگاہ ہیں۔ یاد رکھو! اگر ہمارا ایک امام بارگاہ جلے گا۔ ہم تو سے فریاد نہیں کریں گے۔ ہم تمہارے دس گھروں کو جلا کر یہ بتائیں گے کہ تمہاری نسل یزید کی ہے اور ہم حسینؑ کے ماننے والے ہیں۔ کوئی فریاد نہیں کریں گے (نعرے) اس کو آگے لے آؤ۔ آگے لے آؤ بیٹا (نعرے درود) بفرزون میں امام بارگاہ باب النجف کے سامنے جو سبیل حسینؑ قائم کی گئی تھی۔ اس کو آگ

لگائی گئی ہے۔ آیات کو آگ لگائی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن ہی کی آیات ہوں گی سرکار خمینی کی تصویر کو نذر آتش کیا گیا ہے۔

تو عزیزان محترم! یہ آج کا واقعہ ہے۔ آج تین محرم ہے۔ آج تین محرم ہے۔ میں حکومت کراچی سے، حکومت سندھ سے چیف منسٹر سے اپیل نہیں کر رہا ہوں کہ اس مسئلہ پر کوئی توجہ دیں۔ میں صرف اجازت مانگنا چاہتا ہوں کہ تم بد نصیبو اپنی ناکامی کا اعلان کر دو۔ دشمنوں کو ہم قبروں کے جہنم سے بھی نکال کر لے آئیں گے اور پیش کر کے پھانسی دے دیں گے۔ ہم مجبور قوم نہیں ہیں۔ اعلان کرو کہ تمہارا نظام نہیں ہے۔ اعلان کرو کہ تم بھی اس جرم میں شریک ہو اور اگر احتجاج کرنا ہمارا حق ہے۔ سارے علماء جہاں جہاں مجلسیں ہو رہی ہیں۔ میں سب سے اپیل کروں گا کہ وہ آج احتجاج کریں اور میرا یہ ایک شعر سب تک پہنچادیں جو آج مجلس میں میں اس وقت پیش کر رہا ہوں۔

یا احتجاج کرنے دے قتل حسینؑ پر
یا مان اس کے قتل میں تو بھی شریک ہے

نعرے۔ حسینیت زندہ باد (مکرّر) یزیدیت مردہ باد (مکرّر) سبیل حسینؑ کو جلانے والے مردہ باد (مکرّر) آیات قرانی کو جلانے والے مردہ باد (مکرّر) سرکار آیۃ اللہ خمینی کی تصویر کو جلانے والے مردہ باد (مکرّر) نعرہ حیدری، یا علیؑ...... بیٹھ جاؤ بیٹا۔ مجلس کے بعد پھر گفتگو ہو گی۔ صلوٰۃ بھیجیں......

ہوش کے ناخن لو...... شیعہ کبھی دبنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ خون کے دریا عبور کئے ہیں۔ تو ہم آئے ہیں۔ ہم نے خیرات میں یہ پھول نہیں مانگے ہیں۔ خون دل ہم نے دیا ہے تو بہار آئی ہے۔ (نعرہ حیدری) یہ عزاداری یہ شریعت ہے...... یہ شریعت لانا چاہتے ہو؟ جس میں مقدس بارگاہوں کو جلایا جائے۔ یہ شریعت یہ شریعت بل لانا چاہتے ہو۔ یہ شریعت کا قانون لانا چاہتے ہو؟ کیا تم سے امید کریں؟ ایک کرسی اقتدار بچانے کے لئے جب تم سپاہ صحابہ کے دہشت گرد ایم این اے سے

مذاکرات کی بھیک مانگنے اس کے دروازے پر جاتے ہو تو تم سے ہم یہ توقع کریں کہ تم حسینیت کا تحفظ کرو گے۔ یزید ملعون کے بیٹے کبھی حسینی نہیں ہوا کرتے۔ (توجہ ہے نا عزیزان محترم!) نعرہ حیدری۔ یا علیؑ نعرہ صلوٰۃ)

دوستو! اب تم نوجوانوں سے بھی ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور اس بات کو غور سے سننا۔ ایک ایک قدم تمہارے ساتھ ہوں اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا ہوں۔ میری پچیس سال کی زندگی گواہ ہے۔ لیکن ایک بات تم سے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان بد نصیبوں، یزید زادوں اور ابن زیادوں سے یہ توقع نہ کرو کہ یہ تمہارے امام بار گاہوں کا تحفظ کریں گے۔ اس انتظامیہ سے کوئی امید مت رکھو کہ یہ تمہارے مقدس مقامات کا انتظام کریں گے۔

ہر علاقے کے نوجوان کمربستہ ہو جائیں۔ آج سے عاشور کے دن تک ہر امام بارگاہ کی حفاظت خود کریں گے۔ ہر امام بارگاہ کا تحفظ خود کریں گے۔ ہر شعائر اللہ کا تحفظ خود کریں گے۔ یہ علم کا تحفظ خود کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ انتظامیہ سے میں نہیں کہوں گا۔ ہمیں بچاؤ۔ ہم میں ہمت ہے ہم خود بچائیں گے۔ ہم میں ہمت ہے۔ اس لئے کہ زمانہ بدل گیا ہے۔ جب شریف حکومتیں ہوا کرتی تھیں تب مطالبے کئے جاتے تھے۔ بدمعاش حکومتوں سے کوئی مطالبے نہیں کئے جاتے تھے۔ بدمعاش حکومتوں سے کوئی مطالبے نہیں کئے جاتے۔ ان سے مطالبے نہیں۔ وہاں ہم خود تحفظ کریں گے۔

پورے کراچی میں اور نگی سے لیکر کورنگی تک یہاں سے لیکر بفرزون تک۔ یہاں سے لیکر کھارادر تک، ایرانیان تک۔ وہاں سے لیکر ملیر اور لانڈھی تک۔ یہاں سادات کالونی سے لیکر مارٹن روڈ تک۔ مارٹن روڈ سے لیکر بنوری ٹاؤن کی مسجد ہمارے جلوس تک۔ وہاں سے لیکر ہمارے خراسان تک۔ عزاخانہ زہرا تک۔ ہمارے رضویہ امام بارگاہ تک۔ ہمارے جعفر طیار سوسائٹی تک۔ ہمارے حسینی مشن ڈرگ روڈ تک۔ ہمارے ملیر تک۔ ہمارے سادات کالونی تک۔ جہاں جہاں۔ جس جس جگہ بھی شیعان

حیدر کرار اور الحمد اللہ کوئی خطہ کراچی میں ایسا نہیں ہے۔ جہاں حسینؑ کے ماننے والے موجود نہ ہوں اور حسینؑ کے ماننے والوں کے لئے اکثریت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک حر کافی ہوتا ہے (صلوٰۃ) آیئے اور اس فکر کو دیکھیں۔
مولاؑ تمہیں سلامت رکھے۔ تمہارے جذبوں کو سلامت رکھے۔ میں صرف کہنا یہ چاہتا ہوں ہم "شریعت اور شیعت" کا عنوان ہی اس لئے قائم کر رہے ہیں کہ شریعت اور شیعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ سبیل حسینؑ کو آگ نہیں لگا رہے ہو شریعت کو ماچس دکھا رہے ہو (یہ میں نے جملہ کہا ہے آپ نے غور نہیں کیا) شریعت کو نذر آتش کر رہے ہو۔
کیا ہے سبیل حسینؑ؟ پیاسوں کو پانی پلایا جانا ہے نا...... مصائب نہیں پڑھ رہا ہوں۔ جملہ سنو! تاریخ بتا رہا ہوں۔ پیاسوں کو پانی پلایا جاتا ہے نا۔ کوئی پابندی تو نہیں ہوتی۔ ہندو آئے مسلمان آئے۔ غیر مسلم آئے۔ شیعہ آئے۔ سنی آئے۔ وہابی آئے۔ دیو بندی آئے۔ بریلوی آئے۔ جو بھی اس تپتی ہوئی دھوپ میں راہ گیر گزرے۔ وہ حسینؑ کے نام پر جاری ہونے والے پانی سے سیراب ہو کر جائے۔ یہی تو ہے سبیل حسینؑ۔ تمہیں کیا پتہ؟ سبیل کا مقدس پانی کتنا مقدس پانی ہے۔
ارے سبیل حسینؑ تو آب زمزم سے زیادہ مقدس ہے۔ اس لئے کہ آب زمزم تو اسماعیلؑ کی ایڑیوں سے نکلا ہوا پانی ہے۔ اور سبیل حسینؑ وہ ہے کہ کربلا میں ۷۲ پیاسوں نے اسماعیلؑ کی ذبح کو ذبح عظیم میں تبدیل کر کے ہمیشہ کے لئے شریعت بنا دیا۔ اگر تمہیں اتنا ہی اللہ کی نشانیوں کا خوف ہے تو جا کر آب زمزم پر احتجاج کرو۔
توجہ ہے نا عزیزان محترم! یہ سبیل کا پانی کتنا مقدس ہے۔ شریعت کو دیکھو۔ شریعت کو۔ ایک معصوم نبیؑ کی ایڑیوں سے نکلا ہوا پانی اتنا مقدس کہ کائنات کے سارے سمندر اسکے تقدس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہمارا بھی ایمان ہے۔ آب زمزم پر۔ کیونکہ نسبت ہے کہ معصومؑ سے نسبت ہے معصومؑ سے۔ مگر فرق ہے آب زم زم اور سبیل حسینؑ میں۔ معصومؑ کو ایڑیاں رگڑ کر پانی مل گیا تھا۔ کربلا کے معصومؑ کو مسکرانے

کے بعد بھی پانی نہیں ملا۔ فرق ہے۔

میری تقریر کا رخ مڑ گیا ہے۔ میں کیا کروں۔ مجھے معاف کردیں گے آپ۔ اتنا جملہ ضرور آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں۔ ابراہیمؑ کے معصومؑ کو پانی مل گیا تھا۔ کربلا کا جو معصومؑ تھا ناچھ مہینے کا اسے مسکراہٹ کے بدلے میں تیر ملا تھا۔ یہ آب زمزم لینے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کر کے قرعے ڈال کر محنت کر کے جاتے ہو تو ایک (Container) آب زمزم کا لیکر آتے ہو۔ یہ حسینؑ کی سبیل جاریہ ہے کہ یکم محرم سے آٹھ ربیع الاول تک ہر گلی میں ہر چوراہے پر ہر مسلمان کے لئے پانی کا اہتمام ہوتا ہے۔

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امامؑ کی
پیاسو سبیل ہے یہ حسینؑ ابن علیؑ کے نام کی

معصومؑ کے نام کے سبیل ہے۔ کربلا والوں کے نام کی سبیل ہے اماموںؑ کے نام کی سبیل ہے۔ غور کرو۔ کسی نتیجے پر بھی آنا ہے۔ لیکن ذرا سا انداز بدل جائے گا۔ اس کیفیت کے مطابق یہ پانی پلانا شریعت ہے یا بدعت؟ اس میں ہم نے کوئی پابندی لگائی؟ کہ یہ پئیں اور یہ نہ پئیں۔ جو خوش نصیب ہے وہ پئے گا۔ پیو مسلمانوں! تم نے پانی نہیں دیا تھا۔ ہم حسینؑ کے نام پر پانی دے رہے ہیں۔

یہ شریعت ہے۔ عزیزان محترم!

شرع لکم من الدین...... ہم نے تمہارے لئے وہی شریعت مقرر کی ہے۔ جس کی وصیت ہم نے نوحؑ کو کی ہے۔ (کل اس کی تشریح کروں گا انشاء اللہ)

والذی اوحینا الیک۔ اور میرے حبیب نوحؑ کی وصیت کی ہے تم پر ہم نے وحی کی۔

وما وصینابه ابراھیمؑ وموسٰیؑ وعیسٰیؑ کو بھی کی۔ کیا وصیت کی؟

ان اقیمو االدین دین قائم کرو **ولا تتفرقوا فیه** اور اس دین میں کوئی تفریق پیدا نہ کرو۔ اب نوحؑ تم پر ہم نے وحی کی۔

وماوصینابہ ابراھیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ اور یہی وصیت ہم نے ابراہیمؑ کو بھی کی اور یہی وصیت ہم نے موسیٰؑ کو بھی کی۔ یہی وصیت ہم نے عیسیٰؑ کو بھی کی۔

اب نوحؑ سے لیکر ابراہیمؑ تک جتنا دین آیا موسیٰؑ تک جتنا دین آیا۔ عیسیٰؑ تک جتنا دین آیا۔ ان سب انبیاءؑ کو پیغام یہ دیا گیا کہ شریعت اسے کہتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ کوئی افتراق نہ ہو۔ اب اگر ایام عشرہ محرم میں سبیل جلا کر امام بارگاہیں جلا کر جلوسوں کے راستے روکنے کی ناپاک جسارتیں کر کے...... حسینؑ کے خلاف لٹریچر شائع کر کے۔ تہمتیں لگا کر کالے کپڑوں کے خلاف احتجاج کر کے...... کالے کپڑے ہم پہنتے ہیں۔ تکلیف تمہیں ہوتی ہے۔ سبیل ہم لگاتے ہیں تکلیف تمہیں ہوتی ہے۔ ماتم ہم کرتے ہیں۔ تکلیف تمہیں ہوتی ہے۔ ماتم ہم کرتے ہیں ہاتھ ہمارا ہے۔ سینہ ہمارا ہے۔ آنکھیں ہماری ہیں۔

آنسو ہمارے ہیں، پانی ہمارا ہے۔ چینی ہماری ہے۔ شربت ہمارا ہے۔ دودھ ہمارا ہے۔ بارگاہ ہمارے ہیں۔ خرچے ہمارے ہیں۔ اخراجات ہمارے ہیں۔ تو تکلیف تمہیں کیوں ہوتی ہے؟

اور پھر کیوں یہ مطالبہ کرتے ہو۔ آج بھی کہا گیا ہے کہ امام بارگاہوں تک عزاداری محدود کر دی جائے۔ بازاروں میں نہ نکلیں۔ چوراہوں میں نہ نکلیں ماتم کرتے ہوئے۔ کیوں ماتم نہ کریں؟ طمانچہ بر رخسار یزید" جو خواجہ حسن نظامی نے کتاب لکھی ہے۔ انہوں نے تو واضح طور پر اس بات کا اعلان کیا ہے۔ یہ اہل سنت کے عالم ہیں جنہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔

شریعت کسے کہتے ہیں؟ اور میری تقریر کا آج کا اہم ترین جملہ میرے نوجوانو! پیغام بدل گیا ہے۔ اس لئے...... یہ پیغام میں چاہتا تھا کہ آٹھ محرم کو دوں۔ لیکن میرے اس دوست نے۔ میرے بھائی نے۔ جذبہ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آج ہی سے آپ کے ذہنوں کو تیار کر دیا۔

مولاؑ انہیں سلامت رکھے۔ (نعرہ حیدری یا علیؑ) اس جملہ پر ذرا سا آپ توجہ

کریں۔ انشاء اللہ عشرہ بھریاد رکھیں گے یہ جملہ۔ شریعت کے حوالے سے اور شیعت کے حوالے سے آج کہنے جارہا ہوں۔ یہ مولؑا کی عطا ہے۔ مولا کی تائید ہے۔ میرے دوستو! پورے مجمع کی توجہ لوں گا۔

"طمانچہ بر رخسار یزید" میں ماتم کا جواز یہی فراہم کیا گیا ہے ماتم سڑکوں پر ضروری اسلیئے ہے کہ ماتم احتجاج ہے۔ ماتم جلوس ہے۔ ماتم ظالم کے خلاف ہے۔ ماتم ظالم کے خلاف ہے۔ تو ہاتھ تو ہمارے ہیں۔ سینہ بھی ہمارا ہے۔ تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ سعودی عرب کے حرام دودھ پرپل کر جوان ہونے والے اژدہو (ایسے سنو گے ایسے سنو گے۔ نہیں ۔ نہیں۔ نہیں چاہیئے۔ ایسا نعرہ ۔ بات مکمل ہونے دو۔ میں تاریخی نعرہ دوں گا۔ ہمارا ایک نعرہ! جہنمیوں کی لگائی ہوئی آگ کو بجھادے گا۔ بد نصیب ہیں پانی میں آگ لگاتے ہیں۔ (صلوٰۃ بھیجیں۔ درود)

اچھا یہاں پر بات روک کر مجھے ایک بات بتائیں۔ پانی میں آگ لگانے سے انہیں فائدہ؟ پانی انہیں کیا نقصان دے رہا ہے۔ سبیل میں پانی ہی تو ہے نا۔ کیا نقصان ہے؟ تکلیف کیا ہے؟ پیاسوں کی پیاس بجھ رہی ہے۔ انہیں تکلیف کیا ہے؟ دوستو! اگر چھلک نہ جاؤ۔

آمادہ ہو کر بیٹھنا۔ اس منزل پر گفتگو لے آئے ہو۔ پانی میں آگ کیوں لگا رہے ہیں۔ سبیل میں آگ کیوں لگا رہے ہیں۔ پانی کے نشان کیوں مٹا رہے ہیں۔ مجبوری ہے ان کی بھی۔ پریشان نہ ہوا کرو۔ خوش ہوا کرو۔ جب کوئی پانی میں آگ لگائے۔ سمجھ لو ان کی نسلیں ہیں جو اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے وہ پانی میں آگ لگا کر چاہتے ہیں۔ کہ سبیل حسینؑ کی ہر نشانی مٹ جائے۔ تاکہ ہمارے باپ دادوں کے وہ نام صفحہ قرطاس پر ابھر نہ سکیں کہ یہ ان کی اولادیں ہیں۔ جنہوں نے کربلا میں پانی بند کیا تھا(بہت توجہ) ورنہ میں سوچتا ہوں پانی کیا نقصان دیتا ہے۔ اپنے شرمندہ ماضی کو چھپانا چاہتے ہیں۔

ارے تمہیں پتہ نہیں۔ قتل حسینؑ تو۔ تمہارے دامن پر وہ سیاہ داغ ہے جسے

ایک پانی کیا کائنات کے سارے سمندر بھی نہیں دھو سکتے۔ اسے تو جہنم کی آگ ہی جلائے گی۔ وہ تو اتنا بڑا داغ ہے مگر ایک جملہ ضرور سنتے جاؤ۔ یہ مطالبہ بھی آیا ہے کہ امام بارگاہوں میں ماتم محدود کر دیا جائے۔

یہاں مجھے سرکار آیت اللہ خمینی کا یہ جملہ یاد آ رہا ہے۔ مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ اور بڑی خوبصورت بات کہا کرتے تھے۔ سنیں یہ ہمارے علماء کی شان۔ میرا اسلام ہو ان ماتمی ہاتھوں پر جو غم حسینؑ میں پڑتے تو ان کے سینوں پر ہیں مگر طمانچہ یزید کے منہ پر لگتا ہے۔

توجہ ہے۔ نہیں نہیں۔ ایسے نہیں بیٹے۔ اٹھ کر ذرا تاریخی نعرہ لگاؤ اٹھ کر پوری تاریخ کا۔ نعرہ لگاؤ۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر۔ سنو، ٹھہرو، نعرہ حیدری یا علیؑ۔ یا علیؑ۔ یا علیؑ۔ سلامت رہو سلامت رہو۔ دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے آخری آدمی تک مسجد کے صحنوں تک بیٹھے ہوئے مولٰا کے عزادار۔ نعرہ حیدری یا علیؑ صلوٰۃ بھیجیں۔

سرکار نے فرمایا۔ میرا اسلام ہو ان ماتمی ہاتھوں پر کہ جو غم حسینؑ میں سینوں پر پڑتے ہیں۔ لیکن اس کی ضرب یزید کے رخسار پر پڑتی ہے۔ تو دوستو! اس کے بعد بھی مطالبہ کرتے ہو کہ ہم یہ ماتم امام بارگاہوں تک رکھیں۔ ہم سڑکوں پر نہ آئیں۔ ہم جلوسوں میں نہ آئیں۔ ہم بازاروں میں نہ آئیں۔ ہم چوراہوں میں نہ آئیں۔ کہتے ہیں آپ کیوں گھر میں ماتم نہیں کرتے۔ گھروں میں ماتم کیجئے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں اپنے امام بارگاہوں میں ماتم کر لیجئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ارے پاگل ہو۔

جب ایک بات ایک مرد فقیہہ نے طے کر دی ہے۔ کہ یہ ہاتھ جو ہمارے سینے پر پڑتا ہے یہ اصل میں یزید کے منہ پر طمانچہ پڑتا ہے۔ تو ہم گھروں میں ماتم کیوں کریں۔ ہم امام بارگاہوں میں ماتم کیوں کریں؟ ہم تو سڑکوں پر ماتم کریں گے۔ اس لئے کہ طمانچہ رخسار یزید پر مارنا ہے۔ اور الحمدللہ نہ ہمارے گھر میں یزید ہے اور نہ امام بار گاہوں میں یزید ہے۔ توجہ ہے نا۔ توجہ ہے نا۔ سڑکوں پر ہے۔ گلیوں میں ہے۔ بازاروں میں ہے۔ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ (نعرہ حیدری)

شریعت کے معنی سمجھو۔ شریعت کا احترام سمجھو۔ شریعت کی منزلوں کو جانو۔ شریعت وہ ہے جو معصومؑ کے ذریعہ سے آئے۔ الحمدللہ جتنے انبیاءؑ آئے۔ سب شیعہ شریعت لیکر آئے۔

اسکی دلیل یہ ہے۔ ہم نے کل عرض کیا تھا۔ کہ یعقوبؑ کا گریہ شیعہ۔ نوحؑ کا نوحہ شیعہ، روتے ہم ہیں نا۔

بہت توجہ۔ بہت توجہ۔ بہت ہی توجہ چاہتا ہو اس کے بعد کون ہے صاحب شریعت، نبیؐ، موسیٰؑ (بہت توجہ پوری توجہ چاہتا ہوں) دوستو! موسیٰؑ جیسا عظیم المرتبت نبیؑ ادھر ماں نے صندوق میں چھوڑا۔ دریائے نیل کی موجوں پر تیر تا ہوا معصومؑ کا صندوق۔ نہ لہروں نے صندوق کو توڑا۔ نہ مس گائیڈ (Miss guide) کیا۔ نہ منزل سے ہٹا نہ ڈوبا۔ نہ غرق ہوا۔

وہیں پہنچا جہاں خدا کا دشمن رہتا تھا۔ دونوں میاں بیوی ٹہل رہے تھے۔ نہر کے کنارے صندوق کو آتے ہوئے دیکھا۔ نوکروں کا حکم کو دیا۔ بہت طویل واقعہ ہے کل تفصیل بتاؤں گا۔ صندوق کو نکلوایا گیا۔ کھولا گیا۔ چاند سا ٹکڑا صندوق میں لیٹا ہوا ہے۔ جب جناب آسیہؑ نے اٹھایا موسیٰؑ مسکرائے چونکہ مومنہ نے اٹھایا تھا۔ اب جملہ کہوں اگر سمجھو۔ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ ایسی بھی خوش نصیب عورتیں ہیں۔ جو فرعون کے گھر میں رہ کر بھی مومنہ ہو جاتی ہیں۔ ایسی بھی بد نصیب عورتیں ہیں جو نبیوںؑ کے گھر میں بھی رہ کر کافر رہتی ہیں۔

اللہ تمہیں سلامت رکھے۔ مولاؑ تمہیں آباد رکھے۔ صلوٰۃ بھی بھیجا کریں محمدؐ آل محمدؐ پر ہے نا توجہ! مومنہ نے اٹھایا۔ موسیٰؑ مسکرائے۔ کافر نے گود میں لیا۔ تاریخی جملہ۔ کافر نے۔ فرعون نے گود میں لیا اس وقت دشمنی میں نہیں لیا تھا۔ ابھی کافر کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ کون ہے؟ کافر یہ جانتا ہی نہیں کہ یہ کون ہے۔ کافر جاہل بھی ہوتا ہے نا۔ کافر سمجھتا ہی نہیں کہ شیعہ کون ہیں؟ اگر کافر سمجھ لے نا کہ شیعہ کون ہے تو کبھی شیعہ کو کافر نہ کہے (توجہ ہے نا۔ صلوٰۃ)

تو میں عرض کرتا ہوں توجہ ہے نا دوستو! یہ تاریخی مجلس بارگاہ شہدائے کربلا کی ریکارڈ ہو رہی ہے۔ یاد رکھنا جو جملہ کہنے جا رہا ہوں۔ کافر نے لیا۔ ابھی کسی دشمنی میں نہیں لیا تھا۔ موسیٰ کو گود میں لیا۔ گود میں لٹا کر پیار کرنا چاہا۔ جناب موسیٰ ؑ نے دائیں ہاتھ سے فرعون کی داڑھی پکڑی۔ بائیں ہاتھ سے طمانچہ مار کر پہلا اعلان تو یہ کردیا کہ معصومؑ کبھی کافر کی گود میں پلا نہیں کرتا۔ کافر کی گود میں کبھی معصومؑ ایک لحہ کے لئے آنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔

ارے موسیٰ ؑ جیسا نبی۔ اے شیعوں کو کافر کہنے والو۔ شریعت کو سمجھو موسیٰ ؑ جیسے صاحب شریعت نبیؑ ایک لحہ کے لئے فرعون جیسے کافر کی گود میں آنا گوارہ نہیں کرتا۔ تھپڑ مار کر یہ اعلان کر دیتا ہے کہ تیری گود اس بات کی اہل نہیں ہے کہ تیری ناپاک گود میں کوئی پاک نبیؑ آجائے۔ تو جو اس موسیٰ ؑ کا بھی نبیؑ ہو۔ افضل المرسلین ہو، خاتم النبیین ہو۔ محمد مصطفیٰ ؐ ہو۔ وہ ابو طالبؑ کی گود میں سترہ برس تک پروان بھی چڑھے۔ گھر میں بھی رہے (یا علیؑ یا علیؑ) غور کرو۔ کسی کی گود میں؟...... نعرہ حیدری۔ یا علیؑ۔ بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر)

کل موسیٰ ؑ کے شیعہ ہونے پر بھی قرآن کی آیتیں پیش کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل تفصیل عرض کروں گا۔ ہاں تو فرعون کو مار کر ہی بتادیا نا کہ کافر کو مارتا ہی شیعہ ہے چاہے بچہ کیوں نہ ہو (بہت توجہ ہے نا عزیزان محترم) آج تو اس بات کو اس حد تک ذہن میں رکھیں اور اسی مرحلہؑ پر انشاء اللہ کل کی گفتگو کا آغاز کروں گا۔ اپنے جذبات و احساسات کو قابو میں رکھتے ہوئے تحفظ کرو۔

اپنے امام بارگاہوں کا۔ والنٹیئر (Wallintier) مقرر کرو۔ ہر ہر امام بارگاہ میں دن رات چوبیس گھنٹے۔ آٹھ آٹھ گھنٹے کے بعد ڈیوٹیاں تبدیل کرو۔ ان دس دنوں میں ہماری کوئی ڈیوٹی نہیں۔ سوائے غم حسینؑ کے ہمارا کوئی فریضہ نہیں۔ سوائے تحفظ عزاداری کے ہماری کوئی ذمہ داری نہیں۔ سوائے بقاء عزاداری حسینؑ کے۔ خدا ان امام بارگاہوں کو، ان شائرُاللہ کو، ان غازیؑ کے علم (علموں) کو، ان امام بارگاہوں کو

درگاہوں کو دشمنوں کی نظر بد سے محفوظ رکھے۔ وہ یقیناً محفوظ رکھے گا۔ لیکن حفاظت کرنے سے پہلے عہد کرو کہ ہم خود حفاظت کریں گے۔ (توجہ ہے نادوستو) یہ بنیاد قائم رکھو۔

یہ محرم جیسے جیسے آگے بڑھتا جائیگا۔ یزیدیت ویسے ویسے زخمی سانپ کی طرح پھنکارتی رہے گی۔ اس لئے کہ ان مجلسوں سے کسی کو تکلیف نہیں ہوتی سوائے یزیدیت کے۔ کسی مسلمان کو تکلیف نہیں ہوتی۔ کسی کلمہ گو کو تکلیف نہیں ہوتی۔ یزیدیت کو تکلیف ہوتی ہے۔ یزید مر گیا ہے مگر یزیدیت تو ہے، پھر ہم سے کیوں کہتے ہو مجلسیں بند کردیں۔ تم یزیدیت ختم کرو۔ ہم مجلسیں بند کردیں گے (توجہ ہے نا! عزیزان محترم۔ صلوٰۃ)

تم یزیدیت ختم کرنے کا اعلان کرو۔ تم اعلان کرو کہ یزیدیت ختم ہوگئی۔ تم اعلان کرو کہ یزیدیت نام کی کوئی شے دنیا میں نہیں ہے۔ ہم حسینؑ کی مجلسیں بند کردیں گے۔ کرو اعلان! لیکن نہیں کرسکتے۔ ہمیں پتہ ہے نہیں کرسکتے۔ یہ اعلان قیامت تک نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ ہوسکتا تو کبھی علامہ اقبال یہ نہ کہتے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

یہ تو ازل کا ایک قانون ہے۔ حسینیتؑ اور یزیدیت یہ دو مثبت اور منفی قوتیں ہیں۔ ایک شریعت کا محافظ ہے ایک فرعونیت کا وارث ہے۔ شریعت کے محافظ کے اجتماع کو مجلس کہتے ہیں اور جو بھی اس مجلس میں آتا ہے خواہ مذہباً کچھ بھی ہو شیعہ ہے۔ اس لئے شریعت اور شیعت ساتھ ساتھ چل رہی ہیں، حسینؑ کسی کو بلانے نہیں جاتا۔ حسینؑ کسی کے دروازے پر دستک نہیں دیتا۔ جو خوش نصیب ہے وہ آجائے۔ (بہت توجہ) جس کی ولدیت میں اخلاص ہو وہ آجائے۔ جس کی شرافت مشکوک نہیں وہ آجائے۔ حسینؑ کا دربار سب کے لئے کھلا ہوا ہے۔

دوستو! حسینؑ نے تو ولید کے دربار سے واپسی پر اعلان کیا تھا۔ مدینے والو! اپنے

گھروں میں آرام سے بیٹھو۔ دین خطرے میں ہے۔ تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ میں جارہا ہوں۔ دین بچانے کے لئے۔ تم اپنے جوان بیٹوں کے سہرے سجاؤ۔ میں جارہا ہوں۔ اپنے علیؑ اکبرؑ کی جوانی کے سنگ۔ تم اپنے چھوٹے شیر خوار بچوں کے جھولے جھلاؤ۔ انہیں گرمی سے بچاؤ۔ مین جارہا ہوں اپنے علی اصغرؑ کو لیکر۔ تم اپنے بھائیوں کے قوت بازو بن کر دلیری سے مدینہ کی گلیوں میں اتراتے پھرو۔ میں جارہا ہوں۔ اپنے عباسؑ کے بازو لئے۔ اور میری ماں بہنوں مولا تمہیں سلامت رکھے۔ یہ جملہ سن لو تم۔

اپنی ماں بہنوں کے پردوں کی حفاظت کرو۔ میں جارہا ہوں۔ فاطمہؑ کی بیٹیوں کی چادریں لیکر، اوریاد رکھو! مدینہ والو۔ مدینہ والو! وقت مجھ پر نہیں آیا۔ وقت شریعت پر آیا ہے۔ اور شریعت کو بچانا معصومؑ کی ذمہ داری ہے تمہاری نہیں۔ چیلنج شام کے دربار سے شریعت کو ہو رہا ہے۔ شریعت کو چیلنج کیا جارہا ہے۔ جو شریعت کا وارث ہے نا جو محمد مصطفیٰؐ کا وارث ہے۔ جو خدیجۃ الکبریٰؑ کا وارث ہے۔

میں پڑھوں گا انشاء اللہ نویں مجلس میں جب آپ پڑھتے ہیں زیارت عاشورا میں۔ اے آدمؑ کے وارث۔ اے نوحؑ کے وارث۔ اے ابراہیمؑ کے وارث (اے اسماعیلؑ کے وارث) یہ نویں محرم کی مجلس میں انشاء اللہ میں عرض کروں گا۔ تم بیٹھو! اپنے گھروں میں۔ میں جارہا ہوں۔ عباسؑ! سواریاں تیار ہیں۔ مولا تیار ہیں۔ عباسؑ قافلہ روانہ کرو۔ عباسؑ نے قافلے کو کوچ کا حکم دیا۔ منزلیں طے ہو گئیں۔

عزادارو تم تو دودن سے عزاخانے میں آئے ہو۔ ارے حسینؑ کی چھ برس کی صغراؑ تو چھ مہینے سے ماتم میں بیٹھی ہے۔ کبھی لیلیٰؑ کے حجرے میں جاتی ہے۔ اکیلا کمرہ دیکھ کر روتی ہے۔ کبھی باپ کے حجرے میں جاتی ہے۔ علی اصغرؑ! ارے تو ہی رہ جاتا۔ بہن کے دن تو گزر جاتے۔

آہ! آہ! جزاک اللہ، اے فاطمہؑ صغرا۔ کبھی نانی ام سلمیٰؑ کے پاس آ کے کہتی ہیں۔ اماں میرا بھائی وعدہ کر کے گیا تھا۔ (کہاں تک رونا آیا ہے، کہاں سے آوازیں

آرہی ہیں)۔ ابھی تو میں نے مصائب شروع بھی نہیں کیے۔ مولاؑ تمہیں سلامت رکھے۔ اماں میرا بھائی وعدہ کر کے گیا تھا۔ اماں میرا بھائی واپس نہیں آیا۔ اماں میں بڑی مظلوم بہن ہوں اکبرؑ کی۔ صغریٰؑ

آج ایک جملہ سنو! ایک مرتبہ اصغرؑ جب صغریٰؑ کی گود میں آئے قافلہ میں آئے قافلہ روکا گیا۔ ربابؑ کی مہمل بٹھائی گئی۔ اصغرؑ کو دیا صغریٰؑ کی گود میں۔ صغریٰؑ پیار کر کے کہتی ہیں۔ بھیا علی اصغرؑ سب تو جارہے ہیں تم ہی بہن کے پاس رک جاؤ۔ ارے میں تیرا جھولا جھلا کر بھائی کے آنے کا انتظار کرلوں گی۔ اصغرؑ نے بہن کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔ مگر جب حسینؑ آئے۔ حسینؑ نے آکر اصغرؑ کے کان میں کہا۔ بیٹا علی اصغرؑ اگر تم کربلا نہ گئے۔ کربلا مکمل نہیں ہوگی۔ ایک مرتبہ چہرے کو دیکھا۔ باپؑ کی طرف آغوش پھیلادی صغریٰؑ تڑپتی رہ گئی۔ قافلہ چلا گیا۔

جزاک اللہ۔ ماتم کرتے رہو۔ اللہ تمہیں جزا دے گا۔ ہاں یہ حق ہے پُرسہ دینے کا۔ آج تین محرم ہے۔ آج تین محرم ہے عزادارو! قافلہ کربلا پہنچ چکا ہے۔ علیؑ کے شیر نے خیمے دریا پر لگادیئے ہیں، اکبرؑ کہہ رہے ہیں۔ چچا عباسؑ! کتنی پیاری جگہ ہے۔ اس گرمی کے جھلستے ہوئے صحرا میں، دریا کے کنارے خیمے، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں۔ ہمارے بچوں کو فرحت دیں گی۔ ہاں بیٹا یہ خیمے یہیں رہیں گے۔ عونؑ و محمدؑ کہہ رہے ہیں۔

ماموں عباسؑ! اگر آپ نہ ہوتے تو دریا پر خیمے کیسے نصب ہوتے۔ ماموںؑ! دریا کی موجیں اس موسم میں کتنی ٹھنڈی اور فرحت بخش محسوس ہورہی ہیں۔ ماموںؑ! یہ خیمے یہاں سے ہٹیں گے تو نہیں؟ نہیں بیٹا عباسؑ کی زندگی میں۔ قاسمؑ کہہ رہے ہیں چچا عباسؑ یہ خیمے یہیں رہیں۔ تاکہ اہل حرمؑ کے چوالیس چھوٹے چھوٹے معصوم بچے پانی کی ٹھنڈی ہوا سے محروم نہ رہیں۔ محفوظ ہوتے رہیں۔ ہاں بیٹا یہیں رہیں گے۔

ابھی یہ باتیں بچے کر رہے تھے۔ عباسؑ کو سامنے سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آئیں۔ ایک لشکر چلا آرہا ہے۔ لشکر جب قریب آیا۔ ایک مرتبہ اکبرؑ کہتے

ہیں۔ چچاؑ ہم آئیں۔ نہیں بیٹا۔ میں اکیلا کافی ہوں لشکر کے لئے۔ میں قربان۔ غازیؑ۔ تیری شجاعت کے۔ قاسمؑ کہتے ہیں چچاؑ ہم آئیں۔ بیٹا ہم اکیلے ہیں کافی ہیں۔ ابھی عباسؑ زندہ ہے۔

مولاؑ مجھے ہمت دے دے میں پڑھ لوں یہ جملہ۔ عباسؑ اکیلے گئے۔ عمر سعد کے لشکر کی صف اول کے پاس جا کر گھوڑے سے گھوڑا ملا کر کہا۔ عمر سعد! تجھے پتہ نہیں ہے کہ دریا پر فاطمہؑ کی بیٹیوں کے خیمے ہیں اور پہرے پر عباسؑ ہے۔ کیا پہرہ دے رہے ہو۔ پہرے پر عباسؑ ہے تجھے پتہ نہیں ہے۔ عمر سعد ملعون کہتا ہے۔ یزید کا حکم ہے ابن زیاد کا حکم ہے خیمے دریا پر لگیں گے۔ اپنے خیمے یہاں سے ہٹاؤ۔

عباسؑ کہتے ہیں۔ خیمے ہٹانے کی بات کرتا ہے۔ ارے اگر تیرے کسی گھوڑے کی ٹاپوں کی گرد بھی زینبؑ کے خیمہ تک پہنچ گئی تو سر سلامت نہیں رہے گا۔ تو خیمے ہٹانے کی بات کرتا ہے۔ جب ردوبدل ہونے لگی عباسؑ کی آواز بلند ہوئی۔ علیؑ کے بیٹے کو جلال آیا۔ تلوار نیام سے نکالی۔ کہا میں جاہلوں سے زیادہ بحث نہیں کرتا۔ اتنا سمجھ لے کہ میں علیؑ کا بیٹا ہوں۔ تلوار سے زمین پر خط کھینچا۔ اگر تم میں سے دو لاکھ کے لشکر نے۔ کسی نے ماں کا دودھ پیا ہے تو یہ خط عبور کرو۔ مان جاؤں گا۔ علیؑ کا بیٹا نہ کہنا۔ عباسؑ کی آواز بلند ہوئی۔

ہاں اب روؤ۔ ارے تم پر رونے کی کوئی پابندی تو نہیں ہے۔ تمہارے ہاتھ تو نہیں بندھے ہوئے۔ تمہیں کوئی تازیانے تو نہیں مار رہا۔ غازی عباسؑ کی آواز زینبؑ کے خیمے میں گئی۔ فضہؑ کو قریب بلا کر کہتی ہے اماں فضہؑ ذرا دیکھو تو سہی۔ کس نے چھیڑ دیا میرے شیر کو۔ ارے میرا عباسؑ بگڑ گیا تو مجھ سے روکا نہیں جائے گا۔ فضہؑ نے آکر خبر دی۔ دریا پر یزید ملعون کی فوجیں آ گئی ہیں۔ خیمے ہٹنے پر ردوبدل ہو رہا ہے۔ جھگڑا ہو رہا ہے۔ غازیؑ جلال میں دیوار بنا کھڑا ہے۔

اے زینبؑ مبارک ہو۔ تیرے شیر نے دو لاکھ کے لشکر کو نظر کے زور پر روکا ہوا ہے۔ بس جملہ کہنا چاہتا ہوں۔ بخشش ہو جائے گی۔ آپ کی بخشش میری بخشش۔

غازیؑ ام لنبینؑ کے لال۔ ہمارا اسلام۔ اے زینبؑ کے پردے کے وارث! فضہؑ۔ دو چار جملے۔ فضہؑ فضہؑ، زینبؑ مبارک ہو۔ تیرے شیر نے دولاکھ کے لشکر کو نظر کے زور پر روکا ہوا ہے۔ اسی لئے مصائب روک کر شعر کہہ رہا ہوں۔ کسی شاعر نے عجیب شعر کہا تھا۔

یہ مانا حیدرؑ صفدر نے لوگو! بہت وزنی در خیبر کو روکا
مگر ایک روز عباس علیؑ نے نظر کے زور پر لشکر کو روکا

دولاکھ کا لشکر عباسؑ کی نظروں کے سامنے ہپناٹائز ہوا کھڑا ہے۔ کسی گھوڑے کی ٹاپ بھی نہیں اٹھ رہی۔ عباسؑ کو جلال آیا ہوا ہے۔ خط کوئی عبور نہیں کر رہا۔ زینبؑ نے فضہؑ کو بھیجا کہ وہ بھائی حسینؑ کو جاکر کہہ دے۔ میرے بھائی عباسؑ کو جاکر منالائے۔ خیمے ہٹالے۔ میری غازیؑ کو جلال نہ آئے۔

فضہؑ کہتی ہے۔ کیا کہوں، تو میر انیسؔ نے اپنی زبان میں کہا۔ اگر میں سارے مصائب نہ بھی پڑھوں تو زینبؑ کے لئے جو میر انیسؔ نے یہ ایک شعر کہا ہے تم گھروں تک روتے ہوئے جاؤ گے۔ زینب کہتی ہے فضہؑ عباسؑ کو پیغام دے دے حسینؑ کے ذریعہ سے۔

عباسؑ! زینبؑ نے کہا ہے۔ اللہ اس گھڑی نہ لڑائی کا نام لو، عباسؑ میں ہاتھ جوڑتی ہوں کہ غصے کو تھام لو۔ غازیؑ تجھے بہنؑ کا واسطہ سنتے جاؤ۔ آج جی بھر کے رونا ہے۔ نہ، کوئی جلدی نہیں ہے۔ بڑی تعداد میں پرسہ ہی دینے تو آئے ہیں۔ کتنے دن رہ گئے ہیں محرم کے عزادارو! ایسے جیسے زینبؑ جانتی ہے۔ حسینؑ خیمے سے نکلے۔ عباسؑ کے قریب پہنچ کر ایک جملہ کہا۔ عباسؑ تلوار روک لو بیٹا۔ زینبؑ خیمہ سے باہر آرہی ہے۔ روتے رہو۔

میں اگلا جملہ وہ پڑھنے جارہا ہوں جو آپ برداشت نہیں کریں گے ۔ عباسؑ تلوار روک لو۔ علیؑ کی بیٹیاں خیمے سے باہر آجائیں گی۔ اتنا سننا تھا کہ زینبؑ خیمہ سے باہر آگئی ہے۔ عباسؑ نے گردن جھکائی۔ تلوار کو نیام میں رکھ کر کہا انا للہ وانا الیہ

راجعون۔

عزادارو۔ سر جھکالیا۔ حسینؑ آگے گئے۔ جلال میں آئے ہوئے بھائی کو سینے سے لگایا۔ عباسؑ یہ دولاکھ کا لشکر کیا ہے؟ یہ دریا کیا ہے؟ بیٹا تو ساقی کوثر کا بیٹا ہے۔ ٹھوکر مار یہاں دریا نکل آئے۔ عباسؑ اتنا غصہ، پانی پر اتنا جلال، پانی پر، ساقی کوثر کا بیٹا ہے۔ ٹھوکر مار سارا کربلا دریا بن جائے گا۔ ادھر آ میرے لال، ادھر آ، عباسؑ میں تاریخ میں یہ نہیں لکھوانا چاہتا کہ پانی پر جنگ ہو گئی تھی۔ میری نظر شریعت پر ہے۔

ہٹالو خیمے بیٹا۔ صحرا میں لگالو خیمے عباسؑ پیچھے ہٹ گئے۔ آقاؑ کا حکم تھا نا۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کے گلے میں باہیں ڈالیں۔ میدان کی طرف لیکر چلے۔ عباسؑ آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں کہ یہاں دس محرم کو ہونا کیا ہے؟ جی آقا۔ عباسؑ کو لیکر حسینؑ ایک منزل پر آئے۔ عباسؑ یہ جگہ دیکھ رہے ہو؟ جی آقا۔ عباسؑ پتہ ہے یہ جگہ کونسی ہے۔ عباسؑ یہ وہ جگہ ہے جہاں میرا اٹھارہ سال کا علی اکبرؑ برچھی کھاکر گھوڑے سے گرے گا۔

آخری جملے سن لو۔ دوستو! مولاؑ تمہیں کوئی غم نہ دے سوائے غم حسینؑ کے۔ آگے بڑھے۔ عباسؑ یہ جگہ دیکھتے ہو یہ جگہ کیا ہے۔ آقا مجھے نہیں پتہ بتایئے یہ جگہ کیا ہے؟ بیٹا یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے بھائی حسنؑ کی نشانی ایک رات کا بیاہا قاسمؑ گھوڑے سے اس طرح گرے گا۔ کہ ایک لمحے میں پانچ سو گھوڑے اس کے جسم سے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گزر جائیں گے۔ اس کی لاش کے ٹکڑے میدان کربلا میں قرآن کے پاروں کی طرح۔ جزاک اللہ۔ ہاں یہی حق ہے رونے کا۔ ایک ایک آنکھ رو رہی ہے۔

مجلس چہارم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا
وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ
وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰٓى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ‌ؕ كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا تَدۡعُوۡ
هُمۡ اِلَيۡهِ‌ؕ اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَ
يَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ‏ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳)

صلوٰۃ!

حاضرین گرامی قدر! بزرگان محترم! انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیر اہتمام بارگاہ شہدائے کربلا میں "شریعت اور شیعیت" کے اہم ترین موضوع پر یہ ہماری چوتھی تقریر آپ کے شاداب حافظوں کی نذر ہے۔ آپ حضرات جن محبتوں جن دعاؤں کے ساتھ میری حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں۔ میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں۔ سورہ مبارکہ شوریٰ کی تیرھویں آیت موضوع سخن ہے اور اس آیہ وافی ہدایہ میں ان پانچ اولالعزم پیغمبروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جنہیں پروردگار نے تاج شریعت سے سرفراز فرمایا (صلوٰۃ بھیجیں)

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر۔ تین سو تیرہ رسولؑ۔ اور ان تین سو تیرہ رسولوں میں پانچ اولالعزم صاحبان شریعت پیغمبرؑ۔ یہ ہے شریعتؑ کا پورا ماخذ اب دیکھنا یہ ہے ابتدا میں کہ ان ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ کو پروردگار عالم نے ہدایت شریعت کے لئے اپنی چشم انتخاب سے خود منتخب کر کے بھیجا ہر عیب سے پاک رکھا۔ علم کے

تمام تر جوہر جوہران کی تخلیق میں ودیعت کیے۔ کوئی نبیؑ کبھی کسی امتی سے مسئلہ پوچھنے نہیں آیا۔ مسئلہ بتانے آیا۔

توجہ فرمائیں آپ میرے اس جملے پر۔ ابتدا میں کوئی نبیؑ۔ کوئی رسولؑ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ میں ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کہ جس نے کسی امتی سے، امتی سے، نبیؑ نے نبیؑ سے تو پوچھا ہوگا۔ نبیؑ نے ولی سے تو پوچھا ہوگا۔ جیسے موسیٰؑ اور خضرؑ کے درمیان قرآن میں مکالمہ ہے۔ لیکن کسی نبیؑ نے زندگی میں کسی امتی سے کبھی کوئی مسئلہ نہیں پوچھا۔ اور نہ کبھی کوئی مشورہ طلب کیا۔ اس لئے کہ جو مشورہ طلب کرے اس کی عقل ناقص ہوتی ہے جس کی عقل ناقص ہو اس کی تخلیق ناقص ہوتی ہے۔ جس کی تخلیق ناقص ہو وہ کبھی امت کا ہادی بن سکتا ہے۔ نہ رہبر بن سکتا ہے تو جب تخلیق ہی ناقص ہے تو ہدایت کے علم کیوں اٹھائے پھر رہے ہو؟ صلوٰۃ۔

جب تخلیق ہی ناقص ہے جب خلقت ہی میں نقص ہے۔ جب تم بطون امہات سے قرآن مجید کی روشنی میں...... تم نکلے "لم یکن شی مذکورا" کی مصداق تھے۔ قابل تذکرہ نہیں تھے جاہل تھے۔ تمہارا اس دنیا میں پیدا ہونے کے بعد مسلسل پڑھتے رہنا۔ مسلسل پڑھتے رہنا۔ اس امر کی دلیل ہے کہ تمہاری پیدائش میں جہالت ہے۔ اور معصومؑ کا خانہ کعبہ میں آغوش رسالتؐ میں زبان نبوتؐ چوس کر اعلان کرنا۔ کہیے! رسولؐ اللہ! توریت سناؤں زبور، سناؤں، انجیل سناؤں، قرآن سناؤں۔ اس امر کی دلیل ہے کہ علیؑ جب خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو بطن مادر سے "علم الدنی" لیکر آئے تھے۔

اب مجھے تعجب تو اس بات پر ہوتا ہے۔ کہ جو خدا کے گھر میں آغوش رسالتؐ میں نزول قرآن سے چاروں کتابوں کی تلاوت پیغمبروںؑ کے سامنے کرے۔ اس کا انکار کر کے لوگ ان لوگوں کے اشتہار اور اخبار اٹھائے پھر رہے ہیں۔ جو بُت کدوں میں پیدا ہوئے۔ کافر ماں باپ کی آغوش میں پلے۔ جہالت میں زندگی بسر کی۔ بڑھاپا منافقت میں گزرا۔ یا علیؑ! یا علیؑ! نعرہ حیدری! جیو اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ

پر۔

ہاں تو بس سوچنا یہ ہے عقل کا دور ہے۔ علم کا دور ہے۔ شرافت کا دور ہے۔ تدبر کا دور ہے۔ تعقل کا دور ہے۔ غور کیجئے۔ فکر کیجئے۔ قرآن کے میزان کو اپنے سامنے رکھیں۔ میں نے آپ سے کب کہا؟ کہ آپ میری ''اصول کافی'' کی بات کو تسلیم کرلیں۔ میں نے آپ سے کب کہا؟ کہ آپ ''استبصار'' کی بات مان لیں۔ میں نے آپ سے کب کہا؟ کہ آپ ہماری کتاب ''من لا یحضر ففیہ'' پر یقین کریں۔ میں نے آپ سے کب کہا؟ کہ اب آپ''استبصار'' کی بات کریں۔ میں نے آپ سے کب کہا؟ کہ آپ ''التھذیب'' کو اتھارٹی Authority مان لیں۔

میں تو آپ کو آپ ہی کے سوال اور معیار کے مطابق پیغام دے رہا ہوں۔ کہ کم از کم اس قرآن پر تو آپ متفق ہو جائیں۔ جسے آپ بڑی جسارت کے ساتھ رسولؐ کے پاس سے یہ کہہ کر لئے گئے تھے۔ کہ ہمیں آپ کے قلم اور کاغذ کی ضرورت نہیں ہے ہمیں یہ قرآن کافی ہے۔ (توجہ ہے نا! عزیزان محترم۔ صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند غور کیجئے۔ سلامت رہیں۔ سلامت رہیں۔ نعرہ حیدری! یا علیؑ! ہم یہی تو باتیں کہہ رہے ہیں۔

کہ آپ چلئے قرآن ہی کو پیمانہ بنائیں بھئی قرآن تو محکم ہے۔ قرآن تو حجّت ہے۔ اور قرآن تو بُرھان ہے۔ قرآن تو دلیل ہے۔ قرآن تو روشنی ہے۔ قرآن تو تشنگان علم کے لئے وہ چشمہ ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ قرآن تو قیامت تک کے لئے ہدایت ہے۔ قرآن ''تو الحمد'' سے لے کر ''والناس'' تک حق ہے۔ حق ہے۔ قرآن کو کیوں چھوڑے بیٹھے ہو اصل میں مسئلہ اب اگر آپ سمجھ گئے تو دوستو مسئلہ کچھ نہیں ہے۔ اس وقت تو جذباتی انداز میں ایمر جنسی (DECLARED) کر دی تھی نا۔ رسولؐ اللہ نے قلم اور کاغذ مانگ کر۔ تو حالات کچھ ایمر جنسی کے ہوگئے تھے کہ کہیں وہ نہ لکھ دیں جس کا ہمیں خطرہ ہے۔

اس لئے جلدی سے قرآن اٹھا کر لے گئے۔ اب جو قرآن کو پڑھنا شروع کیا تو

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ابھی پڑھا ہی تھا کہ ابن عباس کی آواز آئی۔ کہ میں ساری رات بیٹھا تھا مولا علیؑ کی خدمت میں۔ سورہ حمد کی تفسیر پوچھ رہا تھا۔ ساری رات گزر گئی۔ سورہ حمد کی سات آیتوں کی تفسیر نہیں ہوئی۔ تو میرے مولاؑ نے کہا کہ ابن عباس حیران مت ہو۔ یاد رکھو جو کچھ پورے قرآن میں ہے وہ سورہ حمد میں ہے۔ جو سورہ حمد میں ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ وہ (ب) میں ہے جو (ب) میں ہے۔ وہ اس نقطعہ میں ہے جو (ب) کے نیچے ہے۔ اور تیرا مولا علیؑ وہ نقطعہ "بائے باسمہ اللہ" ہے توجہ توجہ (نعرہ)

"شرع لکم" اب دقت یہ پیش آئی۔ کہ راوی وہ ہے ابن عباس۔ کہ جس پر اگر اعتماد نہ کرتا تو قرآن نہیں ملتا۔ غور فرمائیں راوی ہے ابن عباسؓ ابن عبدالمطلبؑ۔ کہ جس کو اگر جھٹلائیں تو قرآن نہیں ملتا۔ بھئی دو ہی قرآن پر اتھارٹی ہیں۔ ملت مسلمہ کے درمیان یا ابن عباس ہیں۔ ایک انکشاف کر رہا ہوں دوستو۔ دیکھیں یہیں سے شریعت واضح ہو گئی کہ شریعت کس کی ہے؟

دو ہی تو ہیں بھئی۔ شریعت کا ماخذ تو قرآن ہی ہے نا۔ قرآن ہی سے شریعت لیں گے نا۔ صحیح بخاری سے تو شریعت نہیں لیں گے۔ صحیح مسلم سے تو شریعت نہیں لیں گے۔ مسند احمد بن حنبل سے تو شریعت نہیں لے گے۔ مستدرک حاکم سے تو شریعت نہیں لیں گے۔ ابن ماجہ سے تو شریعت نہیں لیں گے۔ امام مالک سے تو شریعت نہیں لیں گے۔ امام اعظم سے۔ ان سے تو آپ فقہ لیں گے فقہ لیں گے۔

یہ فقہیہ ہیں یہ شریعت کے ماخذ نہیں ہیں۔ شریعت معصومؑ دیتا ہے۔ فقہیہ کا کام نہیں ہوتا شریعت دینا۔ فقیہہ زیادہ سے زیادہ اجتہاد کرتا ہے۔ اور اجتہاد کرنے والا ضروری نہیں ہے کہ کبھی صحیح اجتہاد کرے کبھی غلط اجتہاد کرے۔ اسی بچت کے لئے تو آپ نے یہ خانے نکالے ہیں۔ کہ فقیہہ کو کچھ نہ کہو۔ اگر اجتہاد میں غلطی بھی کرے تو دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ (بڑی توجہ) تو آپ جو بھی شریعت لیں گے۔ آپ جو بھی قوانین الٰہیہ لیں گے۔ جو بھی **اوامر و نواھی** شریعہ لیں گے۔ بڑی توجہ بڑے ادب

واحترام کے ساتھ (Acedemic) بات کر رہا ہوں کوئی جذباتی گفتگو نہیں ہے۔

تاریخ کے پس منظر میں ہے میرے سارے بزرگ اور جو داد دینے والے میرے ہیں۔ اور جو سمجھنے والے قدر داں۔ وہ سارے یہاں بیٹھے ہیں۔ ان کے چہروں سے میں اندازہ کرتا ہوں کہ میرے کس نکتے پر انہوں نے مجھے دعائیں دی ہیں۔ نوجوانوں کو تو میں صرف یہ سبق دہرانے کی حد تک پیش کر رہا ہوں۔ اس امر پر اس زمانے میں توجہ فرمائیں۔ بھئی آپ کا ماخذ شریعت کیسے؟ قرآن ہی ماخذ شریعت ہے نا۔

بڑی توجہ! شریعت اور شیعیت ذہن میں رہے۔ ابن عباس کی تردید اس لئے نہیں کر سکتے کہ ابن عباس کو درمیان میں ہٹا دیں تو لوگوں کو قرآن سمجھ میں نہیں آتا۔

آپ کے پاس دو ہی (Authorities) ہیں۔ کوئی تیسری نہیں ہے۔ ایک ابن عباس ہیں ایک ابن مسعود ہیں۔ اتفاق یہ ہے کہ ابن عباس بھی علیؑ کے شاگرد اور ابن مسعود بھی علیؑ کے شاگرد۔ نعرہ حیدری۔ توجہ ہے نا۔ بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

بھئی دیکھیں نا۔ دو ہی آپ کے پاس چینل ہیں۔ یا ابن عباس ہیں یا ابن مسعود ہیں۔ جو کچھ بھی آپ (Authontic) بات لینا چاہتے ہیں۔ وہ یا ابن عباس ہیں۔ آپ چپ ہو جاتے ہیں۔ جہاں ابن عباس کا نام آئے بول نہیں سکتے۔ حالانکہ ابن عباس نے نہیں کہا تھا کہ ہمیں قرآن کافی ہے۔ ہماری علمی دیانتداری تو دیکھیں آپ۔ ابن عباس نے دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ہمیں قرآن کافی ہے ابن عباس نے اپنے پریکٹیکل سے ثابت کیا کہ ہمیں قران کافی نہیں ہے ہمیں علیؑ کافی ہے۔

ابن عباس قرآن کے پاس چل کر نہیں گئے وارث قرآن کے پاس آئے تھے جانتے تھے کہ قرآن جب بھی بولتا ہے معصومؑ کی زبان سے بولتا ہے۔ گناہگاروں کے لہجے میں گفتگو نہیں کرتا۔

توجہ ہے ناں عزیزان محترم صلوٰۃ آپ کس شریعت کی باتیں کر رہے ہیں مولاؑ

آپ کو سلامت رکھے بہت توجہ۔میں آپ کی شغف صف علمی پر آپ کا شکر گزار کہ اس ابتداء میں اس تمہید میں کچھ خوبصورت نتائج جو آگے چل کر میں عرض کروں گا اس کے لئے آپ الحمد اللہ ابھی سے آمادہ اور تیار ہیں۔

تو ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ہمارے ”الاستبصار“ کی بات مانیں ہمارے اصول کافی کی بات مانیں ہماری تہذیب کی بات مانیں **”من لا یحضرالفقیه“** کی بات مانیں بھئی قرآن کو تو معیار بنائیں قرآن ہی ہے ناں۔ ماخذ شریعت کا تو پھر کم از کم یہ دیکھتے چلے جائیں کہ آپ نے سارا قرآن لیا نا۔ ابن عباسؓ سے سارے قرآن کی تفسیریں لیں ابن مسعود سے تیسرا آدمی کوئی آپ کے ہاں مستند نظر نہیں آتا۔

اب تو خیر بہت پیدا ہوگئے ہیں۔ اب تو سارے ہی قرآن پر اتھارٹی پیدا ہوگئے ہیں۔ اب کی بات نہیں کرتا لیکن جو بنیاد ہیں قرون اولیٰ میں جو آپ کو چودہ سو برس پہلے ملے گی۔ وہاں آپ کو تیسرا نام کوئی نظر نہیں آئے گا۔ بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں یا ابن عباس کا نام نظر آئے گا یا ابن مسعود کا نام نظر آئے گا۔ ابن عباس بھی علیؑ کے شاگرد۔ ابن مسعود بھی علیؑ کے شاگرد۔ تو اب قرآن کی جو بھی تشریح کی اور وہ تشریح شریعت نبی تو علیؑ کی علم کی روشنی میں بنی ناں (یا علیؑ! یا علیؑ! توجہ فرمائیں)۔

علیؑ کے علم کی روشنی میں بنی نا۔ علیؑ کے فیصلے کی روشنی میں چاہے پیش کیا اسے ابن عباس نے لیکن بتایا تو علیؑ نے تھا نا۔ تو شریعت کو ہر دور میں شیعیت ہی کی رہی۔ توجہ ہے نا غور ہی نہیں کر رہے آپ۔ عزیزان محترم (صلوٰۃ) نعرہ حیدری (صلوٰۃ) اللہ آپ کو سلامت رکھے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں ذرا سا ایک مرحلہ اور اس پر توجہ فرمالیں۔

گفتگو یہی ذہن میں رہے اسے دو چار منٹ کے بعد پھر میں دہراؤں گا ایک مسئلہ پھر سامنے آتا ہے۔

ایک سب سے بڑی تاریخی حقیقت جسے علیؑ کا بدترین دشمن بھی تردید نہیں کر سکتا۔ وہ یہ ہے کہ دوران حکومت ثانیہ بڑی احتیاط سے اور بڑی واضح انداز میں اول

حکومت کے بعد دوران حکومت دوئم جب کبھی بھی کوئی شرعی مسئلہ کسی غیر اسلامی ملک کے بادشاہ کی طرف سے پیش آیا۔ کسی کے پاس۔ ظاہر ہے حکومت حکومت کے پاس ہی مسئلہ بھیجے گی(Rule) ہے اصول ہے۔ حکومت نے حکومت کو مسئلہ بھیجا یہ مسئلہ بتائیے۔ اسلام کی رو سے یہ مسئلہ بتائیے۔

قرآن کی رو سے آپ کہتے ہیں کہ اسلام حق ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ دین حق ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ قرآن حق ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کا اللہ حق ہے۔ آپ کہتے ہیں آپ کا محمدؐ حق ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کی شریعت حق ہے۔ تو ہم یہ مسئلہ بھیج رہے ہیں۔ قیصر روم نے مسئلہ بھیجا حاکم کے پاس۔ حاکم کے پاس مسئلہ آیا اور کہا قرآن سے ثابت کیجئے۔

قرآن سے الگ کوئی روایت قبول نہیں کروں گا اس لئے کہ میں بھی سن چکا ہوں بھلے آپ سے بہت دور بیٹھا ہوں گا۔ مگر سن چکا ہوں کہ آپ نے رسولؐ سے کہہ دیا تھا کہ آپ کو قرآن کافی ہے تو آپ قرآن سے مسئلہ حل کیجئے۔ اب الحمد سے والناس تک قرآن پڑھتے چلے گئے اس مسئلہ کا حل کہیں قرآن میں نظر نہیں آیا۔ آخر ایک مرتبہ لاجواب ہونا چاہتے تھے۔

اسلام کی شرمندگی کی کیفیت کو دیکھ کر علیؑ کے دروازے سے شریعت حق لینے والا بوڑھا سلمانؓ کہتا ہے اپنی جہالت کی بنیاد پر قرآن کی کیوں توہین کر رہے ہو۔

وارث کے پاس چلے جاؤ وہ بتادے گا تخت چھوڑا قرآن سر پر رکھا۔ وارث کی خدمت میں آنے کے بعد کہا یا علیؑ یہ مشکل آپڑی ہے یہ مسئلہ آپڑا ہے یہ سختی آپڑی ہے۔

مولاؑ مدد (توجہ میری طرف) مولاؑ مدد کیجئے۔

یہ قیصر روم نے سوال بھیج دیا ہے قرآن سے پوچھ رہا ہے مگر میں نے تو سارا قرآن پڑھ لیا ہے۔ مجھے تو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں میں کہیں اس مسئلے کا حل، کسی قرآن کی آیت نے پیش نہیں کیا۔ مولاؑ فرمائیے اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ کہا قرآن اور

کسی مسئلے کا حل پیش نہ کرے تو پھر اس قرآن کا فائدہ کیا ہے ؟

"ولارطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔" (سورہ انعام آیت ۵۹) یہ قرآن جو خشک وتر کا دعویدار بن کر آرہا ہے۔ جس میں ہر خشک موجود ہے جس میں ہر تر موجود ہے۔ یہ قرآن آرہا ہے تو اس قرآن میں مسئلے کا حل کیسے موجود نہیں ہے۔ مولٰا دیکھ لیجئے میں نے تو سارا قرآن پڑھ لیا ہے۔ آپ تو جانتے ہیں مجھ سے زیادہ تو قرآن پڑھنے کا شوقین کوئی اور ہے بھی نہیں۔ (غور کریں غور کریں)

یاعلیؑ ! آپ بتایئے مجھے تو نظر نہیں آیا میں نے تو یہ مسئلہ تلاش کرلیا۔ قرآن کی ہر آیت میں دیکھا۔ سورہ حمد میں دیکھا۔ سورہ بقرہ میں دیکھا۔ سورہ نساء میں دیکھا۔ سورہ مائدہ میں دیکھا۔ سورہ زخرف میں دیکھا۔ سورہ حج میں دیکھا۔ سارے سورہ دیکھتا چلا گیا مجھے تو کسی سورہ میں اس مسئلے کا حل نظر نہیں آیا۔ میرے مولٰا اب اسی سائل کے ہاتھ سے آپ کو سمجھنا ہے۔ انداز بدل جائے گا نا گفتگو کا اب آپ کو سمجھنا ہے۔

اسی سائل کے ہاتھ سے وہی قرآن لیا اور اس سے سوال کیا قرآن ہاتھ میں لیکر بتاؤ مسئلے کی آیت میں خود کھول کر نکالوں یا آیت ابھر کر مجھے سلام کرے۔ توجہ ہے۔ اللہ اکبر! توجہ ہے۔ توجہ ہے۔ نا دوستو (نعرہ حیدری)

میرا بھائی اور ہمارا بہت ہی خوبصورت بھائی ہمارے وزیر مذہبی امور یہ بعد میں ہیں میرا بھائی پہلے ہے۔ محمد حنیف سولجر مجلس میں تشریف لائے ہیں۔ ان کا تشریف لانے کا شکریہ میں ادا نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ سپاہی تو آتے ہیں حسینؑ کی طرف۔ توجہ ہے عزیزان محترم! حسینؑ کی طرف آتے ہی سولجر ہیں۔ مولوی نہیں آیا کرتے ہیں مولتی نہیں قیا کرتے توجہ ہے نا (نعرہ حیدری) توجہ ہے۔ توجہ ہے۔ ذہن میں رہے (صلوٰۃ) ایک مرتبہ پھر درود بھیج دیجئے با آواز بلند۔

ہمارے وزیر مذہبی امور ہیں۔ ہم تقریر کے اختتام پر ان سے کچھ باتیں کریں گے۔ ان سے بھی کچھ دو دو ہاتھ ہوں گے۔ آج آگئے ہیں نا یہ کچھ باتیں ہوں گی تھوڑی سی اس لئے کہ ہمیں یاد ہے۔

یوم حسینؑ کی ان کی تقریر جو انہوں نے یہاں شاندار اور ایمان افروز تقریر کی تھی۔ وہ ہمیں یاد ہے اور پھر دو محرم سے یہاں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ بھی ہم کچھ یہاں بیان کریں گے لیکن اختتام پر۔ ہم ذرا اپنے مضمون سے بھی مسلسل ہونا چاہتے ہیں اسے لئے یہ ذہن میں رہے آپ کے۔ عزیزان محترم! اس بات کو پیش نگاہ رکھنا چاہیے اس بات کو دیکھنا چاہیے علیؑ کہتے ہیں بتا قرآن کی آیت کھول کر بتاؤں یا آیت خود پڑھ کر علیؑ کو سلام کرے۔ کہا مولاؑ آیت تو ہمیشہ آپ کو ہی سلام کرتی آئی ہے آخر۔ آیت دیکھیں ادبی جملہ ہے یہ علمی نہیں ہے۔ ادبی۔ فقہی نہیں اہل ادب حضرات اس جملے کو سمجھیں گے۔ یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا ہوا۔ میں خوبصورت الفاظ بارگاہ مولاؑ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مولا! ظاہر ہے آیت آپ کو سلام نہیں کرے گی تو کسے کرے گی اس لئے کہ آیت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہوتی تھی قلب رسولؐ پر۔ رسولؐ میں۔ شہر علم تو جبرائیلؑ آتے تھے شہر میں۔ آخر فرشتہ تھا معصومؑ تھا کوئی اور تو تھا نہیں جو دروازہ چھوڑ کر آجاتا۔ دروازہ چھوڑ کر آجاتا۔ دروازہ چھوڑ کر آجاتا(نعرہ حیدری) یاعلیؑ یاعلیؑ)(صلوٰۃ)

تو مولاؑ مجھے تو کوئی تعجب نہیں ہوگا ایسا اگر کہ آیت آپؑ کو سلام کرے۔ اس لئے کہ آیت لانے والا دروازے سے آتا تھا تب بھی پہلے آپؑ کو سلام کرتا تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں آیت پیش کرکے جاتا تھا تو واپسی پر بھی آپؑ کو سلام کرتا تھا۔ یعنی اگر چوبیس ہزار مرتبہ رسولؐ اللہ پر آیا ہے جبرائیلؑ تو اڑتالیس ہزار مرتبہ آپؑ کو سلام کیا ہے۔ آتے ہوئے بھی علیؑ کو سلام جاتے ہوئے بھی علیؑ کو سلام۔ یا علیؑ یا علیؑ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

حضور توجہ سارے احباب کی سارے اہل علم کی سارے دوستوں کی تاحد نظر مولاؑ چشم بد سے محفوظ رکھے اس تاریخی اجتماع کو۔ اس پر آپ حضرات کی توجہ۔ بالکل اس بنیاد میں نے کہا نا اپنی کتابوں کو بنیاد بناؤ نہ ہماری کتابوں کو اتھارٹی سمجھو۔ قرآن تو

سب کے لئے محکم ہے نا مسئلہ ہے شریعت کا عنوان ہے" شریعت اور شیعت' اس عنوان پر ایک بحث دے چکا ہوں دوسرے بحث پر آرہا ہوں توجہ آپ کی چاہتا ہوں پوری توجہ پوری ذہنی توانائیاں۔

حکومت آئی علیؑ کے پاس حکومت چل کر علیؑ کے پاس آئی مسئلہ کس نے پوچھا تھا۔ غیر مسلم نے مسئلہ پوچھا تھا اسلام دشمن نے۔ سوال کس کی عزت کا تھا حاکم کی عزت کا نہیں تھا۔ اسلام کی عزت کا تھا (اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر!) مسئلہ اسلام کی عزت کا تھا۔ اگر قرآن سے کافر کا پوچھا ہوا مسئلہ بیان نہ کیا جاتا۔ تو حرف کس پر آتا؟ حرف کس پر آتا؟ قرآن پر۔ بات کس پر آتی؟ قرآن پر۔ توہین کس کی ہوتی۔ قرآن کی۔ کس کی ہوتی؟ قرآن کی۔ قرآن کی۔

سائل سے قرآن لیا علیؑ نے۔ اللہ میں قربان ہو جاؤں۔ علیؑ تیری بصیرت کے۔ کتنے جاہل ہیں لوگ۔ کتنے بے بصیرت ہیں لوگ۔ جو یہ نہیں سمجھتے کہ علیؑ سے زیادہ اہل بصیرت تو کوئی دنیا میں تھا ہی نہیں۔ کتنے جاہل ہیں لوگ۔ جو علیؑ کی سیاسی بصیرت کی قائل نہیں ہیں۔ یہ جملہ میں نے معترضہ کہا ہے جو علیؑ کی سیاسی بصیرت کے قائل نہیں ہیں علیؑ کی سیاسی بصیرت تو اسی منزل پر نظر آگئی کہ مسئلہ پوچھنے والا قرآن لیکر آیا نا۔

اگر علیؑ چاہتے تو اپنے طاق میں رکھا ہوا۔ اپنا ترتیب کیا ہوا قرآن اٹھا کر بھی مسئلہ کا جواب دے سکتے تھے۔ جواب تو مل جاتا مگر دشمن تو کہہ دیتا کہ جو ہمارا قرآن تھا اس میں مسئلہ نہیں تھا۔ جو علیؑ کا قرآن تھا اس میں مسئلہ موجود تھا نہیں۔ سائل ہی سے قرآن لیا اپنے ترتیب شدہ قرآن سے مسئلہ حل نہیں کیا آیت کھول کر بتایا کہ یہ آیت تو نے نہیں پڑھی۔

کہا مولاؑ سورہ زخرف کی پچیسویں آیت ہے۔ میں نے بار بار پڑھی ہے۔ بار بار نظر سے گزری ہے۔ کہا یہیں تو قیصر روم کے مسئلے کا حل موجود ہے۔ اب نظر آرہا ہے کہا ہاں مولاؑ (اب بہت توجہ)

ہاں مولٰاؑ اب نظر آرہا ہے۔ اب نظر آرہا ہے۔ کہا تب کیوں نظر نہیں آرہا تھا۔ مسلمان کہتے ہیں جھوٹ مت بول اقرار کر۔ جب تک تخت پر بیٹھا تھا نابینا ہو گیا تھا۔ اب بوریے پر آیا ہے آنکھیں کھل گئیں (یاعلیؑ! یاعلیؑ! یاعلیؑ) اندازہ فرمائیں غور فرمائیں نتیجہ لائیں (نعرے) دنوں ہاتھ بلند کر کے آخری آدمی تک۔

حضور محمود رضوی صاحب۔ محمود الحسن نقوی صاحب۔ سارے اہل قانون، اہل علم، اہل ادب تمام احباب یہاں بیٹھے ہیں میرے بھائی وزیر مذہبی امور بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ علما بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ نوجوان بھی یہاں موجود ہیں۔ پوری ذمہ داری سے شریعت اور شیعیت پر گفتگو کر رہا ہوں لیکن میں نے صرف یہ داد لینے کے لئے یہ جملہ نہیں کہا میں تو جواب کہنا چاہتا ہوں۔

عزیزان محترم! شریعت پر اگر مولٰاؑ نے مجھے طاقت دی اور سرکار ابو لفضل عباسؑ نے کرم فرمایا۔ جیسا کہ وہ کرم فرمارہے ہیں۔ میری اتنی شدید مصروفیات کے باوجود بھی تو یقیناً اس امام بارگاہ کی تاریخ کا اس عشرہ کا سب سے بڑا جملہ میرے بھائی حنیف سولجر پہنچا دینا۔ ارباب اقتدار تک یہ جملہ اس لئے کہ عنقریب یا جلد شریعت پر بحث شروع ہونے والی ہے۔ اقتدار بچانے کے لئے لوگ شریعتوں کی باتیں کرنے والے ہیں۔ آپ ذمہ دار ہیں میرے بھائی ہیں۔ پہنچا دینا کہ حسینؑ کے کسی غلام نے پیغام دیا تھا۔

آپ غور کریں اس جملے پر شریعت کا مسئلہ پوچھا تھا قیصر روم نے۔ علیؑ نے حل کر دیا نا۔ حاکم کوئی بھی تھا تخت پر۔ کوئی بھی تھا۔ حکومت کسی کی بھی تھی۔ مسئلہ شریعت کا علیؑ نے حل کیا۔ تو بھائی ہمیں الزام نہ دیا کرو ہم اختلاف نہیں کرتے ہم گنتی کے اعتبار سے علیؑ کو پہلا یا چوتھے خلیفہ میں تقسیم نہیں کرتے۔ بلکہ ہم تو قرآن اور حدیث سے یہ ثابت کر رہے ہیں۔ حکومت کسی کی رہی ہو۔ شریعت علیؑ کی چلی ہے۔ کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ کوئی فاصلہ نہیں ہے (نعرے) یہ پیغام ہے میرے بھائی ذمہ داری سے پہنچا دینا (نعرے) اتنی ہی بلند آواز سے صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

شریعت غیر معصوم کی نہیں ہوسکتی۔ شریعت جب بھی ہوگی۔ معصومؑ کی ہوگی۔ تو اس زمانے میں (بڑی توجہ عزیزان محترم) ہم اہل علم ہیں۔ اہل ظرف ہیں۔ باب علم کے بھکاری ہیں۔ علم سے گفتگو کرتے ہیں۔ وہ شریعت کے اعلیٰ پیمانوں پر ہوتی ہے قرآن کی روشنی میں گفتگو کررہے ہیں۔

"شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا" ہم نے وہی شریعت تمہارے لئے مقرر کی ہے جو ہم نے جناب نوحؑ کے لئے مقرر کی تھی۔

"والذی اوحینا الیک" اے میرے حبیبؐ اسی شریعت کی وصیّت ہم نے تمہاری طرف کی ہے۔

"وما وصینا به ابراهیم وموسٰی" اور اسی شریعت کی وصیّت ہم نے ابراہیمؑ کو بھی کی ہے۔ موسیٰؑ کو بھی کی۔ عیسیٰؑ کو بھی ایک ہی شریعت ہے کوئی تبدیلی نہیں شریعت میں۔ غور فرمارہے ہیں آپ۔ جب شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے تو فرقے کیوں؟ کون ہٹا شریعت سے؟ (توجہ! توجہ! سوال کررہا ہوں؟) فرقہ بندی کیوں؟ (صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند محمدؐ و آل محمدؐ پر)

بتائیں جب شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ تو کون ہٹا قرآن کے راستے سے؟ کہاں سے تفسیر آئی؟ کہاں سے تبدیلی آئی؟ میں حوالہ دے رہا ہوں جب سورہ مبارکہ شوریٰ بیالیسواں سورہ ہے قرآن مجید کا تیرھویں آیت ہے۔ یہ قرآن مجید کی۔ جہاں مکمل پانچوں انبیاء جو صاحب شریعت ہیں ان کے نام لیکر کہا اس کے بعد یہ بھی کہا۔

"وصینا به ابراهیم وموسیٰؑ وعیسیٰؑ" اور اسی شریعت کی تعلیم ہم نے ابراہیمؑ کو بھی دی۔ اسی شریعت کی تعلیم موسیٰؑ کو بھی دی۔ اسی شریعت کی تعلیم عیسیٰؑ کو بھی دی۔ اور کیا تھی یہ شریعت؟ بھائی سنیں کیا تھی یہ شریعت؟

ان اقیمو االذین ولا تتفرقوا فیه ط (This is the basic point) کیا یہ تھی تعلیم؟ دین کو قائم کرو۔ اور دین میں اختلاف نہ کرو۔ آپ نے دیکھا معصوموںؑ

کو جو اللہ نے حکم دیا نا۔ معصوم نبیوں کو وہ دین کے قائم کرنے کا حکم دیا فرقوں کے نہیں۔ یاعلیؑ! یاعلیؑ! یاعلیؑ! (صلوٰۃ بھیجیں نا)

تو میں عرض کروں بڑی اہم تقریر ہے کوئی ذہن ادھر اُدھر نہ ہو اس مسئلے پر اس لئے کہ کل سے انشاء اللہ ہم اس تقریر کے پانچویں مرحلے میں داخل ہو رہے ہیں۔ جہاں ہم فیصلے دیں گے شریعت پر۔ اس لئے آج ہم اس گفتگو کو اس نتیجے پر لا رہے ہیں۔ کیا وصیّت کی؟ ہم نے ایک سو انتھر سال (169 Years) مکمل ہم نے وصیّت کی ہے۔ ابراہیمؑ کو اسی شریعت کی (بہت توجہ) ساڑھے نوسو برس ہم نے وصیّت کی نوحؑ کو اسی شریعت کی۔ غور کرتے جائیں فکر کرتے جائیں۔ اور ان سب کے پیغام کا خلاصہ ہمارے پیش نگاہ کیا تھا؟

"ان اقیموا الدین" دین قائم کرو فرقہ نہ بناؤ۔ دین قائم کرو **"ولا تتفرقوا"** اور اس دین میں افتراق نہ کرو۔

دوستو عجیب فیصلہ! قرآن سے لینے جا رہا ہوں مجھے معاف کر دینا کہ میں قرآن میں تفسیر بالرائے نہیں کر سکتا۔ خون سیادت کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے۔ اللہ! اللہ! داد لینے کے لئے میں تفسیر بالرائے نہیں کروں گا۔ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) مجھے معاف کریں گے آپ اس منزل پر کہا تھا۔

"ان اقیموا الدین" دین قائم کرو **"ولا تتفرقوا"** اور دیکھو اس دین میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔ دین میں افتراق نہیں ہونا چاہیے۔ دین میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے کوئی فرقہ نہیں ہونا چاہیے۔ بالکل اختلاف نہیں ہونے دینا۔ میرے معصومؑ نبیوں۔ اس دین میں اختلاف نہ ہونے دینا۔

چاہے مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے یاعلیؑ! یاعلیؑ! یاعلیؑ! میرے مولاؑ! نہیں بیدار کر جو میں جملہ کہا کروں کہ یہ قران کی آیت ہے میں اس میں خطابت نہیں ڈال سکتا۔ دیکھو میرے نوحؑ اے ابراہیمؑ اے موسیٰؑ اے میرے رسولؐ اے عیسیٰؑ دین میں تفریق نہ کرنا تفریق نہ کرنے دینا۔ کسی کو تم بالکل بھی اس دین میں تفریق نہ کرنا۔

چاہے مشرکوں کو کافروں کو کتنا بھی ناگوار گزارے۔ کتنا بھی ناگوا گزرے۔ یہ مشرکین کتنا بھی شور مچائیں دین میں تفریق نہ کرنا۔

یہ کتنے بھی جھنڈے اٹھائیں دین میں تفریق نہ کرنا۔ یہ کتنے بھی جلوس نکالیں دین میں تفریق نہ کرنا۔ یہ کتنا بھی بلیک میلنگ (Black Mailing) کریں دین میں تفریق نہ کرنا۔ ایک دہشت گرد تنظیم کے ایک ووٹ کی خاطر قومی اسمبلی میں اپنا اقتدار بچانے کے لئے دہشت گرد تنظیم کے رہنما سے مذاکرات کر کے شریعت کی توہین نہ کرنا۔

خدارا غور فرمائیں کس شریعت کی باتیں کر رہے ہیں آپ۔ ملاقاتیں کر رہے ہیں میٹنگ (Meetings) کر رہے ہیں دہشت گردوں سے۔ اسلام دشمنوں سے۔ پاکستان دشمنوں سے۔ پاکستان بنانے کے ٹھیکیدار ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور دیوبند (School of Thought) سے مذاکرات کرتے ہو (نعرے)

باتیں دین کی یہ دین نہیں ہے دین کے ساتھ مذاق مت کرو۔ یہ دین ہے اللہ کا دین ہے۔ یہ دین سلامتی کا دین ہے۔ یہ استحکام کا دین ہے۔ یہ امن کا دین ہے۔ یہ صلح کا دین ہے۔ یہ آشتی کا دین ہے۔ یہ حق کا باطل سے جدا کرنے کا دین ہے۔ پتہ نہیں آپ کیا سن رہے ہیں۔ آپ نے دین پڑھا بھی ہے یا صرف ایمر جنسی میں کلمہ ہی پڑھ لیا۔ ریمیبر جنسی میں کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکے۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! سمجھا بھی ہے (نعرہ حیدری) سمجھا بھی ہے دین کو۔ آپ نے دین کے (Fudamentals of Dean) اردو میں کہوں گا تو زیادہ سمجھو گے۔

جو دین اسلام کے قرار داد مقاصد ہیں نا جنہیں اس کا علم ہی نہیں۔ انہیں دین کا نام لینے کا حق ہی نہیں ہے۔ پاکستان کے قرار داد مقاصد کا جنہیں علم نہیں ہے۔ انہیں پاکستان میں کسی عہدے پر فائز رہنے کا حق حاصل ہی نہیں ہے۔ جنہیں پتہ ہی نہیں کہ قرار داد مقاصد کیا ہوتی ہے؟ تو جنہیں دین کے قرار داد مقاصد ہی کا پتہ نہیں کہ یہ دین آیا تھا کیوں؟

بہت توجہ! بہت توجہ! جنہیں دین کے قرار داد مقاصد کا علم نہیں ہے وہ دین کی شاخوں میں کہاں جھول رہے ہیں۔ دین کی ٹہنیوں سے کہاں کھیل رہے ہیں (صلوٰۃ) جملہ عرض کررہا ہوں۔ پڑھو پہلے 1940ء کی قرار دادیں۔ پڑھو پہلے 1902ء سے لیکر 1946ء تک قرار دادیں تب تمہیں پتہ چلے گا کہ پاکستان کیا ہے؟۔

تمہیں تو ابھی پاکستان کی تشکیل کے مقصد کا پتہ نہیں ہے۔ اگر تمہیں تشکیل پاکستان کے مقاصد کا پتہ ہوتا۔ تم میں حمیّت محبت پاکستان ہوتی۔ تو پاکستان کے کسی مخالف کو کلیجے سے لگا کر اسمبلی میں نہ بٹھاتے (توجہ ہے نا عزیزان محترم) یہ کوئی دین نہیں ہے۔ یہ کوئی دین نہیں ہے (صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند محمدؐ و آل محمدؐ پر)

یہ کوئی اسلام نہیں ہے۔ کیا اس کے بعد بھی غور کریں گے آپ اس جملے پر۔ یہ Important اور اہم ترین تقریر اس شہر کی ہے۔ آج اس لئے میں ریلے کررہا ہوں۔ تاکہ یہ ایک ایک ذہن تک پہنچے اور بہت دور تک یہ آواز جائے اور دنیا کو پتہ چلے کہ دین کیا ہے؟۔

دنیا کو پتہ چلے کہ پاکستان کیا ہے؟

یہ دین شریعت پر قائم ہے۔ شریعت عصمت پر قائم ہے۔ عصمت قرآن پر قائم ہے۔ قرآن علیؑ پر قائم ہے۔ میں کہہ تو گیا۔ کہہ تو گیا۔ یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! (نعرے) میں فلسفہ تو بیان کر گیا دوستو! نہیں! نہیں! ایسے نہیں۔ بلند ترین پہلے صلوٰۃ بھیج کر سانس لے لیں۔ پھر نعرہ اس کے بعد جب آگے جملہ کہونگا۔ کیوں؟ مجھے بتایئے۔ آیئے بحث کریں (Debates) کررہے ہیں۔ علمی گفتگو ہے بات ہورہی ہے۔ بات کیجئے ان مجلسوں سے۔ علم کا رزق ملتا ہے۔ ان مجلسوں سے یہاں منافرت نہیں ملتی۔ یہاں نفرتیں نہیں ملتیں۔ یہاں تو ایک تمیز ملتی ہے۔ اور اس تمیز کا نام ہے۔

قرآن کی ایک آیت **"یستوی الخبیث والطیب"** (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۰) ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوسکتے۔ چاہتا ہوں اس کی تشریح کروں لیکن پھر دوسری آیت پڑھتا ہوں۔ آیت وہاں ضرور پڑھتا ہوں جہاں ضروری سمجھتا ہوں کہ

آیت پڑھنا چاہئے۔ غیر ضروری آیتیں پڑھنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن جہاں ضرورت ہے وہاں آیت ضرور پڑھوں گا۔ دیکھیں معیار کیا ہے دین کا؟

لا یستوی الخبیث والطیب

قرآن نے معیار مقرر کیا ہے۔ میری کتاب نے نہیں۔ میرے مولوی نے نہیں۔ میرے مجتہد نے نہیں۔ میرے محدث نے نہیں میرے مفسر نے نہیں۔ قرآن کا معیار۔ خبیث اور طیب برابر نہیں ہوسکتے یعنی ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوسکتے۔ یہ قرآن نے معیار مقرر کیا ناں ابھی بھی نہیں سمجھے۔ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔ یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! اور بات کو واضح کروں۔

شریعت کی بنیاد کس پر رکھو گے علم پر یا جہل پر (یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! توجہ۔ توجہ۔ بہت توجہ دوستو) شریعت کی بنیاد مجھے بتایئے نا شریعت کی بنیاد کس پر رکھوگے۔ شیخ رشید بتائیں گے کہ شریعت کیا ہے؟ چوہدری شجاعت بتائیں گے کہ شریعت کیا ہے؟ یہ بتائیں گا کہ شریعت کیا ہے؟ ان کے ذریعے سے شریعت۔ بہت توجہ۔ نہیں۔ میں بات ہی کہہ دیتا ہوں نا۔ بہت ذمہ دار میرا بھائی بیٹھا ہے۔ بہت دور تک بات کو پہنچا دے گا۔ انشاء اللہ دیانت دار سولجر بھائی ہے ڈرتا تو ہی نہیں۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! ڈرتا تو ہے نہیں۔ میرا دلیر بھائی ہے۔ اس لئے میں جملہ واضح ہی کردیتا ہوں نا۔ بات چھوڑیں شیخ رشید کی اور چوہدری شجاعت کی کہ کون لائے گا شریعت؟ مولانا سمیع الحق کے ذریعے سے شریعت لاؤ گے۔ آیہ شریعت کے سب سے بڑے ٹھیکیدار ہیں یہ کتنے پابند ہیں۔ ارے یہ تو شریعت سے خود خارج ہیں اس لئے کہ ان کے باپ نے مرتے وقت یہ وصیّت کی تھی کہ میرے بیٹے کو میری نماز جنازہ پڑھانے نہ دینا ورنہ میں جہنم میں چلا جاؤں گا۔ (توجہ ہے نا)

یہ ہے تاریخ۔ یہ ہے تاریخ (نعرے) سارا مجمع ملکر اس نعرہ کا جواب تاریخی دے۔ (صلوٰۃ) عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔ مجھے بتائیں شریعت کا علم جہل کی بنیاد پر نسب کروگے یا علم کے مینار پر۔ پانچ دنوں میں مسلسل پوچھوں گا یہ بات۔ اب یہ

پوچھنا میری ذمہ داری ہے اس لئے کہ شریعت تمہاری اسمبلیوں کے ذریعے سے نہیں آئی۔ تمہارے الیکشن کی وجہ سے نہیں آئی۔ تمہاری وزارتوں کی وجہ سے نہیں آئی۔

شریعت آئی ہے۔ تمہیں کیا پتا شریعت کیا ہے؟ شریعت نہ قومی اسمبلی کا نام ہے۔ شریعت نہ صوبائی اسمبلی کا نام ہے۔ نہ وزارتوں کا نام ہے۔ نہ آرڈیننسوں کا نام ہے۔ نہ صدارتوں کا نام ہے۔ جو سترہ کو کچھ اور ہوا۔ اٹھارہ کو کچھ اور ہوا۔ نہیں ۱۹ کو کچھ اور ہوا۔ بیس کو کچھ اور ہو۔ بائیس کو کچھ اور ہو۔ ۱۷ کو چلے ۱۸ کو ٹوٹ جائے۔ اٹھائیس کو بحال ہو جائے۔ جو ٹوٹتی پھوٹتی رہے وہ شریعت نہیں شیطنت ہے۔ توجہ ہے نا (نعرے)

آج تاریخ کے فیصلے لو یہ ہے شریعت۔ یہ نہیں ہے شریعت۔ شریعت نام ہے سنو۔ شریعت کا نام ہے آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک کے معصومؑ نبیوں کی محنت معصومانہ کا۔ اور عیسیٰؑ سے لیکر خاتم النبین رحمت العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ قربان میرے رسُولؐ پر۔ میری جان قربان میرے رسولؐ پر۔ ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جو عزت ہے وہ...... مصطفیٰؐ کا صدقہ ہے۔

کسی کی کوئی عزت نہیں تھی۔ عرب میں سب بے عزت تھے۔ کوئی عزت دار نہیں تھا۔ عرب میں سب ابو جہل تھے۔ ابو لہب تھے۔ عتبہ تھے۔ شیبا تھے۔ لیٹرے تھے۔ جاہل تھے۔ کافر تھے۔ بت پرست تھے۔ صحراؤں میں اونٹوں کو بیٹھا دیتے تھے۔ اونٹ کی کوہان پر شمع جلا دیتے تھے۔ خود اونٹ کے پیچھے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ قافلہ والے سمجھتے تھے کہ منزل یہی ہے۔ وہیں قافلوں کو لوٹ لیا کرتے تھے جبھی تو پیکر نقوی نے کہا تھا کہ

لٹیروں نے جنگل میں شمع جلا دی
مسافر یہ سمجھا کہ منزل یہی ہے

منزل یہی ہے۔ منزل یہی ہے۔ اس طرح لوٹا گیا ہے ملت مسلّمہ کو (نعرے)
کل بتاؤں گا کہ شریعت کیا ہے۔ نئی چیز ہے شریعت۔

اقیمو االدین ولا تتفرقوا فیه دین قائم کرو۔ اس میں افتراق نہ کرو۔ اس میں اختلاف نہ کرو۔ دین قائم کرو۔ دین اب میں ایک جملہ کہہ رہا ہوں اگر شریعت کو شیعیت کے آئینے میں سرچ لائٹ کی طرح آج دیکھنا چاہتے ہو تو ایک جملہ سمجھ لینا۔ نوحؑ سے لے کر خاتم النبیینؐ تک کے پانچ جلیل القدر صاحبان شریعت کو قران کی آیت میں جو پیغام دیا گیا وہ دین قائم کرنے کا دیا گیا تا۔

دین قائم کرو دین۔ فرقے نہیں۔ کائنات کے ذہین ترین انسان نے چلا کر اجمیر کی دھرتی سے کہا۔ دین است حسینؑ (نعرے) تو پھر آدمؑ کا پیغام بھی حسینؑ۔ نوحؑ کا پیغام بھی حسینؑ۔ اور ابراہیمؑ کا پیغام بھی حسینؑ۔ اسماعیلؑ کا پیغام بھی حسینؑ۔ عیسیٰؑ کا پیغام بھی حسینؑ۔ مجتبیٰؑ کا پیغام بھی حسینؑ۔ قرآن کا پیغام بھی حسینؑ۔

اب اس حسینؑ کے مقابلے میں آنے والے یعنی حسینؑ کے امام بارگاہوں کو جلانے والے یا بفرزون میں باب النجف کی سبیل حسینؑ کو آگ لگانے والے۔ یہ یقیناً شیطانوں کی اولادیں ہیں مسلمانوں کی نہیں (نعرے) کون کر رہا ہے اختلاف؟ کیا اب تک ایکشن لیا گیا ہے؟ آئی جی سے میں نے بات کی ہے۔ کمشنر سے میں نے بات کی ہے۔ آج وزیر مذہبی امور آپ تشریف لائے ہیں آپ کے جذبہ ایمانی کا میں قائل ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ آج ہی اس کا نوٹس لیں گے۔ دیکھیں گے کہ یہ شرپسند عناصر آج سے شرارت کا آغاز کر کے عشرہ تک کیا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ تو حسینؑ کی سبیل ہے۔ ارے سیاسی جلسوں جلوسوں میں پانی کی سبیلیں لگالو کوئی اعتراض نہیں کرتا (نعرے) مجمع اکٹھا کرنے کے لئے راولپنڈی سے اٹک تک ماتم کرتے چلے جاؤ۔ تم معزول ہوگئے۔ اسمبلی ٹوٹ گئی پانی پیو۔ آپ غور ہی نہیں کر رہے کس سے باتیں کر رہے ہو (نعرے) کوئی آگ نہیں لگاتا کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ حسینؑ کی سبیل لگاتے ہیں۔ مسلمان تو ہمارے بھائی ہیں۔ ہندو بھی آئے تو پیئے یہ حسینؑ کی سبیل ہے۔ مُشرک بھی آئے تو پیئے حسینؑ کی سبیل ہے۔

حنیف سولجر صاحب آپ نے اس بارگاہ میں کہا تھا کہ جب تک میں وزیر مذہبی

امور ہوں۔ تو حسینؑ دشمن طاقتیں یہ سن لیں کہ میں انکا سر کچلنے کے لئے کافی ہوں۔ چاہے میری وزارت رہے نہ رہے۔ میری جان وزارتیں آنی جانی چیزیں ہوتی ہیں۔ حسینیتؑ بڑی عجیب چیز ہے۔ حقیقت ابدی ہے "مقام شبیرؑ کی"۔

"بدلتے رہتے ہیں۔ انداز کوفی وشامی" تاریخ میں امر رہنا چاہتے ہو تو وزیر رہنے کی کوشش نہ کرو۔ حسینیؑ بننے کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ تاریخ میں وہ ایک زندہ رہ گیا۔ جو دولاکھ کی لشکر سے حر بن کر آیا تھا۔ حسینؑ کی طرف دولاکھ کے لشکر سے حر بن کر آیا تھا۔

حنیف سولجر صاحب موؑلا تمہیں سلامت رکھے۔ تمہاری عزتوں کو سلامت رکھے تمہارے اقبال کو سلامت رکھے میں منافقت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ تم جانتے ہو میری جو آواز ہوتی ہے۔ دل کی گہرائیوں میں ہوتی ہے۔ میں تمہیں بتاؤں دولاکھ لشکر تھا کربلا میں۔ شب عاشور جو کربلا کی لشکر کا سردار تھاناں۔ اس کا نام تھا عمر بن سعد ابن ابی وقاص وہ بھی تڑپا ہے اس رات۔ اس کے بھی ضمیر اور نفس میں جنگ ہوئی ہے۔ اس کا ضمیر کہتا تھا رسولؐ کا بیٹاؑ ہے اسے قتل نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا نفس کہتا تھا۔

ارے حکومت ہے۔ بادشاہ کی خوشنودی ہے۔ بادشاہ خوش ہو جائے گا۔ حسینؑ کو قتل کردو۔ اور ادھر حُر بھی تڑپا اپنے بستر پر۔ حُر کا نفس کہتا تھا سپہ سالاری ہے۔ سرداری ہے۔ پانی ہے۔ اسلحہ ہے۔ بیٹا ہے۔ بھائی ہے۔ غلام ہے۔ نوکر ہیں چاکر ہیں۔ بیوی ہے۔ عیش ہے۔ آرام ہے۔ اگر حسینؑ کو قتل کردیا اس کا ضمیر کہتا تھا رسولؐ کا بیٹاؑ ہے۔ فاطمہؑ کا لال ہے۔ علیؑ کا لخت جگر ہے۔ جس نے کوئی قصور نہیں کیا ہے اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔

میرے بھائی حنیف سولجر یہ جملہ میں تمہاری نذر کررہا ہوں۔ چونکہ آئے ہوئے حسینؑ کی بارگاہ میں ہو۔ جو بھی آئے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جایا کرتا۔ صبح عاشور کے سورج نے فیصلہ دیا ہے کہ نفس اور ضمیر کی جنگ میں مولوی ہار گیا سولجر

جیت گیا۔ وہ سپاہی تھا۔ اٹھا آفتابہ طلب کیا پانی منگوایا۔ وضو کے لئے غلام نے چلو میں پانی ڈالا۔

خیمے کی پشت سے کسی بی بیؑ کے رونے کی آواز آئی حر! حر! میرے بچے تین دن سے پیاسے ہیں اور تو پانی زمین پر بہا رہا ہے۔ حُر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اسے کوئی نظر نہ آئی بی بیؑ آواز دینے والی۔ سوچا شاید میرا وہم ہوگا۔

میری ماں بہنیں یہ جملہ سن لیں مولاؑ تمہیں سلامت رکھے۔ یہ خالص مامتا کا جملہ ہے مراد اس کی اتنی قدر نہ کر سکیں مومنات اس کی قدر کریں گی۔ دوسری آواز آئی ہے اس بی بیؑ کی۔ وہ آواز کیا تھی مامتا کی تڑپ تھی۔ وہ بیؑ بی کہتی تھی۔ حر! پھر وضو کر لینا اتنا بتادے میرے بچے نے تیرا کیا بگاڑا تھا حر میرے بچے نے تیرا کیا بگاڑا تھا۔ اب حر سمجھ گیا۔ شہزادیؑ کی آواز ہے۔ مالکانی کی آواز ہے۔ کائنات کے رسولؐ کی بیٹی کی آواز ہے۔ آفتابہ الگ پھینکا۔ اٹھا خیمے میں آیا۔

بیٹے کو بلایا کہا چلا جا۔ اپنی ماں کا کلیجہ ٹھنڈا کر۔ کہا کیوں بابا؟ کہا میں جارہا ہوں حسینؑ کی طرف۔ تیری ماں تیری جوانی کا داغ برداشت نہ کر سکے گی۔ سن لو گے خدا کی قسم اگر قیامت نہ برپا ہو تو مجھے حسینؑ کا ذاکر نہ کہنا۔ حر کا بیٹا کہتا ہے میری ماں میری جوانی کا داغ برداشت نہیں کرے گی۔ (جزاک اللہ! جزاک اللہ! مولاؑ تمہیں سلامت رکھے)

کہا اکبرؑ کی ماں لیلیٰؑ برداشت کر لے گی۔ حر نے مرحبا کہا۔ سینے سے لگایا۔ جوان بھائی نے کہا بھائی میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ کہا تو اپنی زندگی کیوں گنواتا ہے۔ مجھے جانے دے تو نہ جا۔ تو نہ جا۔ تو میرا بھائی ہے گھر والوں کا خیال رکھ لینا۔ حر کا بھائی کہتا ہے حُر کیا میں عباسؑ پر قربان ہونے کے قابل نہیں۔ (میں قربان)

ایک مرتبہ حرؑ آواز دیتا ہے اپنے غلام کو۔ اے میرے غلام تو نے میری بڑی خدمت کی ہے جا آج مجھے جنت ملی ہے۔ آج مجھے زندگی ملی ہے۔ آج میں جنت کی طرف جارہا ہوں۔ جا میں نے تجھے حسینؑ کے نام پر آزاد کیا اپنی جان بچا جہاں چاہے

جا۔ ارے ہمارے بچے قربان حُر کے غلام پر۔ سر کو پیٹ کے کہتا ہے

اچھے آقا ہو۔ ساری عمر کی خدمت کا یہ صلہ دے رہے ہو۔ جب تک جہنم میں رہے مجھے ساتھ رکھا۔ اب جنت میں جا رہے ہو تو مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ میں بھی ساتھ جاؤں گا۔ حُر کا بیٹا۔ حُر کا بھائی۔ حُر کا غلام گھوڑے پر سوار ہوئے۔ دوڑے دوڑے خیمہ حسینؑ کی طرف چلے ادھر خیمے کا پردہ ہٹا۔ حسینؑ نے آواز دی! عباسؑ! حبیبؓ! علیؑ اکبرؑ! دیکھو میرے مہمان آرہے ہیں۔ دیکھو میرے مہمان آرہے ہیں۔ عباسؑ! جی مولا دیکھو ہماری طرف سے حُر کا استقبال تم کرنا۔ حُر کے بھائی کا استقبال عباسؑ تم کروگے۔ جی مولا۔ دیکھو حُر کے ساتھ اس کا جوان بیٹا بھی آرہا ہے۔ علی اکبرؑ! حُر کے جوان بیٹے کو تم سینے سے لگانا۔

حبیب! جی مولا دیکھو، ہم تمہارے۔ تم ہمارے بچپن کے ساتھی ہونا۔ حبیب ابن مظاہر۔ ہماری زندگی۔ تم کرنا حُر کا استقبال،تم خود کرنا حُر کا استقبال۔ تم کرنا اور حُر کا ایک غلام بھی آرہا ہے۔ کہا مولا اس کا استقبال کون کرے گا؟۔ جون کو بلا لوں۔ کہا نہیں۔ حُر کے غلام کا استقبال رسولؐ کا بیٹاؑ خود کرے گا۔

ماتم کرو نا یہ وقت آیا تھا۔ یہ ہے آل رسُولؐ ۔ بھائی مجھے معاف کر دینا میں زیادہ نہیں پڑھ سکوں گا۔ لیکن ایک جملہ کہنے دینا۔ ایک جملہ مجھے ضرور کہنے دینا۔

مولاؑ آپ کو سلامت رکھے مجلس عجیب مرحلے میں داخل ہوگئی حُر کی شہادت تو نہیں پڑھ سکتا لیکن ایک جملہ ضرور کہوں گا۔ حُر دوڑا دوڑا آیا ہاتھوں کو رومال سے باندھے ہوئے امامؑ کے قدموں پر گھوڑے سے گرا۔ گر کر کہتا ہے مولاؑ وہ باگ تھامنے کی خطا بخش دیجئے۔ مولاؑ میں نے لگام فرس پر ہاتھ ڈالا تھا مجھے معاف کر دیجئے۔

حسینؑ نے حُر کو قدموں سے اٹھایا۔ حبیبؓ نے گلے سے لگایا۔ عباسؑ نے حُر کے بھائی کو سینے سے لگایا۔

اکبرؑ نے حُر کے بیٹے کو گلے سے لگایا۔ حُر کا غلام سر جھکائے کھڑا ہے۔ فاطمہؑ کا لالؑ دونوں ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے۔ آ بھائی تو میرا محسن ہے۔ تو میرا محسن ہے۔ تو میرے

گلے سے لگ جا۔ حُر کی شہادت رات میں المحسن میں پڑھوں گا رات میں سب آجانا جی بھر کے روئیں گے۔

ایک جملہ سن لو۔ ادھر حُر کا یہ استقبال ہو رہا تھا۔ اُدھر خیمہ کا پردہ اٹھا فضہ کی آواز آئی۔ حُر زہے نصیب تیرا۔ تجھے عباسؑ کی بہن زینبؑ سلام کہہ رہی ہے۔ دوڑا آیا زینبؑ کے خیمے کی چوکھٹ پر ٹکر مار کر کہا۔ اللہ! اللہ! یہ وقت آگیا۔

مجلس پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْکَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِہٖۤ اِبْرٰہِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰۤی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ؕ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ ؕ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت: ۱۳)

صلوٰۃ!

دانش مندان گرامی! حاضرین مجلس عزا! انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیر اہتمام عشرہ محرم کی پانچویں تقریر سورہ مبارکہ شوریٰ کی تیرھویں آیت کی روشنی میں ''شریعت اور شیعیت'' کے عنوان سے ہدیہ سماعت ہے۔ آپ کی محبتوں توجہات اور ذوق ایمانی پر آپ کا احسان مند ہوں:

ان مجالس میں ہمارا مرکزی خیال یہ ہے کہ افہام و تفہیم کے جذبہ کے ساتھ ملت اسلامیہ کو حقیقت شریعت سے قرآن کی روشنی میں آگاہ کیا جائے۔ مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ لغت کے ذریعے سے شرع شارع یا شریعت کے معنی تراش کر لوگوں کے ذہنوں کو گمراہ کیا جائے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ شرع، شارع اور شریعت کے لفظوں کو لغت کا سہارا دیکر اذہان ملت کو گمراہ کیا جائے۔ کہیں کہا جائے کہ اس کے معنی راستہ ہیں۔ کہیں کہا جائے کہ اس کے معنی جادہ۔ کہیں کہا جائے کہ اس کے معنی منہاج ہیں۔ کہیں کہا جائے کہ اس کی معنی صراط ہیں۔

پروردگار عالم! ذہن انسانی کو لفظوں کے الٹ پھیر میں الجھانا نہیں چاہتا وہ حکیم مطلق ہے (بڑی توجہ) پروردگار عالم! ذہن انسانی کو اس کے مقصد حقیقی کے تحت زندگی گزارنے پر آمادہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اور اس سلسلے میں اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی ایک دن کے لئے بھی، ایک برس کے لئے بھی انسان کو محتاج شرع نہیں چھوڑا۔ راستہ بھی دیا۔ جادہ بھی دیا۔ منزل بھی دی۔ ہدایت بھی عطا کی۔ روشنی بھی بھیجی۔ کتابیں بھی بھیجیں۔ صحیفے بھی بھیجے۔ معجزے بھی بھیجے۔

جس طرح سے بھی انسان نے اطمینان چاہا اس **"ارحم الراحمین"** نے اطمینان انسانی کے لئے سب کچھ کیا۔ اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اس کی بے نیازی نے انسان کو سزا نہیں دی بلکہ یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

انا هدينه السبيل اما شاكرا واما كفوراo (سورہ دہر آیت ۳)

ہم نے تو تمہارے لئے راستے کی ہدایت کر دی ہے اور تم پر چھوڑ دیا ہے کہ چاہے شکر کرو چاہے کفر کرو۔ یہ ہے پورا پورا خلاصہ (صلوٰۃ)۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! یہ وہ منزل فکر ہے عزیزان محترم! جسے علمی انداز میں۔ فکری انداز میں۔ فراغ دلی کے ساتھ وسیع القلبی کے ساتھ ملت کو محسوس کرنا چاہئے۔ شریعت کو ضد کا مسئلہ نہ بناؤ۔ بس مجھے یہ کہنا ہے جو میں کل کی مجلس میں عرض کر رہا تھا۔ شریعت کو ضد کا مسئلہ نہ بناؤ۔ شریعت دین ہے۔ شریعت تمہارے لئے فلاح کا راستہ مقرر کرتی ہے۔ شریعت تمہارے لئے فلاح کا راستہ مقرر کرتی ہے۔

شریعت اس نے کسی ضدی آدمی کے ذریعے سے نہ بھیجی نہ نافذ کرائی (صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند) اس لئے کہ جہاں ضد ہے وہاں جہل ہے۔ یا علیؑ! یا علیؑ! جہاں جہل ہے وہاں فساد ہے۔ جہاں فساد ہے وہاں سلامتی نہیں ہے وہاں اسلام نہیں۔ جہاں اسلام نہیں وہاں دین نہیں۔ جہاں دین نہیں وہاں کفر ہے۔ جہاں کفر ہے وہاں کوئی راستہ انسانیت کے لئے ایسا نظر نہیں آتا جو اسے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔

شریعت کا کام ہے انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا اس لئے اس نے شروع ہی سے اعلان کیا۔

"شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا" ہم نے شریعت سب سے پہلے نوحؑ کو عطا کی اس کی وصیت۔ اب ایک جملہ ہے آج ذرا سا اس کی ابتدا میں اگر غور فرمائیں۔ بہت بلند ہو کر۔ بزرگ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ سارے اہل علم ہیں نوجوان دوست۔ ذرا سا ذہنوں کو بلند کریں گے۔ مشکل سا مسئلہ۔ لیکن ہے ایک دو جملوں ہی کا۔ بات واضح ہو جائے گی۔ اس میں ایک لفظ ہے دوستو۔

"شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا" ہم نے دین کے معاملے میں تمہارے لئے وہی راستہ وصیت کیا ہے۔

"ماوصی به نوحا" جس کی وصیّت ہم نے نوحؑ کو کی تھی۔ جو لوگ فلسفہ وصیّت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں۔ حضور جو لوگ فلسفہ وصیّت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ وصیّت ہمیشہ پہلے والا بعد میں آنے والے کو کرتا ہے (میں تو کہہ گیا جملہ۔ عزیزان محترم صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) پہلے ولا وصیّت ہمیشہ سینئر جونیئر کو کرتا ہے بزرگ اپنے فرد کو کرتا ہے۔ باپ اپنے بیٹے کو کرتا ہے۔ اوّل آخر کو کرتا ہے۔ یہاں وصیّت کا لفظ استعمال کیا گیا۔

پہلے مرحلے میں نوحؑ کو ہم نے وصیّت کی (بڑی توجہ) نوحؑ کو ہم نے وصیّت کی تھی تو وصیّت ہمیشہ بڑا چھوٹے کو کیا کرتا ہے۔ پہلے والا بعد والے کو کیا کرتا ہے۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ صرف نوحؑ پہلے صاحب شریعت نہیں ہیں۔ نوحؑ کو تو کسی نوحؑ کے بڑے نے وصیّت میں شریعت دی تھی۔ توجہ ہے نا......

یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! ایسے نہیں بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

ذرا سا غور فرمائیں **"ماوصی به نوحا"** اب دیکھیں یہاں سے لفظ پلٹا ہے آیت میں۔ یہاں سے پھر معنی بدلے اور ایک عجیب منزل پر گفتگو یہاں آئی ہے اسی آیت کے اس حصے میں **"شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا"** ہم نے

وصیّت کی تھی نوحؑ کو۔ کس نے کی تھی؟ اللہ نے وصیت کی تھی۔ اللہ وصیّت نہیں کیا کرتا۔ امر کیا کرتا ہے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

ہم بڑے قریب آرہے ہیں اپنی منزل سے۔ اگر آپ کہیں کہ صاحب اللہ نے وصیّت کی تھی۔ نہیں اللہ وصیّت نہیں کرتا۔ اللہ حکم دیتا ہے۔ اللہ امر کرتا ہے۔ یہاں لفظ وصی ہے **"شرع لکم من الدین وماوصی به نوحاً"** ہم نے وصیّت کی تھی نوحؑ کو اور اس کے فوراً بعد۔

عزیزان محترم **"والذین اوحینا الیک"** اور میرے حبیبؐ خطاب کس سے کیا جارہا ہے؟ رسولؐ سے خطاب کیا جارہا ہے۔ حبیبؐ اب نوحؑ اور تم برابر نہیں ہو۔ نوحؑ کو وصیّت کی تھی تمہارے ذریعے سے **"اوحینا الیک"**۔ لیکن وحی ہم نے کی ہے۔ شریعت کی تم پر نوحؑ کے لئے وصیّت ہے۔ محمد مصطفیٰؐ کے لئے وحی ہے (صلوٰۃ)

بہت توجہ! بہت توجہ! صاحب وحی ذات رسولؐ، محتاج وصیّت نوحؑ۔ نوحؑ کو وصیّت کس نے کی؟ بس یہ ہی یہ ہی سمجھنا ہے۔ نوحؑ کو وصیّت یقیناً اس نے کی ہوگی جو نوحؑ سے پہلے تھا۔ نوحؑ کو راستہ اس نے دکھایا ہوگا جو نوحؑ سے پہلے تھا۔ آپ نوحؑ کی بات کرتے ہیں۔ بھئی نوحؑ آدمؑ ثانی سہی آدمؑ تو نہیں ہے۔ جنہوں نے آدمؑ کو سجدہ کرنا سکھایا تھا انہی نے نوحؑ کو وصیّت بھی کی ہوگی (صلوٰۃ) اچھا یہاں بات روک کر اور دو چار منٹ کی مشکل گفتگو کروں۔ اور وہ یہ انشاء اللہ مولاؑ کی مدد سے تاکہ آپ کے ذہنوں تک نوجوانوں تک یہ بات پہنچے۔

دوستو! اللہ تو ہمیشہ سے معبود ہے نا۔ کوئی لمحہ ایسا تو نہیں زندگی کا۔ دہر کا۔ زمانے کا کہ جب وہ معبود نہ رہا ہوں۔ کوئی زمانہ کوئی لمحہ۔ کسی لمحے کا ایک کروڑواں حصہ بھی ایسا نہیں ہے جب وہ معبود نہ رہا ہو۔ جب وہ مسجود نہ رہا ہو۔ کوئی ہے ایسا لمحہ جب اس کی عبادت نہ کی گئی ہو۔ کوئی ہے ایسا لمحہ؟ مسلمان یقین کر سکتا ہے کہ جب اسے سجدہ نہ کیا گیا ہو۔ کوئی ایسا لمحہ نہیں ہے نا۔ بڑی دقیق بحث ہے۔ کاش! مولاؑ مجھے

اپنی مشکل کشائی سے مجھے اس مشکل بحث سے نکال دے۔ لیکن نتیجہ بڑا خوبصورت ہو گا۔

اگر آپ نے بحث پر توجہ فرمائی۔ کوئی لمحہ ایسا ہے جب اللہ کی عبادت نہ کی گئی ہو۔ اللہ کو سجدہ نہ کیا گیا ہو۔ ہر لمحے میں اسے سجدہ کیا گیا۔ ہر لمحے میں اس کی عبادت کی گئی۔ اگر ملت مسلمہ دہر وزمان ومکان کے درمیان ایک لمحے کا فاصلہ بھی کرے گی کہ اللہ پہلے تھا۔ اللہ پہلے تھا۔ اور عبادت کے لائق کوئی نہیں تھا۔

(بڑی توجہ دیکھیں عجیب جملہ کہہ رہا ہوں) اگر ایک لمحے کے لئے بھی زمان ومکان کا کا فاصلہ رکھا جائے گا کہ اللہ پہلے تھا اور عبادت کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ اللہ پہلے تھا اور سجدہ کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ اللہ پہلے تھا اور سر جھکانے والا کوئی نہیں تھا۔ اللہ کے وجود سے جتنی دیر کے بعد بھی عبادت کرنے والا پیدا ہوا ہے۔ اتنی دیر کے لئے اسے معبود کیسے ثابت کرو گے۔

جاگو، جاگو، سمجھو، سمجھیں بری دقیق بحث ہے۔ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ آل محمدؐ محمدؐ وآل محمدؐ پر) اتنی دیر کے لئے شریعت کے اس فلسفے کو سمجھنا چاہتے ہیں نا۔ دیکھیں اگر آپ یہ کہیں یقیناً ہمارا ایمان سارے مسلمانوں کا ایمان۔ سب کا ایمان۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور جو وہ ہمیشہ سے ہے ناں وہ ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس کی صفت میں کوئی کمی ہوئی ہے نہ اضافہ۔

اگر اللہ معبود ہے تو ہمیشہ سے مسجود ہے۔ تو ہمیشہ سے حیّ ہے تو ہمیشہ سے قیوم ہے۔ تو ہمیشہ سے **"لم یزل"** ہے تو ہمیشہ سے **"لایزال"** ہے۔ تو ہمیشہ سے **"احد"** ہے تو ہمیشہ سے **"صمد"** ہے۔ تو ہمیشہ سے **"سمیع"** ہے تو ہمیشہ سے **"علیم"** ہے۔ تو ہمیشہ سے **"جبار"** ہے تو ہمیشہ سے **"قھار"** ہے۔ تو ہمیشہ سے جو بھی کچھ ہی وہ ہمیشہ سے ہے۔ اس کی صفات میں بار بار زمانے گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی صفات میں اور اس کی ذات میں اضافہ نہیں ہوتا تو اگر وہ معبود ہے تو ہمیشہ سے ہے نا۔

تو معبود کسے کہتے ہیں؟ جس کا کوئی عبادت کرنے والا ہو۔ مسجود کسے کہتے ہیں؟ جس کا کوئی سجدہ کرنے والا ہو۔ اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ پہلے ہے اور اس کے سجدہ کرنے والے بعد میں آئے ہیں۔ تو جتنے عرصے کے بعد بھی اس نے اپنے سجدہ کرنے والے پیدا کئے ہیں اتنی دیر تک وہ مسجود کیسے رہا؟

توجہ ہے نا عزیزان محترم (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) اللہ آپ کو سلامت رکھے ایک دفعہ سب مل کے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) جتنی دیر کے لئے جتنے لمحے کے لئے بھی آپ عبد اور معبود کی وجود میں۔ بڑی احتیاط سے لفظ استعمال کر رہا ہوں۔ عبد اور معبود کے وجود میں جتنی دیر کے لئے بھی آپ فاصلہ قرار دیں گے۔ اتنی دیر کے لئے وہ معبود نہیں رہے گا۔ اور اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی معبود نہ رہا ہو تو اس کی توحید مشکوک ہو جائے گی۔ اس کی وحدانیت مشکوک ہو جائے گی۔ تو پھر تسلیم کریں نا۔

ان علمی مجلسوں میں یہی تو فائدہ ہوتا ہے۔ یہی تو میں کہتا ہوں۔ لوگ کیوں گھبراتے ہو۔ ان مجلسوں میں آیا کرو۔ ان مجلسوں میں صرف خلافت ہی کے مسئلے بیان نہیں کئے جاتے توحید بیان کی جاتی ہے۔ بلکہ تمہارے آنے میں تو فائدہ بھی ہے اس لئے کہ ہمارے پاس توحید کے علاوہ بھی سب کچھ ہے۔

رسالتؐ بھی ہمارے پاس ہے۔ نبوتؐ بھی ہمارے پاس ہے۔
امامتؑ بھی ہمارے پاس ہے۔ عصمت بھی ہمارے پاس ہے۔
طہارت بھی ہمارے پاس ہے۔ باب علم بھی ہمارے پاس ہے۔
شہر علم بھی ہمارے پاس ہے۔ امیر عرب بھی ہمارے پاس ہے۔
قرآن بھی ہمارے پاس ہے۔ شجاعت بھی ہمارے پاس ہے۔
شہادت بھی ہمارے پاس ہے۔ نجابت بھی ہمارے پاس ہے۔
استاد جبرائیلؑ بھی ہمارے پاس ہے صاحبان شریعت بھی ہمارے پاس ہیں۔
صاحبان تطہیر بھی ہمارے پاس ہیں عین اللہ بھی ہمارے پاس ہے۔

وجہ اللہ بھی ہمارے پاس ہیں اسد اللہ بھی ہمارے پاس ہے۔
ولی اللہ بھی ہمارے پاس ہے۔ کائنات کا مولاؑ بھی ہمارے پاس ہے۔

(توجہ ہے! پوری توجہ! نعرہ حیدری بلند آواز سے نعرہ حیدری! اتنی ہی بلند آواز سے صلوٰۃ بھیجیں) یہ میں نے کیوں کہا؟ یہ میں نے خطابت نہیں کی۔ بھئی ہم تو کسی نہ کسی حوالے سے توحید کو پہچان ہی لیں گے رسولؐ اللہ کے ذریعے پہچان لیں گے۔ ولیؑ اللہ کے ذریعے پہچان لیں گے۔ عین اللہ کے ذریعے پہچان لیں گے۔ تم تو بڑے بیچارے لوگ ہو تمہارے پاس اگر توحید نہ رہی تو کس کے ذریعے پہچانو گے۔ جو نبوت میں شک کرتے رہے۔ ان کے ذریعے جو بیٹیوں سے مسئلے پوچھتے رہے۔ ان کے ذریعے۔

کس کے ذریعے پہچانو گے۔ کیا چینل ہے؟ کیا سوچ ہے؟ شریعت کو سمجھنے کا (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) تمہارے پاس ہے کیا؟ آؤ پوری طاقت سے دونوں ہاتھ بلند کر کے دوستو نعرہ حیدری یا علیؑ (اتنی ہی بلند آواز سے صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) مولاؑ سلامت رکھے۔ بہت چینل ہیں بہت راستے گزر جائیں گے بارہ راستوں سے کیا اچھا شعر کہا تھا۔

"پہنچ جاتے ہیں بارہ راستوں سے ہم تو کوثر تک"
"ہمارے راستے میں کوئی پیچ وخم نہیں ہوتا"

(صلوٰۃ) توجہ ہے نا دوستو! آپ ان مجلسوں میں آئیں۔ محبتوں کا پیغام ہے دوستو۔ علم کی باتیں ہورہی ہیں۔ قرآن کی باتیں ہورہی ہیں۔ کسی کو کچھ نہیں کہہ رہے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سوال پوچھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ شرمندہ کیوں ہوتے ہو۔ شرمندگی تو وہاں ہوتی ہے۔ جہاں پہلی پہلی مرتبہ سوال پوچھا جائے۔ یہ تو ان کے غلاموں کا دروازہ ہے۔ جہاں آپ کے بڑے بھی ہلاکت سے بچنے کے لئے سوالات پوچھتے ہیں۔ (نعرہ حیدری)۔

اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔ گھبراؤ نہیں پریشان مت ہو آؤ بیٹھو سوچو

سمجھو۔ ہم بیٹھے ہیں بتانے کے لئے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) اللہ! ہی اللہ! ہے نا آپ کے پاس۔ توجہ ہے نا اللہ! ہی اللہ! ہے نا آپ کے پاس۔ اللہ! ہی کو سمجھ لیں۔ اللہ! ہی اللہ! ہے نا آپ کے پاس۔ اللہ! ہی کو سمجھ لو میری جان (ہائے۔ ہائے۔ ہائے۔)

اللہ کو سمجھ لو ہم بھی گناہ گار ہیں ممکن ہے ہم بھی اللہ کی توحید کی معرفت کا حق ادا نہ کر سکیں۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ہم اللہ کو سمجھ گئے۔ لیکن ہم اگر اللہ کو نہیں بھی سمجھ سکے تو کم از کم عین اللہ کو تو سمجھتے ہیں نا۔ وجہ اللہ کو تو سمجھتے ہیں نا۔ ''لسان اللہ'' کو تو سمجھتے ہیں نا۔ ''یداللہ'' کے دروازے پر تو ہیں نا۔ کوئی کمی رہ گئی تو ہمارا ''عین اللہ'' قیامت کے دن کہہ تو دے گا۔ پالنے والے کم عقل تھا۔ سمجھ نہیں سکا مگر جب تیرے چہرے کو پہچان رہا ہے تو تجھے بھی جان لے گا۔

توجہ ہے! توجہ ہے! نعرہ حیدری! کہاں بیٹھے ہو۔ کہاں بیٹھے ہو۔ غور کرتے جاؤ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) مولا سلامت رکھے۔ تو ہم یہاں جو یہ گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ تاحد نظر ہزارہا مومنین و مومنات کا مجمع یہ سارے مسلمان بھائیوں کے لئے ہے۔ سب آئیں سب سوچیں سب سنیں ہمیں بتائیں۔ ہم سوال قائم کر رہے ہیں۔

یہاں ہمیں بتائیں کہ اللہ تو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ اور جو کچھ بھی وہ ہے وہ ہمیشہ سے ہے۔ اضافہ نہیں ہوا اس میں کمی بھی نہیں ہوئی۔ اس میں۔ اگر وہ عبادت کے لائق ہے۔ تو ہمیشہ سے ہے۔ اگر وہ معبود ہے تو ہمیشہ سے ہے، شریعت سمجھ لو دیکھو کہاں سے شریعت کا آغاز ہو رہا ہے۔ اگر وہ عبادت کے لائق ہے تو ہمیشہ سے ہے سجدے کے لائق ہے تو ہمیشہ سے ہے۔ ابھی دو ہی لفظوں تک بحث محدود رکھتا ہوں تاکہ گفتگو طویل نہ ہو دامن وقت کیوجہ سے۔

عبادت کے لائق ہے۔ تو ہمیشہ سے ہے۔ سجدے کے لائق ہے تو ہمیشہ سے ہے۔ جب ہمیشہ سے ہے۔ تو کیا کوئی زمانہ کوئی دہر ایسا گزرا۔ کہ جب کوئی اسے عبادت کرنے والا نہیں تھا۔ اور اگر ایسا زمانہ گزرا جس میں اسے کوئی عبادت کرنے والا نہیں تھا تو اس عرصے میں وہ معبود تھا یا نہیں۔

اگر کوئی ایسا زمانہ گزرا جب اسے کوئی سجدہ کرنے والا نہیں تھا تو جب اسے کوئی سجدہ کرنے والا نہیں تھا تو کیا وہ مسجود تھا یا نہیں۔ اگر نہیں تھا تو وہ سبحان کیسا؟ اللہ اکبر !بے عیب کیسا (صلوٰۃ بھیجیں) عظمت الٰہی پر بڑی ٹیکنیکل بحث ہے۔ بڑا کلیجہ چاہئے توحید پر گفتگو کرنے کے لئے۔ عزیزان محترم یہ تو صرف آپ کے خوبصورت ذہنوں پر کیونکہ مجھے ناز اور اعتماد ہے جو میں اتنی اہم اور دقیق گفتگو چھیڑے بیٹھا ہوں۔

مجھے بتائیں نا اس بحث پر ذرا دنیا سمجھے تو سہی میری جان ''لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ'' سے تو مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ بتائیں کہ وہ عبادت کے لائق کب سے ہے۔ جب سے کسی نے اس کی عبادت کی ہوگی جبھی سے ہے نا۔ کب سے کی؟ بتادے مجھے کوئی مفکر۔ کوئی اسکالر۔ کوئی عالم۔ کوئی مفتی۔ کوئی فقیہ۔ جامعتہ الازہر سے لیکر اسلامی یونیورسٹی تک۔ اور وہاں سے لیکر مکتب دار العلوم دیو بند تک۔ اور وہاں سے لیکر اچھرہ اور منصورہ تک۔ اٹھے کوئی شریعت کا ٹھیکیدار۔ اٹھے کوئی شریعت زدہ مریض۔ اٹھے کوئی اسلامی بیمار۔

توجہ ہے نا! بتائیے کوئی میرے اس سوال کا جواب جو میں محرم کی اس پانچ تاریخ کو قائم کررہا ہوں۔ بتائیے مجھے ایک لمحے کے لئے بھی کہ پروردگار عالم ہمیشہ سے عبادت کے لائق ہے۔ تو وہ عبادت کے لائق ہے کب بنا۔ جب اس کی کسی نے عبادت کی ہوگی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ پہلے ہے۔ صاحب جب اللہ تھا آسمان اس کی عبادت کرتے تھے۔

''یسبح للہ مافی السمٰوات ومافی الارض'' روپیٹ کے یہی ایک آیت لائیں گے۔ بس خدا کی قسم ایک تو میں بڑا تنگ آگیا ہوں ان باتوں سے۔ جب دیکھو روپیٹ کے آسمان زمین میں۔ جو کچھ بھی ہے سب اللہ کی عبادت کررہے ہیں۔ بھئی کررہے ہیں مان رہے ہیں مگر جو آسمان سے بھی پہلے تھا۔

آسمان پہلے تھا یا اللہ یہی آیت لائیں گے ناں۔ پورے قرآن نے اللہ کی عبادت اللہ کی تسبیح کررہے ہیں۔ فرشتے اللہ کی تسبیح کررہے ہیں۔ مانتا ہوں۔ فرشتے

پہلے تھے یا اللہ۔ جنت اللہ کی عبادت کر رہی ہے۔ کر رہی ہے۔ صاحب مانتا ہوں۔ جنت پہلے تھی یا اللہ۔ کوثر، تسنیم سلسبیل، عرش اوّل، عرش دوم، عرش سوم، عرش چہارم، عرش پنجم، عرش ششم، عرش ہفتم، **سدرۃ المنتہیٰ، قاب قاسین۔**

جتنی منزلیں بھی آپ آسمان میں گناتے ہیں۔ یہ سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ میرا ایمان ہے۔ میں مانتا ہوں۔ مجھے بتاؤ یہ سب پہلے تھے یا اللہ۔ تو یہی کہیں گے ناں کہ اللہ پہلے تھا۔ جب تک یہ نہیں تھے تب تک کون عبادت کر رہا تھا؟

توجہ ہے نا! عزیزان محترم مولاؑ سلامت رکھے آپ کو) بس یہ منزل شرف ہوتی ہے ۔ یہاں بلند آواز سے درود بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر (نعرہ حیدری جیو بیٹا جیو صلوٰۃ بھیجیں) اللہ آپ کو سلامت رکھے بہت شکر گزار آپکی توجہ پر۔ آپ کی زحمتیں ختم نتیجہ دے رہا ہوں۔ یہیں سے انشاء اللہ موضوع مسلسل ہو جائے گا جہاں سے ہم نے کل گفتگو چھوڑی تھی۔

عزیزان محترم !وہ آسمان سے پہلے بھی تھا، زمین سے پہلے بھی تھا عرش و فرش سے پہلے بھی تھا۔ لوح محفوظ سے پہلے بھی تھا۔ جب کچھ نہ تھا وہ تھا۔ جب کچھ نہ تھا وہ تھا۔ اور میرا ایمان ہے۔ میرا یقین ہے ۔ کہ وہ جب بھی تھا معبود تھا۔ جب بھی تھا مسجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے بھی وہ بغیر سجدے کے نہیں رہا۔ ایک لمحے کے لئے بھی وہ بغیر عبادت کے نہیں رہا۔

بڑی توجہ عزیزان محترم! اس نے اعلان کیا آسمان وزمین سے پہلے اعلان کیا **"لولاک لما خلقت الا فلاک"** اے میرے حبیبؐ میں آسمان وزمین کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تیری خلقت مقصود نہ ہوتی۔ میں نے عرش سے پہلے۔ فرش سے پہلے۔ لوح سے پہلے۔ ملک سے پہلے۔ ہوا سے پہلے ۔ کائنات سے پہلے۔ کائنات کے ذرے ذرے سے پہلے۔ چاند سے پہلے۔ سورج سے پہلے۔

سب سے پہلے میں نے تیرا نور خلق کیا۔ اور حبیبؐ نے حدیث قدسی کی تصدیق کی۔ اس منزل پر۔

"اول ما خلق اللّٰہ نوری ونا وعلی من نورا واحد" اللہ نے سب سے پہلے میرا نور خلق کیا۔ اور میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں۔ ایک ہی نور سے ہیں۔ جب نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی۔ نہ تخلیق تھی۔ نہ خلقت تھی۔ بھئی بشر میں تو سب سے پہلے آدمؑ پیدا ہوا نا۔ آدمؑ سے پہلے تو بشر میں کوئی نہیں ہوا تھا نا۔ آدمؑ سے پہلے تو فرشتے پیدا ہو چکے تھے۔ فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا۔ آدمؑ کو سجدہ کرنے کا۔ اپنے علم کی بات کی تھی پھر کم علمی کا اقرار کر لیا تھا۔ آدمؑ نے پڑھا دیا تھا دیکھتے جائیں دیکھتے جائیں۔ بہت بڑے مضمون کو سمیٹ کر ایک نتیجہ دے رہا ہوں فرشتوں نے کہہ دیا تھا۔

"سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا" پروردگار سبحان تو صرف تیری ذات ہے ہمیں تو اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے ہمیں علم عطا کیا۔ عبادت بتا رہا ہوں عبادت ہمیں تو اتنا ہی علم ہے جتنا کے تو نے ہمیں علم عطا کیا تھا فوراً ارشاد ہوا آدمؑ یہ فرشتے نہیں جانتے تم انہیں سمجھاؤ۔

"قال یا آدم انبئهم باسما ئهم" یہ فرشتے نہیں جانتے یہ اسماء انہیں بتا دو آدمؑ نے فوراً کہنا شروع کیا پروردگار۔

"انت المحمود هذا محمد انت الا علی هذا علی انت فاطر السموٰات والارض هذا فاطمه انت محس هذا حسن انت قدیم الا حسان هذا حسین" ادھر آدمؑ کی زبان پر پنجتنؑ کے اسمائے گرامی جاری ہوئے۔ ادھر سارے فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کر لیا۔ ادھر انوار پنجتنؑ نے سجدہ شکر کی منزل پر کہا۔ اے میرے مالک تو نے ہماری عظمت عالم نور میں اتنی بڑھائی کہ ہمارے نام لینے والے کے آگے تو نے اپنے فرشتوں کو جھکا دیا۔

بیساختہ پنجتنؑ کے نور نے اللہ کو سجدہ کر کے کہا **"الحمدالله رب العالمین"** (توجہ ہے ناں) ایک بات ذہن میں رہے تاکہ کنفیوژن۔ دور ہو جائے آدمؑ نے اللہ کو سجدہ نہیں کیا۔ پہلے آدمؑ کو سجدہ ہوا۔ پہلا سجدہ آدمؑ نے اللہ کو نہیں

کیا۔ پہلا سجدہ تو فرشتوں نے آدمؑ کو کیا۔ بہت توجہ آدمؑ کو سجدہ کیا فرشتوں نے۔ آدمؑ نے اسماء لئے پنجتنؑ کے۔ پنجتنؑ نے سجدہ کیا پروردگار کو (بہت توجہ)

اب یہاں میرے چھٹے معصوم امام جعفر صادق علیہ السلام (صلوٰۃ) دوستو میری اب تک کی محنت کا نتیجہ شریعت سے مسلسل ہو جائے گا۔

ایک ایک ذہن کی توجہ الحمدللہ آپ جتنی محبتیں دے رہے ہیں اس پوری توجہ کیساتھ یہ جملہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ کہ اللہ تو ہمیشہ سے معبود تھا نا وہ ہمیشہ سے عبادت گزار تھا۔ ایک لمحے کے لئے بھی ایک لمحہ دہر اور زمانے کا ایسا نہیں آیا کہ جب اسے کوئی سجدہ کرنے والا نہیں تھا۔

میرے چھٹے معصومؑ سے پوچھا...... یابن رسولؐ اللہ فرزند رسولؐ، اللہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے۔ اور وہ جب سے بھی ہے وہ معبود ہے۔ اور اگر آپ بعد میں پیدا ہوئے۔ آل محمدؐ بعد میں۔ اس نے تخلیق فرمائی۔ اور اللہ پہلے تھا۔ تو جتنے عرصے کے بعد اللہ نے آپؑ کو تخلیق کیا اتنے عرصے اس کے عبادت کس نے کی؟ اتنے عرصے وہ معبود کیسے رہا؟ میرے معصومؑ فرماتے ہیں۔ کہ تم کیا سمجھو ایک اللہ کا ارادہ ہے۔ ایک اللہ کی مشیّت ہے۔ یہ ساری کائنات اللہ کا ارادہ ہے۔ ہم اہل بیت اللہ کی مشیّت ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم جب سے ہیں۔ جب سے اللہ ہے۔ بلکہ جب سے اللہ ہے۔ ہم اس کی مشیّت میں اس کے عبادت گزار بندوں کے طور پر موجود ہیں (توجہ ہے ناں صلوٰۃ بھیجیں) یہ ہے۔ مشیّت نحن۔ مشیّت اللہ۔ ہم اللہ کی مشیت ہیں۔ مشیت کو سمجھتے۔ نوجوان نہیں سمجھ سکے مشیّت نحن۔ مشیّت اللہ۔

ہم اللہ کی مشیّت ہیں۔ مشیّت کو سمجھے۔ نوجوان نہیں سمجھ سکے مشیّت کسے کہتے ہیں؟ ارادہ کسے کہتے ہیں؟ ارادہ یہ ہے کہ میں منبر پر آیا یہ سب کے سامنے ہے۔ ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ زندہ رہا تو کل بھی آؤں گا۔ یہ سب کو یقین ہے۔ مشیّت یہ ہے جو میرے ذہن میں ہے کہ کیا پڑھوں گا؟ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ)۔

اب بہت توجہ عزیزان محترم! اتنی آسان زبان میں دوستو بات واضح کر رہا ہوں۔ارادہ یہ ہے کہ میں یہاں آؤں گا۔ مجھے یہاں مجلس پڑھنا ہے۔ یہ آپ سب کے ذہن میں ہے۔ مشیّت یہ ہے کہ جو میں نے اب تک نہیں پڑھا وہ میری مشیّت میں ہے نا۔ میرے ذہن میں ہے۔ ابھی تک آپ کے دماغوں میں واضح نہیں تو یہ کب واضح ہوگا؟ جب میری زبان سے نکل کر آپ کی سماعتوں تک جائے گا۔ لیکن جو میری مشیّت میں ہے تو یہ میری تخلیق ہے نا۔ میری تخلیق ہے نا۔

تو آل محمدؐ تو ازل سے مشیّت الٰہی میں منصب عبودیت پر موجود تھے نا اب اس دنیا میں کبھی بھی آئیں (نعرہ حیدری) یہ ہے منزل (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) مولا آپ کو سلامت رکھے۔ بہت شکر گزار آپ کی توجہ پر۔ اہم ترین مسئلے پر آپ یہاں تک پہنچے۔ اسی لئے دوستو اللہ ہمیشہ سے معبود ہے اس لئے کہ آل محمدؐ (بڑے توجہ) شریعت اور شیعیت کو یہاں مل کر ڈیل کر رہے ہیں۔

اللہ! ہمیشہ سے موجود ہے۔ اللہ! ہمیشہ سے معبود ہے۔ ہمیشہ سے مسجود۔ اسی لئے کہ اس کی مشیّت میں پنجتنؑ پاک کے انوار۔ منزل عبودیت پر موجود ہیں۔ کہ یہ میرے عبادت گزار بندے ہیں۔ تو جہاں سے شریعت کا آغاز ہو رہا ہے وہیں سے عبادت کا آغاز ہو رہا ہے۔ یاد رکھو کسی ایسے شخص کو شریعت دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ جو چالیس چالیس برس تک بتوں کا پجاری رہا ہو۔ یہ ہے پیمانہ آپ نے غور ہی نہیں کیا اس جملے پر۔

عزیزان محترم! یہاں میں ایک جملہ چھیڑ دوں گا اگر آپ غور فرمالیں کہ شریعت کہاں تک پہنچی۔

پانچ انبیاءؑ صاحبان شریعت جو میں کل عرض کر رہا تھا۔ نوحؑ! صاحب شریعت، محمدؐ مصطفیٰ! صاحب شریعت، موسیٰؑ! صاحب شریعت، ابراہیمؑ! صاحب شریعت۔ عیسیٰؑ! صاحب شریعت یہی ہیں نا صاحبان شریعت۔

عزیزان محترم پوری توجہ چاہتا ہوں۔ تو پروردگار کی شریعت تو اسی کی شریعت

ہے۔ آپ توان کی شریعت ہے۔ آپ تو ان بد شکل چہروں کے ساتھ شریعت لانا چاہتے ہیں۔ جن شکلوں کی صورت میں فرشتے آسمان سے زمین پر نہیں آنا چاہتے۔ آپ نے غور ہی نہیں کیا، غور ہی نہیں کیا۔ دیکھو اٹھا کے سورہ توبہ۔ قرآن مجید کا سورہ توبہ اٹھا کے دیکھو۔

"ویوم حنین اذا اعجبتکم کثر تکم" اور یاد رکھو وہ یوم حنین اے لوگو جب تم اپنی کثرت پر بہت نازاں ہو گئے تھے۔ اکثریت پر تمہیں بہت گھمنڈ ہو گیا تھا۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا تھا۔ مسلمانوں سے خطاب کیا جارہا ہے کافروں سے نہیں کہا جارہا۔ جب تم اپنی کثرت پر بہت زیادہ گھمنڈی ہو گئے تھے۔ متکبر ہو گئے تھے۔ جیتی ہوئی جنگ ہار بیٹھے تھی۔ رسولؐ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ تتر بتر ہو گئے تھے۔ تو ایسے میں اللہ نے اپنے فرشتوں کو بھیجا مومنوں کی مدد کے لئے مفروروں کی مدد کے لئے نہیں۔ اکثریت کی مدد کے لئے نہیں (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

میں عرض کر رہا ہوں دیکھیں بڑی عجیب منزل ہے۔ میں جنگ نہیں پڑھ رہا ایک جملہ پڑھنا چاہ رہا ہوں۔ شریعت کے حوالے سے اکثریت کی مدد کی لئے نہیں جو مومن ثابت قدم رہ گئے تھے رسولؐ کی حمایت میں۔ ان کی مدد کی لئے قرآن گواہ ہے۔ سورہ توبہ کا حوالہ دے رہا ہوں جاکر آیت دیکھ لیں۔ جب اپنی کثرت پر تم نازاں ہو گئے تو ایسے میں گھمنڈ میں تم اپنی جیتی ہوئی جنگ بھی ہار بیٹھے۔ اس لئے کہ اللہ اکثریت کے غرور کو پسند نہیں کرتا۔ خواہ وہ نام نہاد مسلمانوں کی کیوں نہ ہو۔ کاش! کاش! کسی دلوں میں یہ جملے اتر جائیں جو کہنے کے نہیں ہوتے اشاروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کاش یہ بہت دور تک چلے جائیں۔

اللہ کسی کا گھمنڈ پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی اپنی اکثریت کے بل بوتے پر یہ کہے ہم اسے مٹادیں گے۔ ہم اسے مٹادیں گے۔ ہم اسے ختم کردیں گے۔ ہم انہیں ختم کردیں گے۔ ہم جلوس بند کردیں گے ہم جلسے بند کردیں گے۔ پاگل ہونا تمہارا باپ یزید بھی یہی کہتا چلا گیا نا۔ عمر سعد بھی یہی کہتا چلا گیا۔ مروان بھی یہی کہتا چلا گیا۔ اس

دور کے مروان نے بھی کوشش کرلی۔ اِس دور کا مروان بھی کوشش کر کے دیکھ لے۔ جو اُس کا حشر ہوا تھا وہی اِس کا ہوگا۔ کہاں کی باتیں کر رہے ہو۔ عزاداری نہیں مٹا کرتی قیامت تک (نعرے) صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ حضور توجہ! آپ سب کی توجہ! مولا آپ کو سلامت رکھے (نعرے)

آپ ان شکلوں کے ساتھ شریعت لانا چاہتے ہیں۔ ان عقلوں کیساتھ شریعت لانا چاہتے ہیں۔ ان چہروں کے ساتھ شریعت لانا چاہتے ہیں۔ میں نے کل جہاں گفتگو چھوڑی تھی وہ آپ کے ذہن میں ہے نا۔ ایسے ایسے لوگ شریعت کے ٹھیکیدار بن گئے ہیں۔ جن کا باپ اپنی نماز جنازہ بھی ان سے پڑھوانا پسند نہ کرے۔ ارے جو اپنے باپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتے۔ جو باپ کی نماز جنازہ پڑھا کر اسے جہنم میں بھیج دیں۔ اگر کہیں ان کی شریعت آگئی تو ساری پاکستانی قوم کو جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہو۔ کہاں لے جانا چاہ رہے ہو؟ توجہ ہے ناں (صلوٰۃ) غور کریں کونسی شریعت کی بات کر رہے ہیں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ ایک جملے پر اور قرآن کی آیت مستدل ہو جائے تو ہم گفتگو کو ایک نتیجے پر ملتوی کریں گے۔

لیکن یہ جملہ ضرور آپ لوگوں کے ذہن میں رہے۔ مولا آپ کو سلامت رکھے۔ اور وہ یہ کہ سورہ توبہ میں ارشاد ہوا۔ جب تم اپنی کثرت پر بہت مغرور ہوگئے تھے تو مومنوں کی مدد کے لئے اللہ نے فرشتے بھیجے۔ اللہ نے فرشتے بھیجے۔ جنگ کا مقصد کیا تھا؟ قیام شریعت ہوس ملک گیری نہیں۔

اس لئے کہ صاحب شریعت کی طرف سے جب تلوار اٹھے تو وہ جارحیت نہیں ہے جہاد ہے۔ اور مولوی کی طرف سے جب تلوار اٹھے وہ جہاد نہیں فساد ہے۔ جملہ تو کہہ گیا غور کریں یا نہ کریں۔ لیکن یہ تو صاحب شریعت کی موجودگی میں ہو رہا تھا نا۔ جس کے نام کے حروف کے ساتھ ساتھ شریعت مرتب پا رہی تھی۔ اسی کے نام سے جہاد ہو رہا تھا۔ کثرت پر نازاں ہوئے اللہ نے مومنوں کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے (پوری توجہ)۔

جب یہ فرشتے آئے جنگ کا پانسہ پلٹنا شروع ہوا۔ واقعہ تو یہیں تک لکھا۔ مفسرین نے بھی یہی لکھا۔ صاحب تفسیر جلالین نے بھی یہی لکھا۔ دُر منشور نے بھی یہی لکھا۔ تفسیر بیناوی نے بھی یہی لکھا۔ تفہیم القرآن نے بھی یہی لکھا۔ سورہ توبہ کی تفسیر میں بھی یہی لکھا۔ فرشتے آئے۔ میں رُوک کر ایک جملہ کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ سمجھ جائیں احسان مند ہوں گا آپ کا۔

اگر آپ کو میری محنتوں کا کوئی خیال ہے۔ میرے خلوص کا اگر خیال ہے تو خدا کے لئے قدر کر لیجئے گا۔ دس ہزار فرشتے پروردگار نے شکل بشر میں میدان حنین میں نازل کئے تھے۔ اے شریعت زدہ بد نصیب مسلمانوں! محمدؐ رسول اللہ کو تو نور نہیں مانتے۔ اپنے جیسا بشر مانتے ہو۔ فرشتے تو نور ہیں نا یہ فرشتے تو محض نور ہیں۔ یہ دس ہزار محض نور۔ فرشتے شکل بشر میں میدان حنین میں آکر اگر بشر بننے کے باوجود بھی نور رہ سکتے ہیں۔ تو محمدؐ اور علیؑ جو نور ازل ہیں۔ وہ اگر زمین پر آجائیں تو اپنے جیسا بشر عظمت محمدؐ اور علیؑ پر بلند صلوٰۃ بھیج دیں (نعرہ حیدری)

تو کل جہاں ہم نے گفتگو چھوڑی تھی قیصر روم نے جو مسئلہ پوچھا تھا۔ اس پر انشاء اللہ ہم کل گفتگو کریں گے۔ وہ مسئلہ بھی بتائیں گے اس کا جواب تو ہم نے بتادیا تھا وہ آیت بھی انشاء اللہ کل عرض کریں گے۔ آیت کا حوالہ ہم نے کل دے دیا تھا قیصر روم نے مسئلہ کیا پوچھا تھا؟ دامن وقت میں گنجائش نہیں کل میں انشاء اللہ عرض کروں گا۔ لیکن ذرا سا یہ جملہ سن لو کہ سارے فرشتے آئے نا۔ یوم حنین میں سارے آئے۔ سب یہاں چپ ہوگئے۔ فرشتے آئے کہ فرشتوں کی مدد سے ہاری ہوئی جنگ دوبارہ جیتی گئی ہاری ہوئی جنگ (پوری توجہ) دوبارہ جیتی گئی۔

اب عزیزان محترم میں قاریان قرآن سے۔ محافظان قرآن سے۔ ان حافظان قرآن سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ فرشتے آئے سورہ توبہ میں ان کا تذکرہ ہے۔ یوم حنین کا یہ واقعہ ہے ان فرشتوں نے آکر مدد کی نا۔ واقعہ لکھ کر یہاں تک کیوں چھوڑ گئے؟ خدا کی قسم اس راز سے کبھی پردہ نہ اٹھتا۔

شریعت شیعت (بہت توجہ) یہ ہمارا عنوان گفتگو ہے لوگ تفسیریں لکھ کر بیٹھ گئے۔ لیکن جو شریعت شیعیت کا پابند تھا۔ جس کی داڑھی سفید تھی۔ جس کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ جس کی آنکھوں میں جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ میدان حنین سے دوڑا دوڑا بارگاہ رسالتؐ میں آیا۔ شرعیت شیعیت کا ماننے والا تھانا۔ آکر بزم رسالتؐ میں ہاتھوں کو جوڑ کر کہتا ہے۔ یارسولؐ اللہ السلام علیک۔ یارسولؐ اللہ۔ جناب رسولؐ نے سلام کے جواب میں پتہ کیا کہا۔ علیک السلام یا سلمانؑ منیٰ اہل بیتؑ۔ آپ صلوٰت نہیں پڑھ رہے۔

اس منزل پر۔ شریعت شیعیت کے ماننے والے۔ مسلمان ہاتھوں کو جوڑ کر کہتا ہے۔ ایک عجیب مسئلے پر زندگی میں دوچار ہوا ہوں۔ کہا سلمانؑ کو کیا بات ہے؟ تم تو علیؑ کے غلام ہو تم تو کبھی کسی مسئلے میں مشکل میں گرفتار نہیں ہو سکتے۔ تم کیوں پریشان ہو؟ مولاؑ آج پریشان ہوں۔ کہا کیا سوال ہے؟ کہا مولا مجھے آج صرف اتنا بتا دیجئے۔ کہ میدان حنین میں جہاد کرنے کے لئے آج مدینے سے کتنے علیؑ لیکر چلے تھے۔ (نعرے) صلوٰۃ بھیجیں محمد وآل محمد پر۔

یارسول اللہ! سوال صرف سرکار یہ عرض کرنا ہے کہ آج مدینے سے کتنے علیؑ لیکر چلے تھے؟ سرکار فرماتے ہیں۔ سلمانؑ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ علیؑ تو ہے ہی ایک۔ کتنے علیؑ کیا مطلب؟ علیؑ تو کہتے ہی اسے ہیں جو ایک ہو۔ علیؑ تو ہے ہی ایک۔ اب میں جملہ کہدوں اگر آپ قدر کرلیں تو مہربانی ہوگی۔ یہ میرا جملہ ہے رسولؐ اللہ کا نہیں۔ یہ میں محبت میں کہہ رہا ہوں۔ علیؑ تو ہے ہی ایک جو کعبہ میں آیا۔ (بہت توجہ) جو کعبے میں وہ علیؑ ہے جس نے کعبے میں بھیجا۔ ایک وہ علیؑ ہے (توجہ ہے نا) (نعرہ حیدری)

علیؑ تو ہے ہی ایک۔ میں کتنے علیؑ لیکر جاتا۔ میں کتنے علیؑ لیکر آتا؟ سلمانؑ کہتے ہیں۔ یارسولؐ اللہ یہی تو قیامت ہے آج میدان حنین میں ایک علیؑ نظر نہیں آرہا۔ بلکہ میمنے پر علیؑ۔ میسرے پر علیؑ۔ قلب لشکر میں علیؑ۔ صف اوّل میں علیؑ۔ صف آخر میں۔ جو کافر بھی کٹ کٹ کر گر رہا ہے۔ جو دس قدم کے فاصلے پر گر رہا ہے۔

وہ بھی گرتے ہوئے کہہ رہا ہے۔ علیؑ نے مارا جو بیس قدم کے فاصلے پر گرا وہ بھی یہی کہہ رہا ہے کہ علیؑ نے مارا۔ جو ستر قدم کے فاصلے پر گر رہا ہے وہ بھی یہی کہہ رہا ہے کہ علیؑ نے مارا۔ جو صف آخر میں گر رہا ہے وہ بھی یہی کہہ رہا ہے علیؑ نے مارا ہے۔

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ سلمانؓ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ اللہ نے ہزاروں فرشتے علیؑ کی شکل میں نازل کئے ہیں۔ کہ جو کافروں سے جہاد کر رہے ہیں۔ واقعہ یہاں ختم ہو گیا مگر ان ہزاروں مومنین اور مومنات کی طرف سے میں پوچھوں! فرشتوں سے! اے فرشتوں ہزاروں کی تعداد میں آئے تھے یہ تم سارے کے سارے علیؑ کی شکل میں کیوں آگئے؟ رسولؐ کے لشکر میں تو بڑے قد آور نوجوان تھے۔ کوئی کسی کی صورت میں آجاتا کوئی کسی کی صورت میں۔

یا علیؑ! یا علیؑ! نتیجہ دیکھیں جملہ ابھی مکمل نہیں ہوا۔ آپ کے جذبات ایمانی آسمانی پر پہنچ گئے۔ جملہ میرا نامکمل رہ گیا۔ میں فرشتوں سے کہوں کوئی کسی کی شکل میں آجاتا۔ کوئی کسی خوبصورت آدمی کی شکل میں آجاتا۔ کوئی کسی قد آور آدمی کی شکل میں آجاتا۔ اخبار میں تصویر تو آجاتی۔ نام ہی نام آرہا ہے (توجہ ہے نا) کوئی کسی کی شکل میں آجاتا۔ یہ تم سارے کے سارے علیؑ کی شکل میں کیوں آئے ہو۔ اتنے بڑے لشکر کی شکل میں کوئی تو آجاتا۔

کہدوں جملہ اے فرشتوں تم سارے علیؑ کی شکل میں کیوں آئے؟ اتنی بڑی سپاہ صحابہ تھی۔ کوئی کسی کی شکل میں آجاتا۔ کوئی کسی کی شکل میں آجاتا تو جواب یہی آئے گا فرشتوں کا۔

عرفان حیدر عابدی! بے ادب مت بن۔ ہم نوری فرشتے ہیں۔ ہم کسی ایسی سپاہ کی شکل میں نہیں آسکتے۔ جو چالیس چالیس برس تک بتوں کے پجاری ہے۔ کوئی ہے؟ کوئی ہے؟

یا علیؑ! یا علیؑ! توجہ ہے نا (نعرے) اندازہ کریں جن خوبصورت لوگوں کی شکل

میں فرشتے آسمان سے زمین پر آنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ ان کی شریعت ہم پر نافذ کی جارہی ہے۔ ذرا اندازہ فرمایئے۔ نور نور کی شکل میں آتا ہے۔

اب ایک جملہ کہوں دوستو۔ اس اعجاز کو دیکھیں۔ اس میں عرفان حیدر عابدی کا کمال نہیں۔ کسی ذاکر کا کمال نہیں۔ اعجاز اگر دیکھنا چاہتے ہو تو بارگاہ شہدائے کربلا کی اس تاریخی عمارت میں۔ مولا اس کے بنانے والوں کو سلامت رکھے اس کے تعمیر کرنے والوں کو سلامت رکھے۔ شبیہہ مظلوم کربلا بھی تعمیر ہورہی ہے (مولا آپ کو سلامت رکھے) ایک جملہ میں صرف کہنا چاہتا ہوں۔ فرشتے جب میدان حنین میں نازل ہوئے تو علیؑ کی صورت میں۔ آپ کے تصور میں بھی نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم۔ مصطفیٰؐ کی قسم۔ مرتضیٰؑ کی قسم۔ فاطمہؑ کی قسم۔ میں جو جملہ کہہ رہا ہوں آپ کے کسی کے تصور میں نہیں ہوگا۔

میں دعویٰ نہیں کرتا کبھی۔ بہت انکساری سے گفتگو کرنے کا عادی ہوں۔ فرشتے عرش سے فرش پر نازل ہوں سنیں۔ یہ ماں بہنوں کے لئے جملہ کہہ رہا ہوں۔ مولا ان کو سلامت رکھے۔ تو علیؑ کی صورت میں نازل ہوں۔ لیکن آل محمدؐ کی کوئی فرد جب لیلیٰؑ کی گود میں چمکے تو شبیہہ رسولؐ علی اکبرؑ کی شکل میں نازل ہو۔ اکبرؑ رسولؐ کی شکل میں آیا۔ اس کے لئے چلتے چلتے بھی حسینؑ نے کہا۔ پروردگار وہ بھیج رہا ہوں تیری راہ میں۔ جو رفتار میں۔ گفتار میں۔ تیرے رسولؐ سے مشابہہ ہے۔

آج تو مائیں بہنیں تڑپ کر اپنے گھروں سے باہر نکلی ہوئی ہیں۔ زینبؑ کی اٹھارہ برس کی کمائی کا ماتم ہورہا ہے۔ آج علی اکبرؑ کا ماتم ہورہا ہے۔ میں مصائب تو نہ پڑھ سکوں گا لیکن اتنا جملہ ضرور کہوں گا دوستو۔ جناب زینبؑ نے تین فرمائشیں کی ہیں۔ تین فرمائشوں میں ایک فرمائش یہ ہے۔

اے میرے حسینؑ کے ذاکر۔ جب علی اکبرؑ کے مصائب پڑھا کر تو کچھ چھپایا نہ کر۔ اے میرے حسینؑ کے ذاکر! عونؑ و محمدؑ کے لئے نہیں کہا زینبؑ نے۔ اکبرؑ کے لئے کہا۔ علی اکبرؑ کے جب مصائب پڑھا کرو تو کچھ چھپایا نہ کرو۔ اسی لئے کہ تجھے کیا پتہ

کے مجھ پر کیا گزر گئی تھی۔

جب حسینؑ نے کہا تھا زینبؑ۔ تیرے اکبرؑ کے برچھی لگ گئی۔ اٹھارہ برس کا علی اکبرؑ۔ صغراؑ اور سکینہؑ کا بھائی اکبرؑ۔ حسینؑ کا قوت بازو اکبرؑ۔ عباسؑ کا شاگرد اکبرؑ۔ شبیہہ رسولؐ اکبرؑ۔ جس کی شہادت کے بعد شام کے لشکر میں اس کے سر کو جب نیزے پر کسی عیسائی عورت نے دیکھا تھا شام کے بازار میں تو سینے پر ہاتھ مار کر اکبرؑ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تھا"**ایھا المدد التمام**"۔

اے چودھویں رات کے چاند! کاش تیرے مرنے سے پہلے تیری ماں مر گئی ہو اس نے تیرا جنازہ نہ دیکھا ہو۔ اونٹ پر بیٹھی ہوئی لیلیٰؑ کی آواز آئی تھی۔ اے ضعیفہ میرا اکبرؑ مر گیا۔ اور ماں رسن بستہ تازیانے کھاتی بازاروں میں (جذاک اللہ! جذاک اللہ)

کیا استقبال کر رہے ہو۔ بھائی کیا قیامت کا استقبال ہو رہا ہے۔ بھائی میری ماں بہنوں خدا تمہارے جوانوں کو سلامت رکھے۔ اللہ تمہارے جوانوں کے سہرے سجائے۔ اللہ تمہارے جوانوں کی جوانیاں سلامت رکھے۔

اللہ تمہیں یہ توفیق دے کہ تم اپنے جوانوں کی دلہنیں لیکر آؤ روتے رہو روتے رہو۔ مجھے ابھی ابھی محشر بھائی نے بڑا خوبصورت شعر دے دیا میں مصائب سے پہلے پڑھے دیتا ہوں۔ اب پُرسہ دو نہ دو تمہاری مرضی ہے۔ اکبرؑ کی شہادت اتنی بڑی ہے شریعت اور شیعیت سے ملی ہے۔ اکبرؑ کی شہادت۔ ارے شریعت کو شیعیت کا لباس اکبرؑ نے پہنایا ہے۔

"دیتا ہے خود خدا بھی تو پُرسہ رسولؐ کو
اکبرؑ کا نام اس لئے رکھا اذان میں"

اللہ اکبر! کیا خوبصورت شعر کہا ہے؟۔
اپنی صبح کا آغاز اکبرؑ کے پُرسے سے کیا کرو۔

اللہ اکبر! ایک جملہ سن لو (ابھی نہیں جب میں کہوں گا) ابھی بہت وقت ہے رونے کے دن میں کوئی جلدی نہیں ہے۔ اب تو قیامتوں کی راتیں ہیں ناں قیامت برپا

ہو گی۔ اس طرح سے زیارت شہزادے کی اٹھارہ برس کا کڑیل جوان ہے واحد شہید ہے۔

پروردگار (مولا تمہیں سلامت رکھے شاہ جی سارے بزرگوں کی دعائیں چاہتا ہوں) اس منزل پر ایسا شہید ہے جس کی شہادت پر ملک الموت رویا ہے۔ اور ایک جملہ اور بتا دوں۔ علی اکبرؑ کی تمام تفصیل نہیں بتاتا۔ آپ جانتے ہیں علمائے مقاتل نے متفقہ طور پر لکھا کہ گھوڑے سے جو بھی شہید زخمی ہو کر گرا اور اس نے گرتے ہوئے حسینؑ کو آواز دی۔

حسینؑ شہید کے لاشے پر کبھی پیدل چل کر گئے۔ کبھی آہستہ چل کر گئے۔ کبھی دوڑ کر گئے کبھی گھوڑے پر گئے۔ ہر شہید کے لاشے پر حسینؑ گئے۔ مگر جب اکبرؑ کے سینے پر برچھی لگی اور اکبر نے کہا۔ **یاابتہ ادرکنی۔** حسینؑ زمین سے اُٹھے۔ اُٹھ کر گرے۔ گر کر۔ اُٹھ کر۔ لڑکھڑائے۔ چلا نہیں گیا تو حسینؑ **پدر برلاش لپر۔** کیا سن رہے ہو تم۔ حسینؑ سے جب چلا نہیں گیا تو کہنیوں کے بل چلتے ہوئے جس طرح چھ مہینے کا بچہ گھٹنیوں چلتا ہے نا۔ ایسے لے لو۔ سانس لے لو۔ چون برس کا بوڑھا باپ۔ اٹھارہ برس کی کڑیل جوان کی آواز پر ایسے گیا جیسے چھ مہینے کا بچہ گھٹنیوں چلتا ہوا جاتا ہے۔

اور جاتے جاتے کہہ رہا تھا۔ اے کائنات کے مشکل کشا۔ بابا! بابا! مجھے راستہ نظر نہیں آتا۔ بابا میری بینائی چلی گئی۔ بابا مجھے اکبرؑ دکھا دو۔ بابا مجھے بیٹے کی لاش پر پہنچا دو۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے پہنچے اکبرؑ کے قریب پہنچ کر پہلی مرتبہ کہا اکبرؑ۔ غریب باپ آگیا۔ ماتم نہیں کر رہے۔ قیامت نہیں برپا ہو رہی۔ ارے تمہیں کیا پتہ کہ زینبؑ کہاں بے ہوش پڑی ہے؟ تمہیں کیا پتہ سکینہؑ پر کیا گزر گئی؟۔

آخری دو جملے اب اکبرؑ کے لاشے پر پہنچے۔ زخمی اکبرؑ پر پہنچے۔ لاشہ ابھی نہیں تھا۔ اکبرؑ زخمی ہے۔ زخمی اکبرؑ پر پہنچے۔ جا کر کہا اکبرؑ (بڑے سکون سے پڑھ رہا ہوں تاکہ مجلس کے بعد تک روتے رہو)

اکبرؑ! اکبرؑ! جی بابا! غریب باپ آگیا بیٹا۔ اکبرؑ نے۔ اکبرؑ نے برچھی والے حصے پر اپنا داہنا ہاتھ رکھا۔ پیروں کو سیدھا کیا لبوں پر مسکراہٹ لاکر کہا۔ بابا اپنے باپ کو غریب مت کہہ۔ مجھے کچھ نہیں ہوا بابا۔ جن باپوں کے جوان بیٹے زندہ ہوں۔ وہ باپ غریب نہیں ہوا کرتے بابا۔ میں اچھا ہوں بابا۔ مجھے کچھ نہیں ہوا۔ حسینؑ کہتے ہیں کہ اگر تیرا باپ......!

مجلس ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت: ۱۳)

صلوٰۃ!

حاضرین گرامی قدر! عزیزان محترم! نوجوانان ملت جعفریہ انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیر اہتمام بارگاہ شہدائے کربلاؑ میں "شریعت اور شیعیت" کے عنوان پر یہ ہماری چھٹی تقریر آپ کی نذر ہے۔ آپ کی محبتوں اور توجہات پر آپ کا احسان مند ہوں۔ اور ہمارے نوجوان دوست ماشاء اللہ جس توجہ اور جس علمی انداز سماعت سے شہر بھر میں ہونے والی ہماری مجالس عزا کو سماعت فرما رہے ہیں۔ وہ ہمارے لئے اطمینان کا باعث بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس امر کی وضاحت بھی کہ ماشاء اللہ ہمارے نوجوانوں کی تاریخ پر مسلسل نظر بھی ہے۔ اور وہ ان مجالس میں حصول علم کی تمام تر پاکیزہ جذبات واحساسات لے کر آتے ہیں۔ یہ جرأت، اظہار، حسینؑ کی مجلسوں سے عطا ہوتی ہے۔

میں نے ان گزشتہ پانچ مجالس میں آپ حضرات کی خدمت میں سورہ مبارک شوریٰ کی جن آیہ والی ہدایہ کو سرنامہ کلام رکھا ہوا ہے۔

اس سے میرا مقصد ایک حقیقت ملت اسلامیہ پر واضح کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شریعت کسی دور میں کسی زمانے میں بھی کسی تغیر اور کسی تبدیلی کا شکار نہیں ہوئی۔ اقدار بدلتے رہے۔ حقائق نہیں بدلے (توجہ ہے نا آپ حضرات کی) اقدار بدلتے رہے۔ جیسے جیسے ذہن بشر ترقی کرتا گیا۔ ویسے ویسے شریعت کے احکامات ذہن انسان کی سطح تک لانے کے لئے پروردگار عالم نے انبیاءؑ اور مُرسلینؑ کے فرائض اور ان کی حدود نبوّت میں اضافہ کیا۔ یہ ایک بنیادی نقطہ نگاہ ہے۔ میں گزشتہ شب کی مجلس میں عرض کر رہا تھا کہ

شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا

"ہم نے تمہارے لئے دین کے متعلق وہی راستہ معین کیا ہے جس کی وصیت نوحؑ کو کی گئی تھی"۔

یعنی شریعت کا باقاعدہ زمین پر جو اطلاق ہوا وہ جناب نوحؑ سے ہوا۔ نوحؑ زمین پر پہلے صاحب شریعت نبیؑ۔ اس سے پہلے شریعت آسمانوں پر بھی تھی۔ اور اگر اس سے پہلے شریعت آسمان پر نہ ہوتی تو پھر آدمؑ کو سجدے کا مسئلہ کیا تھا (صلوٰۃ) غور کریں۔ غور کرتے جائیں۔

اس سے پہلے شریعت آسمانوں پر بھی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی قاعدے اور کسی نہ کسی ضابطے کے تحت فرشتے بھی عبادت کر رہے ہوں گے۔ تسبیح بھی کر رہے ہوں گے۔ تقدیس بھی کر رہے ہوں گے۔ وعدہ بھی انہوں نے کیا اعلان بھی انہوں نے کہا۔

"**نحن نسبح بحمدک ونقدس لک**" دعویٰ بھی انہوں نے کیا۔ تسبیح کا دعویٰ بھی ہے۔ تقدیس کا دعویٰ بھی ہے۔ تو کر رہے تھے۔ مسلسل شریعت پر عمل ہو رہا تھا آسمانوں پر بھی۔ لیکن آسمانوں پر شریعت اس وقت تک رہی جب تک آدمؑ آسمان پر رہے (توجہ ہے نا عزیزان محترم اس جملے پر ذرا سا غور فرمالیں) آسمانوں پر شریعت! اس تمہید پر میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ جو کہ اب اہم موڑ پر مضمون انشاء

اللہ داخل ہونے والا ہے ذرا سی تمام دوستوں کی توجہ۔

آدمؑ آسمانوں پر رہے تو شریعت بھی آسمانوں پر رہی چونکہ زمین پر (پوری توجہ دوستو) زمین پر اطلاق شریعت نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ زمین پر رہتے ہوئے "قوم جن" کی جس فرد نے اللہ کی توحید کا اقرار کیا تھا۔ اسے بھی اس کا مرتبہ بڑھا کر زمین سے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ تاکہ شریعت کے سارے احکامات آسمانوں ہی تک ہوتے رہیں۔

بھئی یہ شیطان کیا تھا؟ یہ ابلیس تھا؟ زمین ہی سے تو آسمان کی طرف گیا تھا ناں۔ اپنی عبادتوں کے نتیجہ میں اپنی ریاضتوں کے نتیجہ میں۔ مگر یہ زمین پر عبادت کررہا تھا۔ بغیر کسی قبلہ کے۔ بغیر کسی مقصد کے۔ سجدہ کررہا تھا۔ مسلسل سجدہ سے بے خبر تھا۔ عبادت کررہا تھا۔ مفہوم عبادت سے بے خبر تھا۔ سجدے کئے جارہا تھا۔ مسلسل سجدے کئے جارہا تھا۔

لیکن شریعت کو جب پروردگار عالم نے منزل اول پر۔ عرش پر نافذ کرنا چاہا۔ تو اس نے کچھ مٹی لی۔ کچھ پانی لیا۔ کچھ گارا بنایا۔ کچھ کھنکھناتی ہوئی مٹی اکٹھی کی۔ اور ایک پتلا بنایا۔ اور اس پتلے کو بنانے کے بعد اسے مجسم کیا۔ مجسم کرنے کے بعد اسے سکھایا۔ اسے خشک کیا۔ اسے سکھایا۔ اس کے بعد اپنے فرشتوں سے ارشاد کیا کہ دیکھو میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔ میں بنانے والا ہوں شریعت کو سمجھیں میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔

"انی جاعل فی الارض خلیفه" میں اپنی زمین پر خلیفہ بناؤں گا۔ قیامت تک شریعت کا جو عرش پر پہلا قانون بنا۔ وہ یہ کہ زمین پر جب بھی خلیفہ بنے گا۔ اسے اللہ بنائے گا۔ بندے نہیں بنائیں گے۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! یہ بنیاد ہے (صلوٰۃ) زمین پر جب بھی خلیفہ بنے گا تو اللہ بنائے گا۔ جو خلیفۃ اللہ ہوگا وہ اللہ کی جانب سے ہوگا۔ نہیں پھر میں بات کو ذرا واضح ہی کردوں۔ شریعت کا جو خلیفہ ہوگا وہ اللہ بنائے گا۔ حکومت کا جو خلیفہ ہوگا وہ بندے

بنائیں گے۔ سوچنا یہ ہے کہ شریعت کے ساتھ جانا چاہتے ہو کہ حکومت کے ساتھ جانا چاہتے ہو۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! سوچنا یہ ہے کہ احتساب یا انجام جو بھی کچھ ہونا ہے۔ وہ قیامت میں۔ وہ شریعت کے ساتھ ہونا ہے یا حکومت کے ساتھ ہونا ہے۔ حکومتیں ختم ہوتی رہتی ہیں تخت الٹتے رہتے ہیں۔ تاج پلٹتے رہتے ہیں۔ لیکن شریعت کبھی نہ الٹتی ہے۔ نہ پلٹتی ہے۔ نہ اس میں کوئی تغیر آتا ہے۔ نہ اس میں کوئی تبدیلی آتی ہے۔ شریعت جاری ہے اس اللہ کی جانب سے جو حیّ بھی ہے۔ قیوم بھی ہے۔ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہے گا۔ اس کا قانون بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا (صلوٰۃ)

یہ میرے بھائی۔ پروفیسر عبدالحکیم صاحب تشریف لائے ہیں۔ توجہ ہے نا دوستو۔ میرا حقیقی بھائی ہے۔ آپ تشریف لائے ہیں میرے لئے وجہ حوصلہ افزائی۔ گفتگو ہو رہی ہے شریعت اور شیعیت پر۔ سورہ ہے سورہ مبارکہ شوریٰ آپ کو یہ بتانا ہی عبث ہے کہ کون سا سورہ ہے؟ آپ تو چلتی پھرتی آیت ہیں ہماری قوم کی (صلوٰۃ) اللہ آپ کو سلامت رکھے بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں (توجہ ہے نا دوستو)

بیالیسویں سورہ پر گفتگو ہو رہی ہے تیرھویں آیت ہے۔

"شرع لکم من الدین ماوحی به نوحا" ہم نے پہلے تمہارے لئے۔ ہم نے وہی راستہ مقرر کیا جس کی وصیّت ہم نے کی تھی نوحؑ کو۔ میں نے کل عرض کیا تھا کہ نوحؑ کو جو وصیّت کی گئی۔ یاد رکھو وصیّت ہمیشہ پہلے والا بعد والے کو کرتا ہے۔ (ہائے! ہائے! ہائے!) غور کریں! غور کریں! غور کریں!۔

شریعت کی وصیّت کی گئی نوحؑ کو تو وصیّت ہمیشہ پہلے والا بعد والے کو کیا کرتا ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ پہلے کوئی اصل وارث شریعت تھا۔ نوحؑ سے بھی پہلے کوئی شریعت کا وارث تھا۔ جس نے نوحؑ کو وصیّت کی تھی کہ میاں زمین پر جا کر یہ شریعت نافذ کرنا۔ تو ایک لمحے کے لئے بھی کائنات کا ایک انسان محمد مصطفیٰؐ کی شریعت سے محروم نہیں رہا۔

توجب پروردگار عالم یہ پسند نہیں کرتا کہ اس زمین پر آنے والا ایک شخص بھی۔ شریعت محمدیؐ سے محروم چلا جائے۔ تو وہ عادل پروردگار یہ کیسے گوارہ کرے گا۔ کہ قیامت تک آنے والا آخری انسان۔ بغیر معصومؑ شریعت کے رہ جائے۔ توجہ ہے نا عزیزان محترم! نعرہ حیدری، صلوٰۃ) ایک مرتبہ اور صلوٰۃ پڑھیں۔ با آواز بلند۔

عزیزان محترم! ایک اہم مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کو اس امر پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے تیسری مجلس میں آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ جناب نوحؑ کو شریعت دی گئی۔ وصیّت کی گئی اس دین کی لیکن آیت جب آگے بڑھی تو لفظ بدل دیئے گئے۔

"شرع لکم من الدین ماوحی به نوحا" نوح کو تو وصیّت کی تھی، نوحؑ کو کی تھی وصیّت۔ وصیت کی تھی کسی بڑے نے چھوٹے کو کسی سینئر نے جونیئر کو (صلوٰۃ بھیجیں نا) ذرا بلند ہو کر سوچتے جائیں بھائی دیکھیں وصیت کی تھی نا نوحؑ کو۔ پروردگار کہہ رہا ہے بڑی عجیب منزل ہے۔

"ولذی اوحینا الیک" لیکن میرے حبیبؐ نوحؑ کو وصیّت کی تھی۔ تمہیں وحی کی۔ وصیّت اور ہے۔ وحی اور ہے۔ وصیّت بندہ کرتا ہے۔ وحی اللہ کرتا ہے۔

(توجہ ہے ناں عزیزان محترم) صلوٰۃ پھر آیت کو بھیجا ہم نے۔ شریعت کی۔ وصیّت کی۔ نوحؑ کو یہاں وصیّت ہے۔ یہاں بندے نے بندے کو کی۔ لیکن جب ختمی مرتبتؐ کے مسئلے پر گفتگو آئی قرآن میں تو کہا

"والذین اوحینا الیک" لیکن میرے حبیبؐ تیری شان نوحؑ سے بہت بلند ہے بہت بلند ہے۔ بہت اعلیٰ ہے۔ بہت ارفع ہے تجھے۔ ہم نے وحی کی ہم نے یہ نہیں چاہا کہ کوئی بندہ تجھے ہدایت کرے۔ چاہے وہ نوحؑ ہی کیوں نہ ہو۔ تجھے ہم نے یہ نہیں چاہا کہ کوئی بندہ تجھے ہدایت کرے۔ چاہے وہ نوحؑ ہی کیوں نہ ہو۔ ہم نے تجھے براہ راست وحی کی اور پھر آیت کو پلٹا۔

"وما وصینا به ابراهیم موسیٰؑ وعیسیٰؑ" پھر وصیّت کی۔ توجہ

فرمائیں آپ لوگ۔ پھر وصیت لیکن پہلے وصیت کی ابراہیمؑ کو موسیٰؑ کو عیسیٰؑ کو۔ کس بات کی وصیت کی بھائی۔

ان اقیموا الدین وصیت

اس بات کی کہ دین قائم کرو فرقہ نہیں۔

"ان اقیموا الدین" قائم کرو دین فرقہ نہیں۔ فرقہ شریعت نہیں ہے۔ فرقہ بندی شریعت نہیں ہے۔ بہت توجہ یہاں ایک جملہ کہدوں اگر سارا مجمع توجہ کرے اس جملے پر دین شریعت ہے۔ فرقہ شرارت ہے (نعرہ حیدری)۔

کیا وصیت کی ہم نے ابراہیمؑ کو موسیٰؑ کو عیسیٰؑ کو **"ان اقیموا الدین"** دین قائم کرو۔

"ولا تتفرقوا فیہ" اور خبردار دین میں تفرقہ مت کرنا۔ دین میں فرقہ نہ ڈالنا۔ دین میں افتراق نہ پیدا کرنا۔ معصوم دین میں افتراق پیدا نہیں کرتا (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) ذرا غور کرتے جائیں۔ توجہ ہے نا۔ ذرا سا آپ متوجہ ہوں اس تمہید پر تو پھر دیکھیں۔

"ولا تتفرقوا فیہ" دین میں تفرقہ نہ کرنا۔

"کبر علی المشرکین ماتدعوھم الیہ" چاہے مشرکوں کو کافروں کو کتنا بھی ناگوار گزرے۔ کتنا بھی بار خاطر گزرے۔ دین میں تفرقہ نہ کرنا۔

بہت توجہ عزیزان محترم! دین کو قائم رکھنا اللہ کو پسند۔ دین کو باقی رکھنا اللہ کو پسند۔ اور جو دین میں تفرقہ کی باتیں کرتے ہیں وہ مشرک بھی ہیں کافر بھی ہیں۔ تو دیواروں پہ لکھنے سے کیا فائدہ ہے اپنے نعرے دیکھ لو۔ کافر تو ہے۔ کہ میں ہو (توجہ ہے ناں عزیزان محترم) جہاں فرقہ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ جہاں افتراق کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حضور حکیم صاحب ذرا غور فرمایئے (نعرۂ حیدری)

یہی باتیں تو میں پانچ دن سے کہتا آرہا ہوں دوستو۔ یہ ہمارا مذہب۔ علم کا مذہب ہے۔ عقل کا مذہب ہے۔ عدل کا مذہب ہے۔ شریعت کا مذہب ہے۔ شریعت

اور شیعیت میں بات تو قرآن کی کر رہا ہوں۔ بات شریعت کی کر رہا ہوں۔ یہ بچہ نعرہ لگا رہا ہے جس پر ابھی شریعت نافذ بھی نہیں ہوئی ہے۔ ارے ہمارے بچوں کو بھی پتہ ہے کہ علیؑ کا نام شریعت ہے۔ ان کے بڈھوں کو نہیں پتہ کہ علیؑ اور معاویہ میں فرق کیا ہے (نعرہ حیدری، صلوٰۃ)

مولاؑ سلامت رکھے اور میں کل آپ کی خدمت میں گزشتہ مجالس میں عرض کر چکا کہ پہلا صاحب شریعت نبی نوحؑ اور جناب نوحؑ کی شریعت کا دورانیہ پینتیس ہزار برس پر۔ نوحؑ کی شریعت محیط ہے ابراہیمؑ تک اور میں بتا چکا ہوں اسے نہیں دہرانا چاہتا۔ کہ نوحؑ کی پوری شریعت میں پچیس سو برس تو عمر ہے جناب نوحؑ کی۔ ساڑھے نو سو برس تبلیغ ہے اور اس تبلیغ کا خلاصہ کیا ہے۔ نوحہ، نوحہ، ماتم، ماتم، نوحہ، ماتم جبھی تو نام نوحؑ پڑ گیا یہی تو شریعت شیعیت کی ہے۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! صلوٰۃ بھیجیں صلوٰۃ۔ اچھا دوسری شریعت نوحؑ کی جو پینتیس ہزار سال تک جاری رہی اس کا اختتام کیا ہے؟ اس کا کمال کیا ہے؟ اس کا انجام کیا ہے؟ اس کی انتہا کیا ہے؟۔ سفینہ بناؤ نجات کا (بہت توجہ بہت توجہ) شریعت کو شیعیت سے دیکھتے جائیں۔ سفینہ بناؤ۔ واقعات آپ آپ کے سنے ہوئے ہیں۔

بہت توجہ دوستو۔ سفینہ بناؤ نجات کا۔ جو اس کشتی میں آجائے وہ نجات یافتہ بھی ہے۔ شیعہ بھی ہے۔ بھئی اس سے زیادہ بڑی بات تو میں کہہ بھی نہیں سکتا جو اس کشتی میں آجائے وہ نجات یافتہ بھی ہے۔ شیعہ بھی ہے۔ بھئی نجات تو وہی پائے گا نا جو شیعہ ہوگا (توجہ ہے نا غور ہی نہیں کر رہے) میں آگے چل کر وضاحت کروں گا ساتویں یا آٹھویں مجلس میں۔

انشاء اللہ یہ کشتی بناؤ اب یہ کشتی بھی بنی۔ پوچھیں مولانا میرے بھائی بیٹھے ہیں۔ یہ کشتی بنی۔ کیلیں اس کی جنت سے آئیں۔ تختے اس کے جنت سے آئے۔ بنی بھی کسی بند کمرے میں نہیں بنائی۔ بھئی اکیس بائیس آدمیوں نے بھئی سنیں...... اس کمرہ کا نام سقیفہ بنی سائدہ بھی نہیں تھا۔

(توجہ ہے ناں توجہ ہے) بنی بھی میدان میں۔ کیلیں بھی جنت سے۔ کشتی بھی جنت سے۔ تختے بھی جنت سے۔ معمار بھی جنت کے۔ جبرائیلؑ بھی جنت سے۔ کشتی بن رہی ہے۔ نجات کا سفینہ بن رہا ہے۔ اب میں کیا کروں؟ ان عددوں کو میں کہاں لے جاؤں۔

کیوں مجھے کافر کافر کہہ رہے ہو۔ قرآن سے پوچھو؟ اپنی تفسیروں سے پوچھو؟ کیا پوری قوم نوحؑ میں نوحؑ کو بہتر کافر کافر کہہ رہے ہو۔ قرآن سے پوچھو؟ اپنی تفسیروں سے پوچھو؟ کیا پوری قوم نوحؑ میں نوحؑ کو (۷۲) بہتر جوڑوں کے علاوہ کوئی نہیں ملا تھا (صلوٰۃ)

ہر جوڑا رکھا ہر جوڑا رکھا طوفان آتا چلا گیا۔ وہ واقعات میں بتا چکا ہوں آپ کو۔ طوفان بڑھتا چلا گیا۔ جتنا طوفان بلند اتنی کشتی نجات بلند۔ مجال نہیں ہے طوفان کی۔ پہاڑوں کو غرق کر دے گا۔ کشتی نجات کو غرق نہیں کر سکتا۔ طوفان بڑھتا چلا گیا۔ کشتی بلند ہوتی چلی گئی جو اس میں سوار ہوگئے۔ نجات پاگئے۔ جو باہر رہ گیا اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو فیصلہ لے رہا ہوں۔ پورے مجمع سے۔ اس کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ غرق ہو گیا برباد ہو گیا۔ تباہ ہو گیا۔ نسبتی بیٹا نہیں تھا نسبی تھا۔ نسبی تھا۔ لیا دیا رشتہ دار نہیں تھا۔ کتنی زبانوں کا مصرعہ بول رہا ہوں حضور نہیں غوز کر رہے۔

سببی سببی نہیں تھا۔ نسبی تھا۔ نوح کا بیٹا نسبی نسبی۔ یا اللہ یا تو مجھے طاقت دے کہ میں سمجھا سکوں۔ یا ذرا سا میرے ان نوجوان دوستوں کے ذہنوں کو بلند کر دے۔ تاکہ یہ بات واضح کر کے میں سیدھا اپنی اس منزل پر آؤں۔ جہاں مجھے آج رخ اختیار کرنا ہے۔

عزیزان محترم ذرا آپ غور کر لیں اس مسئلے پر نوحؑ کا بیٹا سبی نہیں تھا۔ سبی نہیں تھا۔ لیا دیا نہیں تھا۔ لے پالک نہیں تھا۔ مانگ کر نہیں پالا تھا۔ لے دے کر رشتہ داری قائم نہیں کی تھی۔ نسبی رشتہ سگا باپ، سگا بیٹا، سگا باپ، سگا بیٹا، سگا باپ۔ سگا بیٹا نبیؑ کو اکیلا چھوڑ کر نبیؑ کو اکیلا طوفان میں چھوڑ کر سگا بیٹا اگر پہاڑ پر چڑھ جائے تو وہ اہل نہیں

رہتا اور جو جنگ احد میں نبیؐ کو گڑھے میں چھوڑ کر۔ سبی رشتہ دار پہاڑوں پر چڑھ جائیں۔ کیا اب بھی ان کے اشتہار نکالو گے توجہ ہے یا علیؑ یا علیؑ (نعرہ حیدری) صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

اس جملہ پر ایک لمحہ اور ذرا سا توجہ فرمالیں تو جناب نوحؑ کی نبوت کا دورانیہ۔ آپ کی شریعت کا دورانیہ۔ نبوّت کا دورانیہ تو ساڑھے نو سو برس۔ سن مبارک ڈھائی ہزار۔ لیکن شریعت کا دورانیہ پینتیس ہزار۔ اب جناب نوحؑ کے بعد پینتیس ہزار انبیاءؑ آئے، آج بھی موجود ہیں۔ وادی نوحؑ میں یروشلم میں ان کی قبریں موجود ہیں۔ بڑے نبیوںؑ کو مانتے ہو ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ کے نام بتادو اپنا مذہب تبدیل کردوں گا (توجہ ہے نا) صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

بڑے سے بڑا اسکالر (توجہ ہے ناں) پنتیس ہزار انبیاءؑ جب آئے۔ جناب نوحؑ کے سلسلے میں آئے پینتیس ہزار۔ اور سب نے تاسی کی پیروی کی۔ شریعت نوحؑ کی۔ آج کی مجلس میں صرف اتنا اگر میں کرنے میں مولاؑ کے صدقے میں کامیاب ہو گیا۔ تو سمجھوں گا کہ آج کی مجلس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ کہ ان پینتیس ہزار انبیاءؑ جو جناب نوحؑ اور جناب ابراہیمؑ کے درمیان آئے۔ تو ظاہر ہے سب شریعت نبیؐ کی تاسی۔ شریعت نوحؑ کی تاسی اور پیروی کرتے ہوئے۔ آخر ان سب کا مذہب کیا تھا؟ یہ سب کے سب جو اوّلین میں آئے ان کا مذہب کیا تھا؟ یہ کس مذہب پر تھے؟

والقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین اس سے پہلے جو ہم نے بھیجے مشیر وولی۔ وہ سب شیعہ اولین میں سے تھے۔ تو یہ نوحؑ کے اور نوحؑ کے شیعہ ان کے دورانیئے میں۔ جو پینتیس ہزار انبیاءؑ اور رسول آئے وہ شیعہ۔ اور پھر جب جناب ابراہیمؑ آنے نا۔ آئے نا۔ اب اس پر تو کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کچھ کہنے کی (اب آپ صلوٰۃ بھیجیں)۔

توجہ ہے نا! اور اس کے بعد جناب ابراہیمؑ صاحب شریعت بن کر آئے۔ کون

ہیں؟ جناب ابراہیمؑ نامی گرامی شیعہ جنہیں قرآن نے Daclare کیا۔ شیعہ جس پر سنی شیعہ مفسّروں میں کوئی رائے ہے ہی نہیں...... سب متفق ہیں۔

"وان من شیعته لا براهیم" اور ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے تھا (بہت توجہ) شیعہ۔ ابد شیعہ۔ نبیؐ شیعہ۔ رسولؐ شیعہ۔ خلیلؑ شیعہ۔ امامؑ شیعہ۔ صلب طاہرؑ شیعہ۔ شجرہ انبیاءؑ شیعہ۔ ثمرۂ انبیاءؑ شیعہ کائنات کا پہلا بت شکنؑ شیعہ۔

یہ ہیں فیصلے یہاں مجھے تھوڑی سی بات روک کے کچھ کہنے کی اجازت دیں گی۔ جھوٹ بولتا ہے تاریخ کا مورخ۔ بکواس کرتا ہے۔ بادشاہان وقت کے چشم وابرو کے اشارے پر مرتب کرنے والی تاریخ والا بولتا ہے کہ کوئی اور بھی بت شکن تھا۔ کوئی بت شکن نہیں تھا پوری تاریخ میں صرف دو بت شکن گزرے ہیں ادر دونوں شیعہ ہیں۔ دونوں شیعہ ہیں کوئی محمود غزنوی بت شکن نہیں تھا۔ کوئی اس نے سومنات پر جاکر بت شکنی نہیں کی تھی بت توڑنے نہیں گیا تھا۔

اسے تو اطلاع ملی تھی کہ گجرات میں سومنات کا ایک مندر ہے اس میں ہیرے ہیں جواہرات ہیں سونا ہے چاندی ہے۔ سونے چاندی کے لالچ میں یہ بادشاہ بتوں کو توڑنے سومنات چلا گیا تھا۔ تو سونے چاندی کے لالچ میں بت شکنی کرنے والے کو بت شکن نہیں کہتے ہیں۔ اسے جابر کہتے ہیں۔ غائر کہتے ہیں۔ ظالم کہتے ہیں۔ لٹیرا کہتے ہیں۔ کوئی محمود غزنوی بت شکن نہیں تھا۔ تاریخ میں صرف دو بت شکن گزرے ہیں ایک نمرود کے زمانے میں علیؑ کا باپ ابراہیمؑ بت شکن تھا۔ ایک محمدؐ کے زمانے میں محمدؐ کا بھائی علیؑ بت شکن تھا۔ یہ ہے تاریخ۔ یا علیؑ یا علیؑ (نعرۂ حیدری) اللہ آپ کو سلامت رکھے اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھجیں۔ پہلا بت شکن تاریخ میں پہلا بت شکن ابراہیمؑ تھا۔

نوحؑ شیعہ پینتیس ہزار انبیاءؑ شیعہ۔ موسیٰؑ شیعہ۔ اگر موسیٰؑ شیعہ نہ ہوتے تو اپنے شیعہ کو کیوں بچاتے (واہ واہ توجہ فرمائیں صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) بھئی دیکھیں ناں دو آدمیوں میں جھگڑا ہو رہا تھا نا۔ واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے اس تفصیل میں جانے کا ظاہر ہے وقت نہیں ہے دو آدمیوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ موسیٰؑ نے

محسوس کیا دو آدمی جھگڑ رہے ہیں۔ اور وہیں محسوس کرلیا نبیؐ نے کہ ایک شیعہ ہے ایک اس کا دشمن ہے۔

"هذا من شيعه هذا من عد" وہ ایک شیعہ ہے۔ یا علیؑ پورے قرآن مجید میں نومقامات پر لفظ شیعہ مختلف معنی میں آیا ہے۔ یہ اس کی وضاحت میں آئندہ مجالس میں میں کروں گا انشاءاللہ (آپ صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) میں عرض کروں گا۔ توجہ ہے نادوستو۔ حضور جج صاحب میں ایک ایک دوست کی اور سارے اہل علم کی توجہ چاہتا ہوں۔ بیٹا آپ نے جو سوال کیا ہے۔ اس کا بھی اگر موقع ملا تو یہیں جواب دوں گا۔

میں یہ تاریخ بتاؤں گا کہ یہ حارث کون تھا؟ یہ حارث بن نعمان کون تھا؟ فہر قبیلہ کونسا تھا؟ فہر قبیلہ کب ایمان لایا۔ یہ اس قبیلہ کا کیا سردار تھا کس تاریخ میں آیا؟ یہ انشاءاللہ میں آپ کو بتاؤں گا لیکن یہاں یہ مضمون چل رہا ہے نا میں انشاءاللہ بتاؤں گا۔ آپ کی توجہات پر میں شکر گزار ہوں کہ میرے پڑھے لکھے نوجوان اتنی بڑی تعداد میں یہاں آرہے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے اور ایک ایک لفظ پر غور کرتے ہیں آپ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) میں عرض کروں گا۔

توجہ ہے نا! دیکھا موسیٰؑ نے قرآن ہی کا واقعہ ہے نا دو لڑرہے ہیں۔ اس میں ایک شیعہ تھا۔ کس کا موسیٰؑ کا (نعرہ حیدری) جیو میرے بیٹے جیو توجہ ہے نادوستو مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ دو فرد لڑرہے ہیں ایک موسیٰؑ کا شیعہ تھا ایک موسیٰؑ کا عدو تھا۔ ایک شیعہ تھا۔ ایک دشمن تھا۔ اب مجھے بتایئے نبیؐ تو عادل ہوتا ہے نا (توجہ ہے نا) نبیؐ معاذ اللہ معصومؑ ظالم تو نہیں ہوتا نبیؐ تو عادل ہوتا ہے۔ دنیا نے دیکھا دنیا نے غور کیا کہ جیسے ہی اپنے وارث کو دیکھا آتے ہوئے شیعہ نے چلا کر کہا یا موسیٰؑ۔

آج اپنی زبان میں کہہ رہا ہو۔ ممکن ہے اس وقت اس نے ایسا نہ کہا ہو۔ قبطی زبان میں لیکن میں تو آج کی زبان میں کہہ رہا ہوں نا۔ دور سے اپنے وارث کو آتا ہوا دیکھ کر موسیٰؑ کے شیعہ نے کہا ہوگا نا۔ یا موسیٰؑ ادرکنی (بہت توجہ) کہا ہوگا نا۔ آج

کی زبان میں یا موسیٰ میری مدد کیجئے۔ یا موسیٰ میری مدد کیجئے۔

تو جناب موسیٰ پہنچے اور جاکر جو اللہ کا دشمن تھا اس کی ناک پر مکا رسید کیا۔ ایک ہی مکا سے وہ فی النار ہو گیا۔ اپنے شیعہ کی مدد کرلی اپنے شیعہ کو بچالیا۔ اب آپ سمجھے۔ اے شیعوں کو۔ اے شیعوں کو۔ چراغ سمجھ کر۔ نجدی ہواؤں کے ذریعے سے بجھا دینے کی ناکام کوششیں کرنے والو۔ احمقوں کی جنت میں رہتے ہو۔ شیعہ کبھی مر نہیں سکتے۔ اس لئے کہ تمہارے وارث مر گئے۔ ہمارا زندہ ہے۔ زندہ ہے موجود ہے۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم (نعرۂ حیدری) ایک دفعہ عظمت آل محمدؐ کے احسانات کو یاد کر کے بلند ترین صلوٰۃ بھیج دیں۔ مولاؑ آپ کو سلامت رکھے عزیزان محترم ایک مرحلے پر اور توجہ فرمالیں۔ نوحؑ شیعہ۔ پینتیس ہزار انبیاءؑ شیعہ۔ شریعت شیعہ کی۔ موسیٰؑ شیعہ۔ موسیٰؑ کا ماننے والا شیعہ! یا علیؑ! یا علیؑ! اب ذرا غور فرماتے جائیں۔

عزیزان محترم! ابراہیمؑ شیعہ اب شیعہ کے معنی غلط کرتے ہیں نا۔ لوگ سمجھتے نہیں یا حسینؑ ابو جہلوں کی اولادیں کیا جانیں۔ کہ باب علم کے بھکاریوں کو کہتے کیا ہیں (بہت توجہ بہت توجہ) میں بتادیتا ہوں۔ بھئی شیعوں کا دوسرا لفظ جس سے عموماً آپ لوگ چڑ جاتے ہیں۔ شکایتیں کرتے ہیں۔ (حکیم صاحب سے) مجھ سے۔ صاحب ہمیں رافضی کہہ دیا رافضی کہہ دیا۔

ارے خوش ہوا کرو بھائی۔ پھر شیعہ۔ پھر شیعہ۔ دوسرا لفظ جو ہمارے لئے استعمال ہوا ہے نا چڑ کر رافضی ہیں۔ رافضی۔ جاہل لوگ ہیں۔ سمجھتے تو ہیں نہیں۔ رافضی کے معنی کیا ہیں؟ کہے جارہے ہیں۔ ہاں ہم رافضی ہیں۔ الحمد للہ! خدا کی قسم! ہم رافضی ہیں۔ مصطفیٰؐ کی قسم ہم رافضی ہیں۔ علیؑ کی قسم ہم رافضی ہیں۔ قرآن کی قسم ہم رافضی ہیں۔ لو اب جسے برا ماننا ہے مان لے۔ قران کی قسم ہم رافضی ہیں۔ قرآن کی روسے ہم رافضی ہیں۔ بھئی حدیث کی روسے ہم رافضی ہیں۔ تاریخ کی روسے ہم رافضی ہیں۔

میرے نوجوان دوستو برا نہ مانا کرو رافضی ہونا کوئی بری بات نہیں۔ ہمارا ٹائیٹل

ہے ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ تو جاہل ہیں انہیں تو پتہ نہیں کہ رافضی کہتے کسے ہیں؟ انہیں یہ ہی نہیں پتہ کہ رافضی یہ تو جاہل ہیں۔ جاہل ہونا توان کے مقدر میں ہے۔ ان کی نسلوں میں ہے۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ اندازہ فرمایئے نا ان لوگوں کو لفظوں کی تمیز کیا ہوگی؟ جج صاحب کیا تمیز ہوگی انہیں۔ کہ لفظ کیا ہیں؟ اور لفظ کس منزل پر جاکر کیا معنی دیتا ہے۔ اور عربی ادب کے اعتبار سے لفظ ہمیشہ صفت اپنے موصوف پر جاکر معنی دیتی ہے۔ یہ عربی کا قاعدہ ہے ایک لفظ مکر اگر کسی انسان کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ مکاری ہے۔ یہ ہی لفظ مکر اگر اللہ کے لئے استعمال کیا جائے تو تدبیر ہے (بس صلوٰۃ بھیج دیں)

میں اس تفصیل میں نہیں جاتا دامن وقت میں گنجائش نہیں۔ اشارہ۔ الحمدللہ آپ سارے اہل علم ہیں۔ کافی ہے آپ کے لئے یہ آپ صرف اس جملے کو سمجھیں۔ لوگ ہمیں دوسرا لفظ جو کہتے ہیں نا یہ شعیت کے حوالے سے یہ شیعہ جو ہیں رافضی ہیں۔ ہاں بھئی ہیں۔ ہاں ہم قسم کھاکر کہہ رہے ہیں۔

اتنے بڑے مجمع سے کراچی کے گرج دار مجمع سے عرفان حیدر عابدی اعلان کررہا ہے۔ ہاں ہم رافضی ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ اس لئے جب موسیٰؑ کو پروردگار نے فرعون کے دربار میں بھیجا۔ موسیٰؑ شیعہ تھے نا ذہن بڑھاؤ ذہن میں رکھو دوستو۔ اگر سارا مجمع چھلک کر علیؑ کی ولایت کا اعلان غدیر خم کی طرح نہ کرے۔ تو پھر علیؑ سے جو بھیک میں تم نے علم کے ذرے مانگے ہیں۔ تاثیر مانگی ہے۔ ہم دونوں بھائیوں نے پھر اس کا فائدہ کیا ہے۔ (نعرہ حیدری) مگر آپ کی توجہ اسی طرح چاہئے مولا آپ کو سلامت رکھے۔

عزیزان محترم! ذرا سا اس جملے پر۔ اب موسیٰؑ گئے نا۔ فرعون کے دربار میں اس لئے کہ وہ باغی ہوگیا تھا طغیان پر اتر آیا تھا۔ باغی ہوگیا تھا۔ موسیٰؑ شیعہ تھے نا گئے (بڑی توجہ) اس نے اپنے جادوگر اکٹھے کئے۔ واقعہ آپ کا سنا ہوا۔ ایک جملہ کہہ

رہا ہوں جادو گر اکٹھے کئے۔ جادو گروں نے رسیاں پھنکیں۔ سانپ بنے۔ موسیٰ ؑ نے عصا پھینکا اژدھا بن گیا۔ شیعہ کا اژدھا۔ فرعون کے سنپولیوں کو نگل گیا۔ سپنولیئے بڑی تعداد میں ہوتے ہیں۔ بے شمار ہوتے ہیں۔ موسیٰؑ کا اژدھا۔ موسیٰؑ نے عصا پھینکا اژدھا بن گیا سارے جادو گروں کے چھوڑے ہوئے نظر بندی کے تحت جو چھوڑے گئے تھے۔ سارے سنپولیوں کو۔

قرآن گواہ ہے دوستو۔ سارے سنپولیوں کو نگل گیا ہضم کر گیا۔ موسیٰ ؑ نے عصا اٹھالیا۔ اژدھا پھر عصا بن گیا۔ موسیٰ ؑ پھر کھڑے ہوگئے اگر کسی کو یقین نہیں آتا۔ کتاب پڑھنے کی فرصت نہیں ہے نوجوان دوستو تو پڑھو دیکھو۔ فلم بنی ہے باقاعدہ انگریزوں نے بنائی ہے۔ وہ دیکھو اس میں یہ پورا سارا واقعہ پکچرائز کیا گیا ہے۔

ایک ایک لمحہ اس کو دیکھو۔ تو تمہیں پتہ چلے گا۔ اسکا اندازہ ہوگا۔ اژدھے نے ان سارے جادو گروں کے سانپوں کو نگل لیا (بہت وجہ) شعیت یہیں سے ثابت ہوگی۔ اور تقریر کا فیصلہ کن مرحلہ ابراہیمؑ پر۔ کل انشاء اللہ گفتگو ہوگی اگر وقت ملا۔ اگر آج ملا تو تھوڑی سی گفتگو۔ نہیں تو کل تفصیل کے ساتھ۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ اژدھے نے جادو گروں کے چھوڑے ہوئے چالیس ہزار سانپوں کو نگل لیا۔

موسیٰ ؑ نے اٹھایا عصا۔ پھر عصا بن گیا، عصا پھر بن گیا، عصا پھر بن گیا۔ فرعون۔ تخت پر بیٹھا ہوا جادو گر پریشان ہوگئے۔ لفظ رافضی ذہن میں رکھنا۔ جادو گر پریشان ہوگئے جب انہوں نے اپنے جادو کا یہ حشر دیکھا۔ اپنے سانپوں کا یہ حشر دیکھا۔ تو ایک مرتبہ سب کے سب۔ قرآن گواہ ہے۔ گھبرا کر فرعون کا تخت چھوڑا۔ فرعون کو چھوڑا۔ سیدھا موسیٰ ؑ کے اور ہارونؑ کے قدمون میں آئے۔ آکر موسیٰ ؑ اور ہارونؑ کے قدموں میں گر کر کہتے ہیں۔ "امنا برب موسیٰ ؑ" ہم ایمان لائے رب موسیٰ ؑ پر بھی۔ رب ہارونؑ پر بھی۔ نبیؐ کا کلمہ بھی پڑھا (بہت توجہ) نبیؐ کے وصی کا کلمہ بھی پڑھا۔

جیسے ہی فرعون کے جادو گروں نے فرعون کو چھوڑ کر نبیؐ اور اس کے ولیؑ کا کلمہ

پڑھا۔ بے ساختہ فرعون نے جلال کے عالم میں پہلی مرتبہ کہا۔

"انتم الرافضون" کیا تم سب کے سب رافضی ہوگئے اب پتہ چلا۔ تو ہر دور کے نبیؑ اور اس کے ولیؑ کا مکمل کلمہ پڑھنے والے کو رافضی کہتے ہیں۔ یا علیؑ! یا علیؑ! یہ ہے مرتبہ! یہ ہے تاریخ۔ توجہ کریں نا میرے بھائی (نعرہ حیدری)

مولاؑ سلامت رکھے دونوں ہاتھ بلند کر کے مسجد کے میناروں تک بیٹھے ہوئے دوست اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ بت پرست کو نہیں کہتے بت شکن کو کہتے ہیں۔ میں تو کہہ چکا جملہ آپ غور کریں نہ کریں۔ اب تو میرے پاس گنجائش نہیں ہے۔ شیعہ بت پرست کو نہیں کہتے بت شکن کو کہتے ہیں۔

بڑی توجہ دوستو! ابھی میں دروازے میں داخل ہو رہا تھا۔ مجھے دوستوں نے۔ العباسؑ کے اسکاؤٹس ہمارے نوجوانوں نے اور فدائے اہلبیتؑ کے نوجوانوں نے ایک پرچی دی۔ کہ کچھ ہمارے دوسرے بھائی آئے ہیں وہ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ محرم کے دنوں میں ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ ہم سوالات کے جوابات دے سکیں۔ مضمون چونکہ لامتناہی ہوتا ہے وقت محدود ہوتا ہے۔

لیکن چونکہ بھائی آئے ہیں محبت سے آئے ہیں اس لئے ہم ان جملوں کا جواب ایک جملے میں دیئے دیتے ہیں۔ اس بات کو ذہن میں رکھیں۔ بھائیوں نے سوال یہ کیا۔ کالج کے لڑکے ہیں یونیورسٹی کے لڑکے ہیں۔ ہمارے دوست ہیں ہمارے بھائی ہیں۔ یہاں تک تو آئے ہیں نا۔ قدر کرتے ہیں ہم عزت کرتے ہیں پوری توانائی سے (نعرہ حیدری)

جیو! جیو! دوست آئے ہیں نا۔ بھائی آئے ہیں نا۔ باب العلم تک آئے ہیں نا۔ سوال کیا ہے کہ جب علیؑ کعبہ میں تشریف لائے تو کیا کعبہ میں بت تھے؟ ہاں بھئی کعبہ میں بت تھے۔ اسی لئے تو علیؑ کعبہ میں آئے تھے۔ اگر کعبہ میں بت نہ ہوتے تو علیؑ اس میں کیوں آتے؟ پھر تو علیؑ ابو طالبؑ کے گھر میں آتے جہاں بت نہیں تھے۔

توجہ ہے نا! اس بات پر۔ توجہ توجہ! ابھی جملہ سن لیں ہاں تفصیلی جواب کل

دوں گا۔ اگر موقع ملا تو کل جواب دوں گا۔ ہاں بت موجود تھے ہم تاریخی حقائق کو جھٹلاتے نہیں۔ محرابوں میں۔ اوطاقوں میں۔ فیصلہ! فیصلہ! فیصلہ! لے لو! محرابوں میں۔ دروں میں۔ دیواروں میں ہر جگہ بت موجود تھے۔ ہر جگہ جبھی تو علیؑ آئے خانہ کعبہ میں۔ جبھی تو علیؑ آئے یہ سوال مجھ سے نہیں آج پہلی مرتبہ کیا گیا۔

حضور یہ سوال علامہ رشید ترابی سے بھی کیا گیا تھا۔ بڑا امام باڑہ کھارادار میں میں ایک شخص نے۔ علیؑ خانہ کعبہ میں آئے تھے۔ وہاں تو بت موجود تھے علیؑ کیوں آئے تھے؟ ایسے گھر میں جہاں بت موجود تھے۔ جہاں بت موجود تھے۔

تو عزیزان محترم بڑی عجیب وغریب منزل پر استاد قمر جلالوی جو علامہ رشید ترابی کے برابر میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے جواب دیا تھا۔

نہ آتے کعبہ میں حیدرؑ تو پھر کہاں آتے؟

وہیں چراغ جلے گا جہاں اندھیرا ہوگا

توجہ ہے (!ہائے!ہائے! یا علیؑ! یاعلیؑ!) اندازہ کریں یا علیؑ یاعلیؑ (نعرہ حیدری) بت شکن نعرہ پوری طاقت سے دونوں ہاتھ بلند کرکے پوری توانائی سے نعرہ حیدری۔ چلو میرے ان نوجوان دوستو کے اس سوال کا جواب تو میں کل تفصیل سے دوں گا یا آج رات کی مجلس میں لیکن اتنی بات تو طے ہوگئی نا۔ کہ علیؑ کعبہ میں آئے۔ علیؑ کعبہ میں آئے۔ ارے کسی کو شیعہ مانو ناں مانو۔ علیؑ تو شیعہ ہیں ناں۔ علیؑ تو شیعہ ہیں نا۔ تو جہاں علیؑ آئے وہ جگہ شیعہ۔ جس گود میں آئے وہ گود شیعہ۔ جس صلب میں آئے وہ صلب شیعہ۔ جس رحم میں آئے وہ رحم شیعہ۔ جس خاندان میں آئے وہ خاندان شیعہ۔ جس قوم میں آئے وہ قوم شیعہ۔ تو پھر علیؑ کعبہ میں آئے تو کعبہ بھی شیعہ۔

اے علیؑ کے دشمنوں تم بھی اگر اپنے باپ کی اولاد ہو تو کعبہ کا طواف کرنا چھوڑ دو۔ شیعہ ہے، شیعہ ہے، شیعہ ہے (نعرہ حیدری) اور انشاء اللہ کل بتاؤں گا جناب ابراہیمؑ کے تذکرہ سے پھر آپ اندازہ کریں گے۔ اور یاد کرو میرے حبیبؐ وہ وقت

جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کعبہ کی دیواروں کو بلند کرتے جاتے تھے۔ اور دعا کرتے جاتے تھے کہ

اے پروردگار ہماری ان دعاؤں کو قبول فرما۔ یہ گھر بھی شیعہ نے بنایا۔ اور اس گھر میں جتنی شریعت ہے ناں وہ سب ابراہیمؑ کی ہے۔ تم سے بھی زیادہ بد نصیب کوئی نہیں ہے۔ خانہ کعبہ میں جاتے ہو شیعہ شریعت پر عمل کرتے ہو باہر آتے ہو اپنے فقہ کے نعرہ لگاتے ہو توجہ ہے (نعرہ حیدری)

خانہ کعبہ میں شریعتیں، صفاء مروہ یہ سب کل بتاؤں گا۔ (صلوٰۃ بھجیں آپ محمدؐ و آل محمدؐ پر) مولا آپ کو سلامت رکھے۔ میں دیکھتا ہوں تاحد نظر ہمارے بچے ہمارے بوڑھے ہمارے نوجوان۔ ہماری مائیں ہماری بہنیں ہماری بچیاں یہ ہم سے سوال کر رہی ہیں۔ یہ محرم کی آج چھ تاریخ گزر رہی ہے۔ یہ سات کے دن کے بعد بھی آٹھ محرم کو بھی امتحان لئے جا رہے ہیں۔ پیپر ہو رہے ہیں امتحان ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے بچے آٹھ تاریخ کو سقّہ بھی بنتے ہیں نذریں بھی ہوتی ہیں۔ حاضریاں بھی ہوتی ہیں۔

عزاداری امام حسینؑ میں ہمارے بچوں کو کسی قسم کی رکاوٹ ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ حکومت غور کرے۔ تدبر کرے۔ تفکر کرے۔ پھر آپ کہیں گے کہ یہ سیاسی باتیں کرتا ہے۔ نہیں ہم کوئی سیاست نہیں جانتے۔ حسینؑ پر ساری کائنات کی سیاستیں قربان۔ ساری کائنات کی سیاسی پارٹیاں حسینؑ کی جوتیوں پر قربان۔ اگر تمہیں ایک بڈھا سربراہ مملکت ایک قلم سے ڈس مس کر دے تو اڑتالیس دن تک اسمبلی میں نہیں جاسکتے۔ اور تین دن سے بے نظیر بھٹو شور مچا رہیں ہیں۔ کیا اسمبلی کا اجلاس احترام محرم میں ملتوی نہیں کر سکتے۔

اب بتاؤ کہ کافر کون ہے۔ توجہ ہے۔ توجہ ہے۔ کیا تیر مار لوگے۔ ڈھائی سال میں کیا تیر مار لئے۔ نام رکھنے سے کوئی شریف تو نہیں ہوتا۔ توجہ ہے نا عزیزان محترم۔ شریف تو وہ ہے جو حسینؑ سے شرافت کا مظاہرہ کرے۔ شریف وہ ہے جو کربلا سے شرافت کا مظاہرہ کرے۔ شریف وہ ہے جو آل رسولؐ سے شرافت کا مظاہرہ

کرے۔ شریف وہ ہے جو قرآن سے شرافت کا مظاہرہ کرے۔

تم شریف اگر بننا چاہتے ہو تو احترام کرلو۔ حسینؑ کو یاد رکھو ہمارے یہاں کوئی ؟ نہیں ہے۔ کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ جو حسینؑ کی عزت کرتا ہے۔ اس کی جوتیاں ہمارے سر کا تاج ہیں۔ اور جو حسینؑ کی عزت نہیں کرتا اس کا تاج ہماری ٹھوکروں میں ہے۔ ختم ہو گئی بات۔

آٹھ محرم کے امتحانات منسوخ کرو۔ ریڈیو سے شہر نامے تم نے بند کردیئے۔ یہ اسلام لارہے ہو۔ یہ شریعت لارہے ہو۔ یا یزیدیت لارہے ہو۔ روزانہ شہر نامہ دن میں آیا کرتا تھا۔ شہر بھر میں ہونے والی رات بھر کی مجالس کے اقتباس پیش کئے جاتے تھے۔ ریڈیو پاکستان سے بند کئے جارہے ہیں۔ خصوصی پروگرام میں کمی کی جارہی ہے۔ تم نے ایک حشر تو دیکھ لیا ہے ایک ملعون اخبار کا۔ جنگ اخبار کا حشر تو دیکھ لیا کوئی فرق پڑا۔

دیکھو تاحد نظر حسینیوں کے مجمعے۔ حسینؑ کسی اخبار کا محتاج نہیں۔ حسینؑ کسی ریڈیو کا محتاج نہیں۔ حسینؑ کسی ٹیلی ویژن کا محتاج نہیں۔ تم سب اگر اپنے حسب نسب کو تاریخ میں صحیح ثابت کرنا چاہتے ہو۔ تو کوشش کر کے حسینیؑ بنو۔ جو مولاؑ کو نہیں مانتا میں تیری نسلوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہاں کی باتیں کرتا ہے۔ کہاں کی باتیں کرتا ہے۔ میں کسی سے (Compromise) نہیں کروں گا۔

میں شکر گزار ہوں اپنی قوم کا۔ کہ میری گزارش پر پوری قوم نے 42 بیالیس سال میں یہ پہلا ریکارڈ ہے۔ یہودی اخبار کو ایک پیسہ نہیں دیا۔ حسینؑ پیسوں کے ذریعے اپنے آپ کو نہیں منواتا۔ جذبوں کے ذریعے اپنے آپ کو منواتا ہے۔ کربلا کی بالی پر زروزیور نہیں چڑھائے جاتے۔ سر کے نذرانے دیئے جاتے ہیں۔ حسینؑ کے تو سب سے کمسن بچے کے خون کے ایک قطرے کا وزن آسمان اور زمین نہیں اٹھا سکتے۔ ٹھیک ہے نا۔

دیکھو یہ مائیں بہنیں آئی ہیں ان کی گودیاں اللہ بھری رکھے۔ سب سے کمسن بچہ

تھا نا کربلا میں چھ مہینے کا تھا۔ اس کے خون کا وزن اتنا تھا۔ کہ آسمان اٹھا نہیں سکا تھا۔ زمین برداشت نہیں کر سکی تھی۔ آسمان نے کہا تھا حسینؑ بارش نہیں ہوگی۔ اگر یہ خون ناحق آسمان کی طرف چلا گیا۔ زمین نے ہاتھ جوڑ کر کہا تھا کہ ابو ترابؑ کے بیٹے ؑ فصل نہیں ہوگی۔ اگر یہ قطرہ زمین پر گر گیا۔

عزادارو مجھے جملہ کہنے دوگے۔ اے دنیا بھر کے مسلمانوں! علی اصغرؑ کا احسان مانو۔ اگر اصغرؑ کا خون آسمان پر چلا جاتا تو بارش نہ ہوتی۔ زمین پر گر جاتا فصل نہ ہوتی بھوکے مر جاتے۔ آج بھی جو پانی کھانا مل رہا ہے۔ اصغرؑ کا صدقہ ہے۔

سارے بھائیوں کی توجہ میں چاہتا ہوں۔ ہندو رائٹر یہ کہتا ہے کہ مجھے تو کربلا میں کوئی انسان بھی نظر نہیں آتا۔ اس لئے وہ کہتا ہے کہ اکبرؑ کے برچھی لگی مجھے کوئی غم نہیں۔ عباسؑ کے بازو کٹے۔ میں غم نہ کرتا۔ قاسمؑ کا لاشہ پامال ہوا۔ میں غم نہ کرتا۔ عونؑ و محمدؑ خون میں نہا گئے۔ میں غم نہ کرتا۔

مگر کیا کروں راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتا ہوں۔ جب مجھے خیال آتا ہے کہ کربلا میں ایسے بھیڑیئے بھی تھے۔ جنہوں نے اتنے چھوٹے بچے کو تیر مارا جس چھ مہینے کے بچے کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ تیر کھا کر ہنسنا ہے یا رونا ہے۔

ماتم کرو! جزاک اللہ! جزاک اللہ! اتنے چھوٹے بچے کو تیر مارا کہ جسے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ تیر کھا کر ہنسنا ہے یا رونا ہے۔

مجلس ہفتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا
وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وَ مَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ
وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَ لَا
تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ ؕ کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مَا تَدۡعُوۡ
ہُمۡ اِلَیۡہِ ؕ اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ
یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الشوریٰ آیت: ۱۳)

صلوٰۃ!

حاضرین گرامی قدر! عزا داران مظلوم کربلا انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیر اہتمام بار گاہ شہدائے کربلاؑ میں عشرہ محرم کی ساتویں تقریر اپنے بے بضاعتی اور کم مائیگی علم کا اعتراف کرتی ہوئے۔ شریعت اور شیعیت کے عنوان پر آپ کی توجہات کی نذر ہے۔

ان مجالس میں ہمارا نقطہ نگاہ ملت اسلامیہ کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے کہ جب سے بھی تاریخ آدمؑ وعالم کی ابتدا ہوئی ہے۔ یہ زمین و آسمان قوانین شریعت سے خالی نہیں رہے۔ اور پرور دگار عالم نے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے بندوں کو شریعت کے ضابطوں سے محروم نہیں رکھا۔ اس لئے کہ وہ حاکم مطلق ہے۔ وہ عادل ہے۔ وہ اپنے دامن عدل پر قیامت کے دن کوئی ایسا داغ یا ایسا بہتان۔

معاذ اللہ کسی بندے کی جانب سے لانا پسند نہیں کرے گا۔ جو یہ کہہ سکے کہ پالنے والے فلاں زمانے کے فلاں دور میں محتاج شریعت تھا۔ میرے پاس کوئی شرع کا

سمجھانے والا نہ تھا۔ میرے پاس تیرے قوانین پہنچانے والا کوئی نہ تھا۔ میرے پاس مجھے تیری بندگی کا حق اور اس کے آداب بتانے والا نہیں تھا۔

اسی لئے پروردگار عالم نے ہر دور میں ہر زمانے میں شریعت کا اطلاق کیا اور پوری قرآن مجید میں تسلسل و تواتر کے ساتھ پانچ مقامات پر شریعت کا خصوصیت سے تذکرہ کیا۔ اور بتایا کہ دیکھو تم سب کے لئے وہی شریعت مقرر کی گئی ہے۔ جو ہم نے ازل کے لوگوں کے لئے کی تھی۔ شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اس لئے کہ شریعت کوئی بندوں کا بنایا ہوا قانون نہیں ہے۔ جن میں نظریہ ضرورت کے تحت تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

شریعت اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے۔ بندے کا قانون نقص علم کی بنیاد پر بنتا ہے۔ اللہ کا قانون کل علم کی بنیاد پر مرتب ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بندوں کا بنایا ہوا قانون اس لئے ناقص ہوتا ہے۔ کہ ان کا علم ناقص ہوتا ہے۔ علم اس لئے ناقص ہوتا ہے کہ ان کے علم کا مدرسہ ناقص ہوتا ہے۔ علم کا مدرسہ اس لئے ناقص ہوتا ہے کہ وہ علم کے دروازے سے دور ہوتے ہیں (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

کوئی ایسا قانون جو بندے بنائیں گے خواہ بندے اپنے علم کے کسی بھی معیار پر چلے جائیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ ان کا علم رہے گا تو ناقص۔ بڑے سے بڑا مجتہد۔ بڑے سے بڑا فقیہہ۔ بڑے سے بڑا دنیاوی امام۔ جو دنیا نے بنائے وہ بھی اگر بڑی سے بڑی کتاب بھی لکھے گا تو آخر میں یہی لکھ دے گا کہ "**واللّٰہ اعلم بالصواب**"

اس کا یہ لکھنا اس کی علم کے نقص کی دلیل ہے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) اتنا تو لکھے گا نا کہ بہترین تو اللہ جانتا ہے۔ سب سے بہتر جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ اس کا یہ لکھنا یہ بتانا ہے۔ عزیزان محترم! ہم جس امور پر آپ حضرات کو مسلسل زحمت دے رہے ہیں۔ اور نوجوان دوست خصوصی طور پر جس محبت سے تشریف لا رہے ہیں۔

ہماری ان ساری مجالس میں جہاں جہاں گفتگو ہو رہی ہے اس حوالے سے آپ کا یہ حق بنتا ہے۔ اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم محرم کے ان دنوں میں ملت اسلامیہ کو

یہ واضح کریں۔ کہ بھائی شریعت شیعیت سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے بلکہ شریعت کے تخلص کا نام شیعیت ہے (توجہ ہے)

شریعت کے تخلص کا نام شیعت ہے۔ جہاں شریعت مجسم ہو کر عمل کی منزل میں آجائے وہاں شیعیت بنتی ہے۔ ہمارا کوئی قانون، ہماری کوئی عزاداری، ہمارا کوئی عبادت کا رکن، ہماری کوئی نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج، ہماری زکوۃ، ہمارے جہاد، ہمارے خمس، ہمارے امر بالمعروف، ہمارے نہی عن المنکر، ہمارے جتنے بھی **اوامرو نواھی** ہیں۔

وہ سب کے سب قرآن کی شریعت کے مطابق ہیں اس میں کبھی کوئی تفسیر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم نے جو شریعت لی ہے وہ درباروں والے قرآن سے نہیں لی ہے۔ دروازے والے قرآن سے لی ہے (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ آل محمدؐ پر) آپ تو شریعت میں انطباق کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ آپ کو تو پتہ بھی نہیں ہے کہ شریعت کو کس طرح سے نافذ کیا جائے۔ اس لئے کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ کونسی آیت کب نازل ہوئی؟ کہاں نازل ہوئی؟ کس جگہ نازل ہوئی؟ کس دور میں نازل ہوئی؟

قرآن کی پہلی آیت تو اسوقت نازل ہوئی جب آپ تو آپ۔ آپ کے والد بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے (توجہ ہے نا عزیزان محترم) صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند غور کرتے جائیں نا آپ کو کیا پتہ کہ شریعت کا چینل کیا ہے؟ ذرا سا اسی طرح بلند ہوتے جائیں۔ کیونکہ اب فیصلہ کن مرحلے ہیں۔ اور دو دن باقی ہیں تو اسی میں انشاء اللہ ہم کوئی نتیجے آپ کی خدمت میں پیش کریں گے اور پھر شریعت کو شیعیت سے بالکل بلا فصل ثابت کریں گے۔ انشاء اللہ (آپ بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

ارے ہمارے اعمال دیکھیں، ہماری دعائیں دیکھیں، ہماری کتابیں دیکھیں ہماری نہج البلاغہ دیکھیں۔ ہماری صحفیہ سجاد یہ دیکھیں۔ ہماری اعمال عاشورہ کی کتابیں دیکھیں۔ ان میں دعائیں دیکھیں۔ ان میں اعمال دیکھیں۔ اعمال کے طریقے دیکھیں۔

عزیزان محترم میں صرف آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم تو اپنی

عبادات میں بھی ایک لمحے کی لئے شریعت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے (بڑی توجہ، بڑی توجہ) اس لئے کہ شاید سورہ مبارکہ شوریٰ جس کی مسلسل تلاوت کا میں شرف حاصل کر رہا ہو۔

شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا

تمہارے لئے دین کے متعلق وہی راستہ مقرر کیا گیا ہے۔ جس کی وصیت ہم نے نوحؑ کو کی تھی۔

"والذی اوحینا الیک" اور حبیبؐ یہی فرق ہے نوحؑ میں اور تم میں کہ نوحؑ کو وصیت کی تھی۔ تمہیں وحی کی ہے۔ بڑی توجہ یہاں تک تھی ناگفتگو کل تک۔ نوحؑ کو وصیت کی تھی تمہیں وحی کی۔

"والذی اوحینا الیک" تم پر وحی کی ہے۔ میں کل عرض کر چکا ہوں آپ کی خدمت میں کہ وصیت ہمیشہ پہلے والا بعد والے کو کرتا ہے۔ تو نوحؑ کی وصیت کی گئی نوحؑ کو۔ بڑی توجہ دوستوں نوحؑ کو وصیت کی گئی۔ پیغمبرؐ اسلام پر وحی کی گئی۔ تو ظاہر ہے وحی پہلے آئی ہوگی وصیت بعد میں کی گئی ہوگی۔ تو جو نوحؑ کو بھی وصیت (بہت توجہ) جو نوحؑ جیسے نجی اللہ کو آدمؑ ثانی کو وصیت کرے۔ شریعت میں اسے محمد مصطفیٰ کہتے ہیں (صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند محمدؐ و آل محمدؐ)

"والذی اوحینا الیک" اور ہم نے آپ کو وصیت کی پھر تیسرے مرحلے پر کیا کہا (بڑی توجہ) تیسرے مرحلے پر کیا کہا کہ وصیت کی نوحؑ کو وحی کی آپؐ کو۔

"وصینا به ابراهیم وموسیٰ" اور پھر ہم نے وصیت کی ابراہیمؑ کو۔ ابراہیمؑ کو۔ وحی نہیں کی وصیت کی (بہت توجہ) وصیت کی ابراہیمؑ کو موسیٰؑ کو، عیسیٰؑ کو کس بات کی وصیت کی۔

"ان اقیمو الدین" دین قائم کرو فرقہ نہ بناؤ دین قائم کرو، شریعت کا مقصد دین قائم کرنا۔ فرقہ بنانا نہیں۔ اب جو بھی شریعت کے نام پر فرقہ بازی کر رہے

ہیں۔ وہ شریعت کی خلاف ورزی بھی کررہے ہیں۔ قرآن کی خلاف ورزی بھی۔ آیتوں کے منکر کے لئے فیصلہ خود کر لیجئے کہ اسے کہا کیا جائے گا۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر ذرا سی توجہ فرماتے جائیں۔ آپ کو اس لئے شریعت کو نافذ کرنے کا یا شریعت کے نافذ کرنے کے دعویٰ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کہ ظاہر ہے کہ ساری شریعت کا ماخذ تو قرآن ہے نا۔

بڑی توجہ عزیزان محترم! ساری شریعت کا ماخذ تو قرآن ہے، قرآن اس وقت نازل ہونا شروع ہوا جب آپ تھے نہیں۔ **"بین الماء والطین"** ہوں گے یا "لات وعزیٰ" کے قدموں میں ہوں گے یا کفر کدوں میں پرورش پارہے ہوں گے۔ یا بھیڑیں بکریاں چرا رہے ہوں گے۔ یا شراب کے ٹھیکے لے رہے ہوں گے۔ یا کپڑے بیچ رہے ہوں گے۔ یا بت گری کر رہے ہوں گے۔ صلوٰۃ بھیجیں ذرا غور کرتے جائیں آپ کو کیا پتہ؟ پوری طاقت سے (نعرہ حیدری یا علیؑ)

مولا آپ کو سلامت رکھے بہت شکر گزار۔ آپ کی توجہات پر۔ آپ کو کیا علم کہ قرآن کی کونسی آیت؟ کب؟ کہاں؟ کیوں؟ کس پس منظر میں؟۔ کس لئے نازل ہوئی؟ اور اگر آپ اتنے ہی پر یقین تھے قرآن پر تو جب علیؑ نے تنزیل کے مطابق قرآن ترتیب دے دیا تھا تو قرآن ہی تو ترتیب دیا تھا۔ اس کے بدلے میں علیؑ خلافت تو نہیں مانگ رہے تھے۔ دیکھئے میں ایک عجیب سا جملہ کہنے جارہا ہوں۔

آغاز ہی میں جب علیؑ نے بعد رسول اللہؐ تنزیل کے مطابق۔ یعنی جیسے جیسے قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں۔ تنزیل کے مطابق قرآن ترتیب دے دیا تھا۔ تو قرآن قبول کر لیتے آپ۔ آپ کی تو مشکل آسان کر دی تھی مشکل کشائے دوجہاں نے۔ پھر اس کے بدلے میں علیؑ یہ تو نہیں کہہ رہے تھے کہ یہ قرآن لے لو اور تخت خلافت مجھے دے دو۔ علیؑ تو قرآن دے رہے تھے تو یہ قرآن آپ نے علیؑ سے لیا کیوں نہیں؟ آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ قرآن تو آپ کے لئے کافی تھا آخر بعد میں بھی تو آپ کو یہی قرآن پوچھنے کے لئے علیؑ کے پاس ہی آنا پڑا نا۔

توجہ ہے نا صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وال محمدؐ پر (پوری توجہ) آخر آپ کو بعد میں بھی تو یہی قرآن پوچھنے کے لئے علیؑ ہی کے پاس آنا پڑا۔ تو آج آپ کس بات پر فخر کرتے ہیں۔ کس بات پر آپ ناز کرتے ہیں۔ سب مسلمان ایک ہیں۔ سب کا اللہ ایک۔ سب کا رسولؐ ایک۔ سب کا قرآن ایک۔ ارے سجدے کیا کرو۔ ابو طالبؑ کے بیٹےؑ کو۔ جس کی بصیرت کی وجہ سے مسلمانوں کے فرقے تو بہتر (۷۲) ہوگئے مگر قرآن ایک رہا۔ قرآن ایک رہا۔ یہ علیؑ کی بصیرت تھی صرف علیؑ کی (صلوٰۃ بھیجیں)

یہ بصیرت تھی میرے مولاؑ کی۔ جن کی وجہ سے آج ایک ارب مسلمانوں میں قرآن ایک ہے۔ ترتیب کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ آپ کی پیدائشی مجبوری ہے (یاعلیؑ یاعلیؑ) یہ آپ کی پیدائشی مجبوری ہے کہ آپ نے کہاں کی آیت؟ کہاں رکھ دی۔ آپ کو کیا پتہ جب بچّوں سے قرآن جمع کراؤ گے تو یہی ہوگا۔

میں نے تو جملہ کہا ہے آپ غور کریں نہ کریں۔ شبلی نعمانی کو اٹھا کر دیکھیں۔ ابن خلدون کو اٹھا کر دیکھیں۔ قرآن جمع کرنے پر جنہوں نے کتابیں لکھی ہیں انہیں اٹھا کر دیکھیں۔ جب قرآن کمیٹی بناؤ گے۔ بچوں پر مشتمل تو پھر تو یہی ہوگا۔ ڈھونڈتے پھرو گے اب تلاش کرتے پھرو گے۔ کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ ایک اہم راز سے پردہ اٹھا رہا ہوں۔ انشاء اللہ اگر مولاؑ نے مدد کی اور میری آواز نے بھی ساتھ دیا۔

یہ صدقہ ہے ابو طالبؑ کے بیٹےؑ کا۔ جس کے تدبر کی وجہ سے آج ایک ارب مسلمانوں کے درمیان قرآن ایک ہے۔ قرآن پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ الحمد سے لے کر والناس تک ایک ایک آیت پر سارے مسلمان بھائی متفق ہیں۔ قرآن پر کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ فرقے بہتر (۷۲) ہوگئے۔ لیکن قرآن سب کا ایک رہا۔ اگر علیؑ وہاں ضد کر جاتے کہ نہیں یہی قرآن نافذ ہوگا۔ یہی قرآن نافذ ہوگا۔ تو یقیناً آج قرآن بھی بہتر (۷۲) حصوں میں تقسیم ہو جاتا۔

لیکن عزیزان محترم یہ قرآن ایک ہے۔ سوچنا یہ ہے۔ یہ مجلسیں دعوت فکر کے لئے ہیں۔ سمجھو! شریعت کیا ہے؟ وارث شریعت تھا نا علیؑ۔ اس لئے قرآنؑ واپس

لے لیا۔ اچھا جو تم نے جمع کیا ہے چلو اس کو رائج کر دو۔ میں قرآن پر اختلاف نہیں چاہتا میرا کیا بگڑے گا۔ آج نہیں آؤ گے۔ کل تخت سے اتر کر میرے دروازے پر مسئلہ پوچھنے آؤ گے۔ جب ہلاکت میں پڑو گے۔ آؤ گے جب مصیبت میں پڑو گے۔ آؤ گے جب قیصر روم سوال کرے گا۔ آؤ گے (صلوٰۃ بھیجیں نا) میں جواز دے رہا ہوں۔

جب ہلاکت میں پڑو گے آؤ گے۔ جب مسئلہ درپیش ہو گا جب آؤ گے۔ اس لئے کہ ترتیب تو ہو گی نہیں۔ نہ تمہیں یہ پتا چلے گا کہ مکی سورتیں کتنی ہیں؟ نہ یہ پتہ چلے گا کہ مدنی سورتیں کتنی ہے۔ نہ تمہیں یہ علم ہے کہ ناسخ کیا ہے؟ نہ تمہیں یہ پتہ ہے کہ منسوخ کیا ہے؟ نہ تمہیں یہ پتہ ہے کہ محکم کیا ہے؟ نہ تمہیں یہ پتہ ہے کہ متشابہ کیا ہے؟

تمہیں آنا ہی تو ہے۔ آنا تو ہمارے ہی پاس ہے جب بھی کوئی سوال کرے گا تمہیں آنا تو پڑے گا۔ مجھ سے دوست پوچھ رہے ہیں دو دن سے کہ وہ کیا سوال تھا؟ جو حاکم سے پوچھا تھا۔ قیصر روم نے۔ اس نے قرآن کی آیت پوچھی تھی۔ سورہ زخرف کا میں نے حوالہ دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ یہ آیت کے معنی مجھے بتادیں۔ یہ تو قرآن کی آیت ہی نہیں ہے۔

"وسئل من ارسلنا من قبلک من ارسلنا" اے میرے رسولؐ سوال کر ان نبیوںؑ سے۔ جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا۔ یہ تھی وہ آیت اب غور فرمالیں بڑے سکون کے ساتھ۔

انشاء اللہ یہ جواب کافر بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کے پاس۔ نہ یہاں شریعت نہ وہاں شریعت۔ یہاں بھی بادشاہ وہاں بھی بادشاہ! ہائے! ہائے! ہائے! توجہ ہے نا۔ کافر بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کے پاس۔ یہ جواب۔ بھائی آپ کہتے ہیں یہ قرآن کی آیت ہے۔

"وسئل من ارسلنا من قبلک من ارسلنا" اے میرے رسولؐ اللہ کہہ رہا ہے۔ اے میرے رسولؐ! میرے حبیبؐ! سوال کر ان انبیاءؑ سے۔ شریعت

اور شیعیت اگر مسلسل نہ ہو تو پھر اس مولاؑ کے صدقے کا فائدہ کیا ہے۔ سوال کر میرے حبیبؐ سوال کر۔ پوچھ ان سے استفسار کر، کر سوال تجھی کو تو حق ہے۔ ان سے سوال کرنے کا۔ تو ہی تو اول مخلوق ہے تو ہی تو جان شریعت ہے تو ہی تو روح شریعت ہے۔

"وسئل من ارسلنا من قبلک من ارسلنا" ان سے پوچھ۔ ان نبیوںؑ سے میرے حبیبؐ سوال کر۔ جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے رسولؑ بنا کر بھیجا تھا۔ کہ ہم نے انہیں کس بات پر نبوتؑ عطا کی تھی۔ کس بنیاد پر ہم نے انہیں تاج نبوت عطا کیا تھا۔ جب یہ سوال آیا حکومت چکرا گئی۔ پریشان ہو گئی۔ قیصر روم نے پوچھا کہ حضورؐ تو آپ کے سب سے آخر میں آئے وہ تو آخری نبیؐ تھے۔

بڑی توجہ وہ تو آخری نبیؐ تھے جب وہ مکّے میں آئے تو۔ نہ آدمؑ تھے۔ نوحؑ تھے۔ نہ شیثؑ تھے۔ نہ انوشؑ تھے۔ نہ ابراہیمؑ تھے۔ نہ اسماعیلؑ تھے۔ نہ داؤدؑ تھے۔ نہ سلیمانؑ تھے۔ نہ اسحاقؑ تھے۔ نہ یعقوبؑ تھے۔ نہ اسباطؑ تھے۔ کوئی بھی نبیؑ نہیں تھا۔ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ میں ایک بھی نبیؑ نہیں تھا۔ تو خدا یہ کیسا عبث حکم دے رہا ہے کہ ان سے سوال کر۔ ان سے سوال کر۔ رسول کے زمانے میں نبیؑ تھے کہاں جن سے رسولؐ سوال کرے۔ اگر رسولؐ سوال نہیں کرتے تو آیت کی نافرمانی ہوتی ہے۔ سوال کریں تو ہیں کہاں وہ؟ جن سے سوال کریں۔ صلوٰۃ (بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ دیکھیں سوال یہ کیا۔ کہ انبیاءؑ تو ہیں نہیں قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ سوال کرو۔ میرے حبیبؐ انبیاءؑ سے۔ کہ انہیں کس بات پر ہم نے نبوّت عطا کی تھی۔ حکومت چکرا گئی۔ پریشان ہو گئی۔ کہ واقعاً یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ جب حضورؐ معبوث رسالتؐ ہوئے اس وقت تو کوئی بھی نبیؑ مکے میں نہیں تھا۔ ہم ہی جیسے تھے سارے۔ ہم ہی جیسے۔ نبوتؐ پر شک کرنے والے تھے۔

اللہ! اللہ! ہم ہی جیسے لوگ موجود تھے۔ ہم ہی جیسے بتوں کے پجاری تھے۔

اللہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا۔

"وسئل من ارسلنا من قبلک" جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا۔ ان سے سوال کر۔ پریشان ہو کر آخر میں گھبرا کر مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا۔ قیصر روم کو لکھ کر بھیج دو۔ بھئی یہ آیت ہی نہیں ہے غلطی سے آگئی ہوگی۔ یہ ہے شریعت۔ ان سے لیں گے شریعت جو آیت ہی پر چھری چلا دیں۔ ان سے لیں گے شریعت۔ پورے مجمع کی توجہ چاہتا ہوں۔

ظاہر ہی کہ مکہ میں تو کوئی نبیؐ ہی نہیں تھا۔ یہ آیت کیسے آئی خدا ایسا عبث حکم تو دے ہی نہیں سکتا۔ خدا یہ تو کہہ ہی نہیں سکتا پروردگار کہ سوال کر آدمؑ ہیں نہیں۔ نوحؑ ہیں نہیں۔ ابراہیمؑ ہیں نہیں۔ اسماعیلؑ ہیں نہیں۔ کوئی نبی تو ہے نہیں۔ سوال کس سے کریں گے؟ سوال کریں تو کس سے کریں؟

نہ کریں تو آیت کی خلاف ورزی ابھی لکھنے والے تھے۔ اسلام کی بے حرمتی ہونے والی تھی۔ اسلام کی عزت خطرے میں تھی۔ قرآن کا وقار خطرے میں تھا۔ شریعت خطرے میں آگئی تھی۔ کہ ایک مرتبہ آیت پر قلم چلنے والا تھا۔ آیت کو قرآن سے نکالا جانے والا تھا بزور حکومت۔ کہ علیؑ کے دروازے پر۔ علیؑ اپنی سفید داڑھی سے جھاڑو دینے والا۔ **"السلمان منا اهل بيت"** کی منزل پر فائز سلمانؑ فارسی۔ جو شریعت شیعیت کا قائل تھا۔

بہت توجہ! بہت توجہ! جو شریعت شیعیت کا قائل تھا۔ اس نے کہا خدا کے لئے ظالموں قرآن کی آیت پر چھری کیوں چلا رہے ہو؟

کچھ تو تدبر کرو۔ خود ہی فیصلے کیوں کر رہے ہو۔ کوئی پہلا اتفاق تو نہیں ہے اس سے پہلے بھی تو اپنی جان بچانے کے لئے اس کے پاس جاتے رہے ہو۔ آج قرآن بچانے کے لئے چل جاؤ۔

یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! (پوری طاقت سے میرے اس نعرے کا جواب نعرہ حیدری۔ یا علیؑ) بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وال محمدؐ پر۔ پھر توجہ چاہتا ہوں دوستو۔ بہت ہی توجہ)

صاحب تفسیر قمی نے بھی اسے لکھا ہے اور قول معصوم صادق آلؑ محمد امام جعفر صادقؑ کا بھی حوالہ ہے۔ حوالہ بھی دے رہا ہوں دوستو تاکہ بات مطمئن ہو جائے دونوں حوالے دے رہا ہوں۔

عزیزان محترم !ذہن میں رہے سارے دوستوں کے۔ تاکہ کوئی کنفیوژن نہ رہے کسی کے ذہن میں۔ اس لئے کہ ان مجلسوں سے ہمیں دولت یقین عطا ہوتی ہے۔ ان مجلسوں سے شک نہیں آتا یقین آتا ہے۔ ہمارے مذہب میں۔ ہماری شریعت شیعیت میں یقین ہے شک نہیں ہے اس لئے کہ شک نہ ہماری عادت ہے۔ نہ وراثت ہے۔ نہ سیرت ہے۔ نہ سنت ہے۔ یقین ہماری دولت ہے۔ علم ہمارا سرمایہ ہے۔ عقل ہماری ترازو ہے۔ علم ہمارا دروازہ ہے۔ علیؑ ہمارا امام ہے (نعرہ حیدری) آواز بلند ہو کر صلوٰۃ بھیجیں با آواز بلند۔

مولاؑ آپ کو سلامت رکھے اس لئے یہ حوالہ دے کر گفتگو کو آگے بڑھا رہا ہوں۔ تاکہ دوستوں کے لئے دودن کا یہ استفسار ذرا واضح ہو۔ اور پھر ہم آئیں اس منزل پر جہاں گفتگو ہم نے کل چھوڑی تھی۔ پوری توجہ آپ کی اس منزل پر۔ کہا سلمان فارسیؓ نے بھائی اس سے پہلے بھی تو جا چکے ہو۔ جان بچانے کے لئے جا سکتے ہو۔ قرآن بچانے کے لئے نہیں جا سکتے۔

پوچھ لو اگر وارث کہدے کہ آیت نہیں ہے تو پھر نہیں ہے۔ اس سے کم کے کسی آدمی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ آیت نہیں ہے۔ صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) اس سے کم کے۔ اس سے کم کے۔ مولا تمہیں سلامت رکھے۔ اس سے کم کے کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ کہدے کہ آیت نہیں ہے۔

سب کی بات۔ اتفاق تھا سمجھ میں آگئی۔ دوستو! بات اسلام کی عزت کی تھی...... بہت توجہ...... بات اسلام کی عزت کی تھی۔ قرآن سر پر اٹھایا وہ واقعہ میں سنا چکا ہوں۔ علیؑ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ "مولاؑ! مشکل آپڑی ہے" قیصر روم نے سوال بھیج دیا۔ آیت یہ ہے۔ توجہ عزیزان محترم! کہا۔ یہ آیت ہے۔ تو اس میں معنی کیوں

نہیں۔ کہا۔ موٴلادس مرتبہ یہ آیت پڑھی مگر یہ آیت تو بتاہی نہیں رہی۔ آیت تو سمجھاہی نہیں رہی۔

"وسئل من ارسلنا من قبلک من ارسلنا" ان رسُولوں سے پوچھ؟ جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا کہ انہیں کس بات پر نبوت عطا کی تھی؟ (پوری توجہ) تو کہا۔ سمجھ میں نہیں آرہا۔ کہا یہ آیت نہیں پڑھی۔ کہا موٴلا ہزار مرتبہ۔ مگر قیصرروم کے سوال کا جواب تو یہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب سرکار رسالت ماب تشریف لائے تو اس وقت تو یہاں کوئی نبیؑ نہیں تھامکہ مدینہ میں۔

تو پھر حضورؐ نے کس سے سوال کیا۔ علیؑ المرتضی کہتے ہیں۔ وارث شریعت کہتا ہے۔ تم بھی ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری بھی پیدائشی جہالت ہے۔ تمہاری بھی پیدائشی مجبوری ہے تمہیں پتہ ہی نہیں ہے۔ واقعی یہ آیت نہ مکہ میں نازل ہوئی۔ نہ مدینے میں نازل ہوئی۔ نہ یثرب میں نازل ہوئی۔ نہ فضامیں نازل ہوئی۔ نہ ہوامیں نازل ہوئی۔ نہ مسجد میں نازل ہوئی۔ نہ منبر پر نازل ہوئی۔ نہ محراب میں نازل ہوئی۔

سورہ زخرف کی آیت نہ میدان میں نازل ہوئی۔ نہ فضا میں نازل ہوئی۔ نہ خلامیں نازل ہوئی۔ نہ ہوامیں نازل ہوئی۔ نہ چاند میں نازل ہوئی۔ نہ ستارے میں نازل ہوئی۔ نہ کرّہ آباد میں نازل ہوئی۔ نہ کرہ جماد میں نازل ہوئی۔ نہ کرّہ نور میں نازل ہوئی۔ نہ عرش اول پر نازل ہوئی۔ نہ عرش دوم پر نازل ہوئی۔ نہ عرش سوم پر نازل ہوئی۔ نہ عرش چہارم پر نازل ہوئی تم نہیں بتاسکتے۔ نہ عرش پنجم پر نازل ہوئی۔

یہ عرش ہفتم پر یہ اس وقت آیت نازل ہوئی جب ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ شب معراج میرے رسولؐ کی پیشوائی اور سلامی کے لئے سرکارؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکارؐ کے پاس آئے سلام کیا۔ مصافحہ کیا اس وقت آیت براہ راست جبرئیلؑ کے بغیر آیت نازل ہوئی۔

میرے حبیبؐ! اسی لئے معراج پر بلایا تھا۔ ان سب سے پوچھ لے۔ یہ آدمؑ کھڑے ہیں۔ یہ نوحؑ ہے۔ یہ ابراہیمؑ ہے۔ یہ اسماعیلؑ ہے۔ یہ داوٴدؑ ہے۔ یہ سلیمانؑ

ہے۔ یہ ایک کم ایک لاکھ وچوبیس ہزار پیغمبرؑ ہیں۔ ان سے پوچھو لے کہ انہیں ہم نے کس بات پر تاج نبوّت عطا کیا تھا۔ کس بات پر تاج نبوّت عطا کیا تھا۔

اس وقت رسول اللہؐ نے سوال کیا۔ اے گروہ انبیاءؑ بتاؤ تمہیں کس بات پر تاج نبوّت عطا کیا تھا۔ کس بات پر پروردگار نے تمہیں تاج نبوّت عطا کیا تھا۔ کنزالعمال، مولانا علی متقی قاری اہل سنت کا عالم یہ جملہ لکھتا ہے۔ کہ ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

یانبی ان ینبوتک وولا یته علی ابن ابیطالبؑ۔

ہائے! ہائے! ہائے! "شریعت اور شیعیت" پوری طاقت اور توانائی سے دونوں ہاتھ بلند کر کے پورے کلیجے کی آوازیں اکٹھی کر کے سات (۷) محرم کا میرا ساتھ دے رہے ہو۔

جیو! جیو! الحمد للہ مولاؑ سلامت رکھے) آیت قتل ہو جاتی نا۔ اگر علیؑ نہ ہوتا۔ میں نے تو بہت بڑا جملہ کہا ہے دوستو! ایک آیت قتل ہو جاتی نا۔ آپ کا کیا تھا؟ آیت قتل ہو جاتی۔ آیت قرآن سے نکل جاتی اور قرآن سے ایک آیت بھی نکل جاتی نا۔ سارا قرآن مشکوک ہو جاتا۔

کہاں سے شریعت لاتے؟ کہاں سے شریعت لاتے؟ ابھی نتیجہ میں نے کہاں دیا ہے...... سارے انبیاءؑ نے متفقہ طور پر ایک زبان ہو کر کہا۔ یا رسولؐ اللہ ہمیں جو یہ نبوّت عطا ہوئی ہے۔

"ان سبوتک وولا یته علی ابن ابیطالبؑ۔" آپؐ کی نبوت کے اقرار پر اور آپؐ کے بھائی علیؑ کی ولایت کے اقرار پر ہمیں نبوّت ملی۔

آدمؑ کو نبوّت ملی محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ کی وجہ سے۔ نوحؑ کو نبوّت ملی محمد رسولؐ اللہ اور علی ولی اللہ کی وجہ سے۔

شیثؑ کو نبوّت ملی محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ کی وجہ سے۔

ابراہیمؑ کو نبوّت ملی محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ کی وجہ سے۔

اب بھی پوچھنا چاہتے ہو کہ شریعت اور شیعیت میں کیا فرق ہے۔(توجہ ہے۔ نعرہ حیدری)

یہ ہے وہ بنیادی نقطہ نگاہ جس پر ملت کو غور کرنا چاہیے۔ تدبر کرنا چاہئے۔ اور اسی کو سورہ مبارکہ شوریٰ میں آگے چل کر کہا۔ جیسے میں نے کل آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؑ پر) اسی کو آگے چل کر کہا۔

"ان من شیعه لا براهیم" اور ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے تھے۔ ہمارے شیعوں میں سے تھے۔ جو علیؑ کا شیعہ ہونا وہی اللہ کا شیعہ ہے بھائی! میں تو بہت بڑا جملہ کہہ گیا ہو (صلوٰۃ بھیج دیں اب دوستو با آواز بلند)۔

اللہ کا شیعہ۔ توجہ ہے نا اس لئے کہ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیمؑ علیؑ کا شیعہ تھا۔ ہماری دیانتداری دیکھیں آپ۔ ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے تھے۔ اور اس کے بعد ایک جملہ کہا سورہ صافات کی یہ آیت ہے۔ ذہن میں رہے۔ آپ صلوٰۃ بھیجیں تو میں اس کا اگلا حصہ پیش کروں۔

ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے تھے ہمارے اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا شیعہ کہا ہے۔ شیعہ ہوتا ہی اللہ کا ہے۔ جو شیعہ ہو۔ وہ اللہ کا شیعہ ہوتا ہے۔ (بہت ہی توجہ) اور پھر میں ابھی یہ تاریخ بتاؤں گا کہ شیعہ ہے کہاں سے؟ ابھی تو ہم قرآن سے ثابت کر رہے ہیں نا۔ آٹھویں نویں مجلس میں اس کی اور وضاحت سامنے آئے گی کھل کر۔

شیعہ ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے تھے۔ اس کی نشانی کیا تھی؟ کل میں نے شیعہ کے ایک معنی بتائے تھے نا۔ رافضی مجھے تو بڑا فخر ہے بھئی اس لقب پر۔ جو ہر دور کے فرعون کو چھوڑ کر نبیؐ اور اس کے ولیؑ کا کلمہ پڑھ لے اسے رافضی کہتے ہیں۔

توجہ ہے نا صلوٰۃ بھیج دیں صلوٰۃ بھیج دیں...... ہاں ایک جملہ رہ گیا تھا کل۔ وہ میں آج کہے دے رہا ہوں اگر آپ توجہ فرمالیں۔ نہیں تو میری اپنی قسمت بھئی کس نے کہا یہ جب فرعون کے جادوگروں نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کا کلمہ پڑھ لیا تو فرعون نے کہا نا۔

"انتم الرافضون" تم سب کے سب رافضی ہوگئے ہو۔ تو فرعون کو چھوڑ کر نبیؐ اور ولیؑ کا کلمہ پڑھنے والے رافضی ہوئے نا۔ شیعہ ہوگئے نا نبیؐ کے اور نبیؐ کے وصی کے شیعہ ہوگئے تو ان شیعوں کو رافضی سب سے پہلے کس نے کہا؟ فرعون نے کہا۔

تو میرے دوستو! گھبراتے کیوں ہوں۔ اگر تمہیں دیواروں پر دروازوں پر کوئی رافضی رافضی کہتا نظر آئے سمجھ لو فرعون کی نسل سے ہے۔ توجہ ہے۔ نعرہ حیدری! یا علیؑ! یہ لفظ سب سے پہلے اس نے کہا (جیو پوری طاقت سے دونوں ہاتھ۔ نہیں نہیں۔ ایسے نعرہ نہیں۔ ایسے نہیں۔ مسجد سے دور تک باہر تک گلیوں سڑکوں میں مومنین و مومنات بیٹھے ہیں۔

ٹھہرو یہ ہمارا قومی ترانہ ہے۔ ترانہ ہے۔ زور سے دونوں ہاتھ بلند کر کے دوستو پوری طاقت سے۔ ذرا میں بھی سانس لے لوں۔ مولاؑ سلامت رکھے یا علیؑ مدد کہنے والوں کو ان نوجوانوں کو اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھیجیں۔ شکر نعمت کی منزل پر۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! بات واضح ہوگئی اور پھر ابھی آیت کا دوسرا حصہ ذرا ذہن میں رہے۔ شیعہ تھا ابراہیمؑ۔ ہمارا شیعہ تھا۔ اور شیعہ کی تعریف۔ یہ تو فرعون نے کی ہے جو رافضی کہا۔ جو قرآن نے کی ہے وہ میں کر رہا ہوں۔ آپ صلوٰۃ بھیجیں تو پھر میں۔

دیکھیں قرآن۔ کون ہوتا ہے شیعہ کون ہوتا ہے؟ قرآن کی روسے۔ قرآن کی روایت نہیں پڑھ رہا۔ حدیث نہیں پڑھ رہا۔ سورہ کا حوالہ دے رہا ہوں۔ سورہ صافات میں دوستو جہاں ابراہیمؑ کے شیعہ ہونے کا اعلان کیا وہاں پروردگار نے اگلے جملے میں کہا ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے تھے۔

"اذ جاربه بقلب سليم" اور جو ہمارا شیعہ تھا وہ اپنے رب کے پاس پاکیزہ قلب کے ساتھ آتا ہے۔ شیعہ ناپاک نہیں ہوتا۔ توجہ ہے نا۔ یا علیؑ یا علیؑ۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم۔ **"اذجاربه بقلب سليم"** بلند ترین صلوٰۃ

بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

ہمارا شیعہ تھا ابراہیمؑ جو اپنے رب کی طرف آیا سلیم قلب کے ساتھ۔ پاکیزہ دل کے ساتھ۔ اب بھی نہیں سمجھے جو شیعہ ہوگا اس کا دل پاک ہوگا۔ جس کا دل پاک ہوگا وہ پاکوں سے مودّت کرے گا۔ ناپاکوں سے نفرت کرے گا۔

توجہ ہے نا عزیزان محترم! صلوٰۃ بھیجیں بآواز بلند محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ اب پھر پیمانہ۔ پھر پیمانہ۔ پھر پیمانہ اور قلب سلیم بات تو قلب سلیم کی ہے۔ پاک اور ناپاک کی آگئی نا بات۔ کھل گئی نا۔ گفتنی ناگفتنی کی چھڑ گئی نا بات تو پھر ذرا آمادہ ہو جائیں۔

"اذ جا ربه بقلب سليم" شیعہ وہ ہے جو اپنے مولاؑ کی بارگاہ میں پاکیزہ قلب کے ساتھ جائے۔ شریعت کیا ہے؟ پاکیزہ شرع کیا ہے؟ پاکیزہ قرآن کیا ہے؟ پاکیزہ دین کیا ہے؟ پاکیزہ ایمان کیا ہے؟ پاکیزہ اسلام کیا ہے؟ پاکیزہ حکومت کیا ہے؟ ناپاک سلطنت کیا ہے؟ ناپاک تخت کیا ہے؟ ناپاک تاج کیا ہے؟ ناپاک بادشاہت کیا ہے؟ ناپاک ملوکیت کیا ہے؟ ناپاک شجرہ خبیثہ کیا ہے؟ یاعلیؑ! یاعلیؑ! صلوٰۃ بھیجیں صلوٰۃ بھیجیں نا۔

اشارے سمجھتے جائیں۔ شجرہ طیبہ، شجرہ پاکیزہ میں اس پر مسلسل بحث کر رہا ہوں۔ لیکن یہاں ذرا سا ذہن میں آپ ایک مرحلے پر یہ بات ضرور یاد رکھیں دوستو! **"اذجاربه بقلب سليم** اور **ابراھيمؑ"** ہمارے شیعوں میں سے تھے۔ اور وہ اپنے رب کی طرف پاکیزہ قلب کے ساتھ پاکیزہ دل کے ساتھ آیا۔ پاکیزہ قلب کے ساتھ آیا۔

میرے مولاؑ ذرا سا انہیں پانچ منٹ کے لئے اور بیدار کردے تاکہ یہ ایک تاریخی فیصلہ آج کی اس مجلس میں انشاء اللہ مولاؑ کے صدقے میں ہم پیش کردیں۔ غازی عباسؑ کے صدقے میں اتنی بڑی تعداد میں یہ میرے مولاؑ کے ماننے والے آئے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ قوت اتنی دے دے۔ کہ میں اس منزل سے ایک لمحہ بلند ہو جاؤں۔ تاکہ کل فیصلہ کن مرحلے میں گفتگو داخل ہو جائے۔

ابراہیمؑ کون تھا؟ شیعہ۔ میں پہلی مجلس سے عرض کرتا آرہا ہوں کہ شریعت کا

آغاز نوحؑ سے 35ہزار سال تک مسلسل شریعت نوحؑ کا جاری رہا۔ شریعت نوحؑ منسوخ نہیں ہوئی۔ نوحؑ کے سارے اعمال بتا چکا۔ شیعہ نوحؑ کے درمیان نوح اور ابراہیمؑ کے درمیان جو 35ہزار سال میں انبیاءؑ آئے سب نے تاسی کی شریعت نوحؑ کی۔ وہ میں کل بتا چکا ہوں وہ سب کے سب شیعہ **"من شیع الاولین"** شیعوں میں سے تھے اب جو شریعت تازہ۔

بہت توجہ عزیزان محترم! اب جو شریعت کو Refine کیا۔ Refine کیا۔ نئی شریعت نہیں۔ ذہن میں رہے۔ شریعت نہیں ذہن میں رہے۔ شریعت بدلتی نہیں۔ Refine کیا۔ میرے پاس لفظ نہیں ہے اور کوئی اس کا متبادل نہیں ہے۔ اردو میں یا عربی میں یا فارسی میں Refine کیا۔ اب ابراہیمؑ بڑی توجہ **"وصینا به ابراهیم"** اور ہم نے پھر وصیّت کی اسی شریعت کی۔ اسی شریعت کی جو نوحؑ سے چلی تھی۔ ابراہیمؑ کو اور پھر ابراہیمؑ کے لئے ہم نے ڈیکلیئر (Declare) کردیا۔ تاکہ یہ حافظہ فراموش قسم کی امت ہیں ابراہیمؑ کو اپنے مذہب کی طرف نہ لے جائے۔

اب ابراہیمؑ کا طریقہ تبلیغ دیکھیں۔ آپ کتنے برس تک بھنور میں رہے باہر نکلے، باہر نکلے۔ ستارے کو دیکھا۔ ستارہ پرست تھے نا۔ اردگرد۔ یہ ستارہ پرست بھی عجیب ہیں۔ ابراہیمؑ سے یہ وقت آگیا۔ ان ستاروں نے ان کی جان نہیں چھوڑی ہے۔ صلوٰۃ بھیجیں صلوٰۃ بھیجیں۔

اللہ کی قسم ہے نا توجہ۔ ہے نا۔ ستاروں کو دیکھا۔ ابراہیمؑ نے اپنی قوم والوں سے کہا۔ ہاں یہ اس کی پرستش کرتے ہو۔ جو آسمان پر چمک رہے ہیں۔ جی ہاں۔ اچھا ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد چاند صاحب نمودار ہوئے۔ آؤ میرے چاند۔ آجا میرا چندا۔ تو خدا بن۔ ہاں یہ بڑا چمکدار ہے یہ ہو سکتا ہے بڑا بھی ہے۔ روشن بھی ہے میٹھا میٹھا بھی ہے۔ میٹھی میٹھی روشنی ہے اس کی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ صاحب بھی دھندلانے شروع ہوئے انحطاط کی طرف آنا شروع ہوئے۔ ابراہیمؑ نے کہا جو جھک جائے وہ میرا خدا نہیں۔ جو ڈھل جائے وہ

میرا خدا نہیں۔ قوم والوں نے کہا ایک رات تو انتظار کر لو ابراہیمؑ ذرا۔ اس سے بڑے کو تو آنے دو۔ جو سب سے بڑا ہے۔ اچھا شیعہ بھی بڑے ویسے صابر ہوتے ہیں۔ چلو یہ حسرت بھی پوری کر لو۔ سب سے بڑے کو بھی لے آؤ۔ لے آؤ سب سے بڑے کو۔ اسے بھی دیکھ لیں گے بڑا خدا بنا پھرتا ہے۔

بہت توجہ عزیزان محترم! وہ سب سے بڑے صبح کو نمودار ہو گئے۔ سارا دن چمکے بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکے۔ بڑے جاہ و جلال کے ساتھ چمکے۔ وہ جو سب سے بڑے تھے ان کے جاہ و جلال کے بڑے چرچے ہوئے۔ یوں آگ ہے۔ یوں آتش ہے۔ یوں غصہ ہے۔ یوں قیامت ہے۔ یوں مصیبت ہے۔ غور کریں غور کریں اس طرح سے چمکے آخر ڈھلتے گئے۔ ڈھلتے گئے۔ غروب ہو گئے۔

اب بتاؤ جنہیں اللہ ہی غرق کر دے انہیں اخباروں کے مطلع سے طلوع کرنے کا فائدہ؟ (صلوٰۃ) دیکھیں غور کریں۔ نتیجہ شیعہ بتا رہا ہوں۔ دوستو! ابراہیمؑ کی شیعیت اس منزل پر جہاں یقین اور ایمان اپنی معراج پر نظر آئے گا۔ مولاؑ آپ کو سلامت رکھے اس جملے پر۔

عزیزان محترم! ذرا سی توجہ آپ اگر فرمالیں۔ نتیجہ تاریخی انشاء اللہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا اور وہ یہ کہ سورج بھی غروب ہو گیا۔ جو ڈوب جائے وہ میرا خدا نہیں۔ آپ نے دیکھا کہ لوگوں سے انکی عقل کے مطابق جو کلام کرے۔ اسے قرآن کی زبان میں شیعہ کہتے ہیں۔ بہت توجہ بہت توجہ۔

ستارہ ٹوٹ گیا۔ سورج ڈوب گیا۔ چاند ماند پڑ گیا۔ کہا اب تو مانو۔ یہ تمہارے تینوں تو ڈوب گئے نا (توجہ ہے نعرہ حیدری صلوٰۃ بھیجیں باآواز بلند)۔ آؤ آؤ۔ آؤ۔ اب آؤ۔ پورے مجمع کی اب میں توجہ چاہتا ہوں۔ دوستو! نتیجہ دے رہا ہوں۔ دامن وقت میں اب گنجائش کم رہ گئی ہے۔ اور مجھے ایک نتیجے تک آنا ہے۔ اس لئے پوری توجہ۔ تیزی سے گزر کر انشاء اللہ کل پھر گفتگو آگے بڑھائیں گے۔ ذرا سا یہ ذہن میں رہے۔

کہا اب تو مانو کہ جو سورج کو ابھر کر ڈبو دے وہ ہے خدا۔ جو ستارے کو چمکا کر ماند

کردے وہ ہے خدا۔ جو چاند کو روشنی دے کر غروب کردے وہ ہے خدا۔ جاؤ اپنے اس سورج میں روشنی لاؤ۔ نمرود کے بت خانے میں گڑگڑا کر نہیں لاسکتے نا۔ کس انداز سے دوستو...... اس جملے پر ظاہر ہے کہ اگر میں یہاں یہ موضوع چھیڑوں 35،40 منٹ لگ جائیں گے اور مجھے یہاں سے دوسرے مقام پر جانا ہوتا ہے فوراً۔ لیکن کل میں انشاء اللہ اس کی تفصیل عرض کروں گا۔

مگر ایک جملہ آج کی حد تک آپ ضرور سن لیں تاکہ ''شریعت اور شیعت'' مسلسل ہو جائے۔ قرآن کی آیت کی روشنی میں۔ آخر ایک دن ایسا بھی آیا۔ جو دن آیا تھا۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ کل بتاؤں گا۔ ایک دن ایسا بھی آیا۔ نمرودی گئے اپنی عبادت کرنے۔ بت خانوں کو چھوڑ گئے۔ ابراہیمؑ گئے۔ میں نے کہا تھا نا کوئی بت شکن نہیں ہے ابراہیمؑ کے علاوہ کائنات میں دو ہی بت شکن ہیں۔ ابراہیمؑ ہے یا ابراہیمؑ کا بیٹا علیؑ ہے۔

مجھے صرف اتنا بتا دو عزیزان محترم! پوچھنا صرف سارے عالم اسلام سے۔ اپنے کلیجے کی پوری طاقت سے مولاؑ سے مدد مانگ کر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صحیح بخاری میں ابراہیمؑ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا۔ کسی کافر نے کہا کہ ابراہیمؑ نے جھوٹ بولا۔ مسلمان نے کہا کہ ابراہیمؑ نے جھوٹ بولا۔ کیوں؟ مسلمان کا کیا جھگڑا تھا ابراہیمؑ سے؟ کیا خلافت کا جھگڑا تھا۔ نہیں میں بتاؤں۔

اُٹھاؤں پردہ راز سے! اٹھاؤں! اٹھاؤں۔ آمادہ ہو آسمان تک نعرہ لگاؤ گے۔ ابراہیمؑ سے کیا خطرہ تھا؟ کیوں ابراہیمؑ پر الزام لگایا تھا؟ جھوٹ بولنے کا کہ ابراہیمؑ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا۔ ابراہیمؑ کسی کی خلافت کے آڑے تو نہیں آرہے تھے۔ کیوں ابراہیمؑ جیسے خلیل اللہ پر؟ جدالانبیاءؑ پر۔ صاحب شریعت پر۔ جھوٹ بولنے کا الزام صحیح بخاری نے لگایا۔ مسلمانوں نے کیوں یہ جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔ صرف اس لئے لگایا کہ قرآن نے ابراہیمؑ کو شیعہ کہہ دیا تھا۔

محترم! مسئلہ صرف یہ تھا کہ ابراہیمؑ شیعہ۔ اب ابراہیمؑ کی شریعت انشاء اللہ کل

بتاؤں گا۔ آج تو صرف ایک اشارہ سمجھ لیجئے۔ ارے ابراہیمؑ اگر شیعہ نہ ہوتے تو جب نمرود نے آگ روشن کی تھی۔

توجہ، توجہ، توجہ، عزیزان محترم! آیت سے منطبق ہو رہا ہے مضمون۔ جب نمرود نے آگ روشن کی تھی۔ اور منجنیق کے جھولے میں بٹھا کر ابراہیمؑ کو نذر آتش کیا تھا۔ تو اطمینان کے ساتھ آگ کے شعلوں میں چلے گئے۔ نہ گھبرائے نہ پریشان ہوئے۔ ہیں بھی اکیلے ساتھ میں کوئی رسُول بھی نہیں ہے۔ اور دوسرا مددگار بھی نہیں ہے۔ ہیں بھی اکیلے کوئی ایک آدھا کیڑا مکوڑا بھی نہیں ہے۔ آگ ہے آگ، نہ ڈر ہے نہ خوف ہے۔ نہ "لا تخف" ہے نہ "لا تحزن" ہے۔ غور ہی نہیں کر رہے۔ غور ہی نہیں کر رہے۔

"اذجاء ربه بقلب سليم" قلب سلیم کے ساتھ اپنے رب کی طرف ہمارا شیعہ آیا۔ اطمینان سے آگ کے شعلوں میں بیٹھ گئے۔ آگ بھڑک رہی ہے۔ جبرائیلؑ سے برداشت نہیں ہوا۔ تڑپ کر اسم الٰہی لیکر پہنچے ہیں بارگاہ خلیلؑ میں۔ ابراہیمؑ! میری مدد کی ضرورت ہے؟ کہا کون؟ جبرائیلؑ۔ "جی خلیلؑ" آگ ٹھنڈی کر دوں کہا جو فرشتوں سے مدد مانگے وہ شیعہ نہیں ہوتا۔

سوچو! سوچو، سوچو! تم سے مدد مانگوں؟ کہا کہ پھر اللہ سے مدد مانگ لیجئے۔ کہا کیوں؟ اللہ سے کیوں مدد مانگوں؟ کیا اسے میرے حال کی خبر نہیں ہے؟ یقین دیکھیں نا شیعہ۔ کا یقین دیکھیں شیعہ کا۔ پوری توجہ چاہوں گا دوستو! تقریر کے اس مرحلے پر آپ یقین دیکھیں۔ ابراہیمؑ جیسے شیعہ کا۔ کیا اسے میرے حال کی خبر نہیں ہے؟

بس۔ ادھر یہ جملہ ابراہیمؑ کی زبان سے نکلا۔ ادھر قرآن کی آیت نازل ہوئی۔

"یا نارکونی بردا و سلاما" اے آگ! ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی کے ساتھ ابراہیمؑ پر۔ سلامتی کے ساتھ۔ اتنی ٹھنڈی نہ ہو جانا جو ابراہیمؑ کی صحت کے لئے مضر ہو جائے۔ اتنی ٹھنڈی ہونا جس سے ابراہیمؑ باقی رہیں۔ اب مجھے پورے عالم

اسلام سے سوال کرنا ہے۔

اسے شیعوں کو کافر، کافر، کافر، کہنے والے تاریخ کے کافر ماں باپ کی بد نسل بنت شب اولادو! اتنا مجھے بتاؤ۔ پورے عالم اسلام میں ابراہیمؑ کی شریعت پر آگ کے شعلوں میں یا حسینؑ کہہ کر عمل کون کر رہا ہے؟ (یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ پوری طاقت سے نعرہ حیدری اتنی ہی بلند آواز سے۔

یہ جملہ ذرا ذہن میں رکھو۔ کون ہے؟ یا علیؑ کہہ کر آگ کے شعلوں میں کودنے والا۔ شیعہ۔ ہم آگ کے شعلوں میں بھی کودیں تو نہیں جلتے۔ یہ ہمیں دیکھ بھی لیں تو جل جاتے ہیں (ہائے ہائے ہائے۔ توجہ توجہ توجہ)۔ یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ! بلند ترین صلوٰۃ بھیج دیں نا محمدؐ و آل محمدؐ پر غور فرمالیں۔ مگر ایک بات بتاؤں دوستو۔ دیکھو میں قربان نہ ہو جاؤں اس معجزے کے۔ اسے کہتے ہیں مقبول مجلس۔ اسے کہتے ہیں مولاؑ کا آنا۔ اسے کہتے ہیں منظوری۔ خود بخود مضمون کہاں سے کہاں آیا)

آگ کے ماتم کرو گے نا دو مہینے آٹھ دن مجھے بتاؤ۔ جب آگ سجاؤ گے۔ جب انگارے بناؤ گے علی اکبرؑ کا نام لو گے۔ نہیں عونؑ و محمدؑ کا نام لو گے۔ نہیں عباسؑ کا نام لو گے۔ نہیں دیکھو کہاں سے کہاں تک بات پہنچی ہے۔ ساتھ معنی میں بات کہاں پہنچ گئی۔ میرے ذہن میں بھی نہیں رہا۔

میرے مولاؑ ہیں کسی کا نام نہیں لو گے نا۔ سبز سبز عمامے باندھے ہوں گے۔ سبز سبز کرتے بچے پہنیں ہوں گے۔ ہاتھوں میں علم ہوں گے اور سب کہیں گے۔ قاسمؑ دولھا۔ قاسمؑ دولھا۔ قاسمؑ دولھا۔ قاسمؑ کی مہندی۔

اللہ! اللہ! آج محرم کی سات تاریخ ہے۔ آج بڑی قیامت کی رات ہے۔

اس اعتبار سے بھی ہے کہ آج سے فاطمہؑ کے بچوں پر پانی بند ہو گیا۔ آج اس لئے بھی عزادارو! روؤ کہ آج گھر گھر سے قاسمؑ دولھا کی مہندی نکلے گی۔ کون قاسمؑ؟ تیرہ برس کا قاسمؑ۔ خاندان بنی ہاشم میں سب سے نازک بدن قاسمؑ۔ جان حسنؑ قاسمؑ۔ چونکہ بہت چھوٹا تھا نا جب امام حسنؑ کی شہادت ہو گئی تھی۔ تو حسینؑ نے اکبرؑ نے زیادہ

پیار قاسمؑ کو دیا تھا۔ اکبرؑ کو تو زینبؑ نے پالا تھا نا۔ ایک لمحہ کے لئے حسینؑ قاسمؑ کو علیحدہ نہیں کیا کرتے تھے۔

عرب خاندان بنی ہاشم کے میرے دوستو یہ روایت تھی۔ ہمیشہ موٹا اور کھدر کا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ مگر حسینؑ اپنے قاسمؑ کی نازک بدنی کیوجہ سے ہمیشہ باریک سے باریک لباس اپنے بھتیجے کو پہنایا کرتے تھے۔ تاکہ میرے بچے کے بدن پہ......

ارے سمجھ گئے۔ تو روتے کیوں نہیں ہو۔ میرے بچے کے بدن پر چھالے نہ پڑجائیں۔ عزادارو! شب عاشور یہی تو بحث ہوتی رہی۔ اکبرؑ کہنے لگے بھیا قاسمؑ صبح عاشور ہے نا پہلے ہم بابا پر قربان ہوں گے۔ علی اکبرؑ کہہ رہے ہیں قاسمؑ سے۔ قاسمؑ تم چھوٹے ہونا ہم سے۔ چھوٹے بعد میں قربان ہوا کرتے ہیں۔ صبح قربانیوں کا دن ہے۔ پہلے بابا پر ہم قربان ہوں گے۔

قاسمؑ کہتا ہے نہیں بھیا علی اکبرؑ آپؑ پہلے قربان نہ ہونا۔ اس لئے کہ آپؑ اگر چلے گئے تو پھوپھی زینبؑ کی آس ٹوٹ جائے گی۔ اماں لیلیٰؑ کی آس ٹوٹ جائیگی چچا حسینؑ کی آنکھوں کا نور چلا جائے گا۔ عباسؑ کہتے ہیں نہیں بیٹا اکبرؑ ہم تم سے بھی بڑے ہیں۔ صبح عاشور سب سے پہلے ہم قربانی دیں گے۔ قاسمؑ کہتا ہے نہیں چچاؑ آپؑ پر تو سارے گھر کا دارومدار ہے۔ چچا آپؑ اگر چلے گئے۔ سیدانیوںؑ کی چادریں گر جائیں گی۔ آس ٹوٹ جائے گی۔

جزاک اللہ جزاک اللہ۔ بڑے ادب سے مہندی کا استقبال کرنا۔ پچھلے سال آپ جذبات میں اتنے بڑھ گئے تھے...... بے ادبی نہ ہونے پائے۔ ارے قاسمؑ کی لاش کے تو ویسے ہی ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ بڑے احترام سے اٹھانا۔ بڑے احترام سے سلام کرنا۔

عزادارو ایک جملہ مجھے کہنے دو گے۔ سن لو گے، میرا جملہ نہیں ہے مولانا اظہر حسن زیدی صاحب قبلہ سے کسی نے پوچھا۔ مولانا اس روایت میں اختلاف ہے کہ شب عاشور قاسمؑ کی شادی ہوئی تھی یا نہیں؟ قاسمؑ دولہا بنا تھا یا نہیں۔ تو خطیب آل محمدؐ نے کہا تھا کہ بھائی اس بحث میں کیوں پڑتے ہو کہ قاسمؑ دولہا بنا تھا یا نہیں۔ اتنا تو مانو

گے کہ قاسمؑ کی بیوہ ماں کے دل میں ارمان تو تھا کہ میرا لال دولہا بنے۔ ارے ہم ہر گھر سے مہندی نکال کر قاسمؑ کی بیوہ ماں کا ارمان پورا کرتے ہیں۔

دوستوں یہ دو جملے۔ دو جملے۔ تڑپتی ہوئی مہندی نکلے گی۔ پھر احترام سے سلام کرنا احترام سے سلام کرنا، احترام سے ادب کرنا۔ دیکھو ایک مرتبہ عباسؑ کہتے ہیں۔ پہلے ہم جائیں گے۔ قاسمؑ کہتے ہیں نہیں چچا آپؑ چلے گئے تو پھوپھی زینبؑ کی آس ٹوٹ جائے گی۔ سیدانیوںؑ کا آسرا ختم ہو جائے گا۔

کہا بیٹا...... کہا بیٹا...... کیا ہوا۔ جانا تو سب کو ہے۔ کہا۔ قاسمؑ کہتے ہیں بھیا اکبرؑ نہ تم جاؤ...... لو یہ جملہ سنو۔ ٹھہرو بیٹا! جب میں کہوں جب لانا (شبیہ) کہا بیٹا۔ (میری طرف توجہ) قاسمؑ کہتے ہیں بھیا اکبرؑ نہ مجھ سے پہلے تم مرنے جانا۔ چچا عباسؑ نہ ہم سے پہلے آپؑ جام شہادت پینا۔ اس لئے کہ اکبرؑ جائیں گے تو زینبؑ کی آس ٹوٹ جائے گی۔ آپ جائیں گے تو اہل حرمؑ کے پردے ویران ہو جائیں گے۔ ارے میں تو یتیم ہوں۔ میرے جانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ پہلے مجھے جانے دیں نا۔

عزادارانِ حسینؑ! جزاک اللہ! ٹھہرو بیٹا۔ اجازت لی۔ اجازت لی۔ بڑی قیامت ہو گئی ہے۔ اجازت لی۔ قاسمؑ نے اجازت لی حسینؑ نے بھتیجے کو گھوڑے پر سوار کیا۔ عباسؑ نے بازو پکڑا۔ اکبرؑ نے رکاب تھامی۔ تیرہ برس کے باریک کرتے میں۔ کیا سن رہی ہو؟ باریک کرتے میں۔ واحد شہید ہیں قاسمؑ جو زرہ پہن کر نہیں گیا۔ بکتر پہن کر نہیں گیا۔ بریک کرتے میں قاسمؑ گھوڑے پر سوار ہوا۔ حسنؑ کا لال۔ ام فروہؑ کا بیٹا اک مرتبہ بڑھا۔ بڑھتا چلا گیا۔

مجلس ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ⑬ (سورۃ الشوریٰ آیت : ۱۳)

صلوٰۃ!

حاضرین گرامی قدر! عزاداران سرکار ابوالفضل العباسؑ! انجمن فدائے اہل بیتؑ کے زیر اہتمام یہ عظیم الشان، باوقار، عشرۂ محرم "شریعت اور شیعت" کے عنوان پر الحمدللہ اپنے آٹھویں مرحلے میں ہے۔ اور ان آٹھ دنوں میں آپ حضرات نے جس جذبہ ایمانی اور بیدار مغزی کے ساتھ اس اہم ترین عنوان پر اپنی توجہات مبذول رکھیں۔

وہ ہماری لئے سبب حوصلہ افزائی اور عالم اسلام کے لئے سبب معلومات، اس لئے کہ ملت اسلامیہ کو بادشاہان وقت کے چشم وابرو کے اشارے پر لکھی جانے والی تاریخ کے بددیانت مورخ نے شریعت کو شیعت سے اتنا علیحدہ کر کے پیش کر دیا تھا کہ لوگ یہ پہچان ہی بھول گئے تھے۔

"شریعت" کسے کہتے ہیں اور "شیعت کسے کہتے ہیں؟ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) اور یہی وجہ علل اسباب ہیں جن کی وجہ سے قرآن میں جس امت کو "امت

واحدہ" کہا تھا وہ بہتر (۷۲) تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا، کلمہ گو کلمہ گو کا دشمن ہو گیا، صاحب ایمان، صاحب ایمان کے خون کا پیاسا ہو گیا، کوئی کسی کو اور کسی کے وجود کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نظر ہی نہیں آتا۔ اس ساری خرابی کی جو اصل وجہ ہے وہ صرف اسلام میں ملوکیت کا معلون دخل ہے بڑی توجہ میرے جملوں پر۔

عزیزان محترم! چونکہ اب گفتگو فیصلہ کن مرحلوں میں اس لئے بات کچھ واضح واضح سی ہوتی جائے ان ساری خرابیوں کا سبب صرف یہ عزیزان محترم۔ کہ بادشاہت نے۔ ملوکیت نے۔ صاحبان تخت و تاج نے اپنا اقتدار بچانے کے لئے اپنا تخت و تاج بچانے کے لئے بھائیوں کو بھائیوں سے لڑایا۔

مذہب کو مذہب سے لڑایا۔ قوموں کو قوموں سے لڑایا اور اس انداز سے ایک اسلام کو بہتر تہتر حصوں میں تقسیم کیا۔ اور قیامت یہ ہے کہ اسے قران کی آیتوں کے ذریعے سے تقسیم کیا کہ جو قرآن یہ کہتا ہوا آیا تھا کہ یہ۔

افلا تیدبرون القرآن ط ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا۔ (سورہ النساء آیت ۸۲)

تمہیں کیا ہو گیا ہے تم قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ قرآن کے علاوہ کسی غیر کی جانب سے ہوتا تو تم اس میں اختلاف پاتے لیکن جب اس کا بھیجنے والا ایک ہے تو تم بہتر (۷۲) کیسے ہو گئے (صلوٰۃ بھیجیں نا محمدؐ و آل محمدؐ پر) غور کرتے جائیں میرے جملوں پر مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔

ذرا سا میں ابتداء میں آپ کی توجہ چاہوں گا ایک نتیجے پر آپ کے اذہان کو لانے کے لئے اور وہ یہ عزیزان محترم کہ قرآن نے جو مسلسل ہمیں ہدایتیں دی، ہمیں روشنی دی، ہمیں جو قرآن نے مسلسل سبق دیئے، پیغامات دیئے جو ہم مسلسل یک محرم سے آج تک آپ کی خدمت میں عرض کرتے آرہے ہیں۔

شرع لکم من الدین ماوصی به نوحًا۔ (سورہ الشوریٰ آیت ۱۲)

تمہارے لئے ہم نے دین کا وہی راستہ منتخب کیا جس کی وصیّت ہم نے نوحؑ کو کی تھی۔

والذی اوحینا الیک

لیکن وصیّت نوحؑ کو کی تھی وحی آپؐ کو کی تھی۔ یہ ہے کلیہ میری پوری گفتگو کا۔ وصیّت ہم نے کی تھی نوح کو وحی کی۔ میرے حبیبؐ آپؐ کو۔ وصیّت ہمیشہ پہلی والا بعد والے کو کیا کرتا ہے۔ میں مسلسل کہتا چلا آرہا ہوں۔ پہلے تو شریعت کو منزل پر یہ تسلیم کرو کہ محمدؐ عربی سے پہلے نہ شریعت تھی نہ کوئی صاحب تھا۔

محمدؐ واول شریعت محمدؐ، اول خلقت محمدؐ، اول حسن محمدؐ۔ اول نور محمدؐ۔ عشق اول محمدؐ۔ حسن اول محمدؐ۔ خلق اول محمدؐ۔ خلق اول محمدؐ۔ علم اول محمدؐ۔ تخلیق اول محمدؐ۔ یٰسین محمدؐ۔ مزمل محمدؐ۔ مدثر محمدؐ۔ طٰہٰ محمدؐ۔ علت غائی ممکنات محمدؐ۔ علت غائی منکرات محمدؐ۔ علت غایۂ ششن جہات محمدؐ۔ باعث کون ومکان محمدؐ، صاحب لولاک محمدؐ، کائنات کی نیستی کو، عدم کو وجود سے آراستہ کرنے والا محمدؐ، گنتی کا پہلا عدد محمدؐ، اللہ کا پہلا عبادت گزار محمدؐ،

توجہ ہے نا یا علیؑ! یا علیؑ! (بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) ذرا سا دیکھتے جائیں۔

(م۔ح۔م۔د۔) چار لفظ ہیں اور یہیں سے میں ایک فکر آپ کے ذہن نشین کر کے کل کے نتیجے پر جانا چاہتا ہوں۔ ذرا سا آپ توجہ فرمالیں۔

(م۔ح۔م۔د) چار لفظ ہیں بہت توجہ چار حرف ہیں عزیزان محترم۔

یہ چار حرف اور قرآن مجید میں لفظ محمدؐ بھی چار ہی مرتبہ آیا۔ (صلوٰۃ بھیجیں ،صلوٰۃ بھیجیں)

ٹھیک ہے نا یہ مسلسل صبح سے میری پانچویں مجلس ہے اور ابھی مجھے پانچ مجالس اور پڑھنا ہیں۔ اس آواز کی کوئی خطا نہیں ہے ذرا سا میرے ساتھ یہ میرے لاؤڈ اسپیکر والے حضرات تعاون کریں اس لئے کہ مضمون اہم ترین مرحلے میں داخل ہو رہا

ہے۔

پوری توجہ میں آپ کی چاہتا ہوں اور اس مرحلے پر (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ چلئے جہاں تک مجھ میں طاقت ہے میں بولتا جاؤنگا۔ جہاں تک مولاؑ قوت دیں گے۔

عزیزان محترم! ذرا سا اس مرحلے پر توجہ میں آپ کی ضرور چاہوں گا۔ لفظ محمدؐ قرآن مجید میں چار مرتبہ آیا۔

ما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ط (سورہ الاحزاب آیت ۴۰)

اب شریعت کو سمجھتے جائیں شیعت کے حوالے سے **"ما کان محمد"** تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہو۔ اللہ اللہ سورہ احزاب میں ارشاد ہو احمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

"ولکن رسول اللّٰہ وخاتم لاالنبیین" وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور آخری نبی ہیں یعنی قرآن نے معیار محمدؐ مقرر کیا۔ امت کے سامنے۔ کہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ کوئی امتی کتنا بھی لاڈ لا بن کر یا رشتے لے دے کر یہ خیال نہ کرے کہ وہ محمدؐ سے برابری کا تصور کر لے گا۔

محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، کسی کے باپ نہیں ہیں۔ تمہارے لئے محمدؐ صرف رسولؐ ہیں تو صحیح شریعت وہ ہے جو محمدؐ کو صرف رسولؐ سمجھے، اپنا بڑا بھائی نہ کہے (توجہ ہے نا) یہ فلسفہ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) فلسفہ دیکھیں مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ پہلی منزل ہم مسلسل ہو جائیں گے انشاء اللہ اسی منزل سے کل کی گفتگو سے۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم" محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ کسی کے باپ نہیں، مردوں میں سے یہ اللہ کے رسولؐ ہیں بس آخری نبیؐ ہیں بس۔ کسی کے باپ نہیں۔ اے شریعت زدہ لوگو! کم از کم قرآن میں کبھی

تدبر تو کرلیا کرو۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ذرا اندازہ تو فرمایئے نا۔

عزیزان محترم! کیا قرآن میں کبھی کسی نے غور کیا کہ محمدؐ تو مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور محمدؐ کی ازواج سارے مردوں کی مائیں ہیں۔ ایک ایک سارے دوستوں کی میں توجہ چاہتا ہوں تاکہ یہ بات واضح تو ہو نا۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور ازدواج رسولؐ تمہاری مائیں ہیں۔ (Contra diction) دیکھیں آپ۔

محمدؐ باپ نہیں۔ ان کی جو ازواج ہیں امہات المومنین ہیں۔ وہ مومنین کی ماں ہیں۔ تو ایک ہی قرآن میں ایک ہی سورہ میں ایک ہی انداز سے دو مختلف بیان ذرا دیکھتے جائیں۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں محمدؐ کی ازدواج تمہاری مائیں ہیں۔ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وال محمدؐ پر) بیٹھے رہیں، متوجہ رہیں۔

محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔ ازدواج رسولؐ تمہاری ماں ہیں۔ ازدواج رسولؐ تمہاری ماں ہیں اور تیسرے مقام پر ارشاد ہوا۔ خبردار ازدواج رسولؐ کے سامنے بے پردہ نہ جایا کرو۔ دیکھیں بڑی حیرانگی کی باتیں ہو رہی ہیں۔

دوستو۔ شریعت کو شیعت سے اتنا قریب لاکر گفتگو کریں گے جہاں بات بڑی واضح ہو جائے گی۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ صرف رسولؐ ہیں۔ محمدؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں اور صحابہ کو حکم دیا جارہا ہے۔ حکم یہ ہے کہ اے نبیؐ کی بیویوں صحابیوں سے پردہ کیا کرو۔

ارے کوئی ماں ہے جو بیٹوں سے پردہ کرے۔ اور بڑی عجیب منزل ہے یہاں پروردگار عالم نے اہتمام کیا دوستو۔ اگر شریعت کو انشاء اللہ شیعت سے مسلسل نہ کریں تو پھر مولاؑ کی عطا کا فائدہ کیا ہے۔ خدا کے لئے آپ تھوڑی دیر کے لئے توجہ اگر رکھیں تو ایک تاریخی نتیجہ انشاء اللہ آپ کی خدمت میں ہم عرض کردیں گے۔

محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ ازدواج رسولؐ تمہاری ماں ہیں اور ازدواج رسولؐ پر لازم ہے کہ وہ اپنے صحابیوں سے رسولؐ کے صحابیوں سے پردہ کریں۔ اگر ازدواج رسولؐ صحابہ کی ماں ہوتیں تو ان پر پردہ نہ ہوتا پردہ ساقط ہوتا۔ مائیں اپنے بیٹوں سے پردہ نہیں کیا کرتیں تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ یہ آیت ازدواج کے احترام میں نہیں رسولؐ کے احترام میں آئی توجہ ہے نا۔

یاعلیؑ! یاعلیؑ! اللہ! اللہ! اللہ! غور فرمایئے۔ بلند ترین صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ آئیں فیصلہ لیں پوری طاقت سے اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ پھر ہم انشاء اللہ عرض کرتے ہیں یہ جن کے قصیدے پڑھتے جارہے ہیں۔ جن کی شریعت کی باتیں کی جارہی ہیں۔ کیا ضرورت تھی یہ آیت نازل کرنے کی۔

محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن ازدواج رسولؐ تمہاری ماں ہیں۔ پھر آیت آئی مگر ازدواج رسولؐ پر واجب ہے کہ وہ اپنے بیٹوں سے پردہ کریں۔ ارے کہیں مائیں بھی بیٹوں سے پردہ کرتی ہیں۔ حقیقی معنوں میں قرآن نے ماں نہیں کہا تھا بلکہ اس دور کے صاحبان ایمان کی نیتوں، ذہنیتوں، حیثیتوں کو دیکھتے ہوئے قرآن نے فیصلہ کیا تھا خبر داران سے پردہ کرنا۔ ان کی نیتیں ٹھیک نہیں ہیں (توجہ ہے) اللہ! اللہ! دنوں ہاتھ بلند کر کے آخری دم تک۔

اب دیکھتے جائیں انشاء اللہ ایک تاریخی نتیجہ اور انشاء اللہ بارگاہ شہدائے کربلاؑ کے درودیوار گواہی دیں گے۔ علیؑ کی حقانیت کو۔ شیعت کی حقانیت پر تین آیتیں میں نے پیش کیں نا، اب چوتھی منزل دیکھ لیں۔ ایک دفعہ جب قرآن نے کہہ دیا کہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ پھر فوراً کہا، پھر فوراً کہا، امت رسولؐ کو حکم دیا کہ ازدواج رسولؐ جو ہیں وہ امت کی مائیں ہیں،

جو امہات المومنین ہیں۔ (پوری توجہ) یہ امت کی مائیں۔ محمدؐ باپ نہیں۔ یہ دوسری آیت نازل کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ دوستو یہ آیت مشیت نے۔ امت کی ذہنیت اور نیت کے مطابق نازل کی تھی۔ اس لئے کہ اگر امہات المومنین کو ازدواج

رسولؐ کو امت کی ماں بنادیا جاتا تو سارے رسولؐ کے امتی آل رسولؐ بن جاتے۔ کہہ دیتے بھئی جو رسولؐ کی بیویاں ہماری مائیں ہیں تو رسولؐ تو خود بخود ہمارے باپ ہوئے۔ اس لئے درود بھی ہم پر، سلام بھی ہم پر، سلام بھی ہم پر صدقہ بھی ہم پر حرام (صلوٰۃ)

اب دیکھیں نا فیصلہ دیکھیں۔ آگیا فیصلہ، آپ متوجہ رہیں میری طرف۔ آپ صرف متوجہ رہیں بلند آواز سے صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ اب یہاں سے وہ فیصلہ لینا ہے جس کے لئے میں نے آپ کو آٹھ دن زحمت دی تھی۔ دوستو لیکن دعا کریں۔ یہ لاؤڈ اسپیکر بھی ٹھیک رہے۔ آپ بھی متوجہ رہیں۔ مولاؑ کا بھی کرم رہے۔ میری بھی آواز ساتھ دیتی رہے تو انشاء اللہ آج کی مجلس کا ایک جملہ ہے صرف جو تاریخی منزل میں شریعت اور شیعت کے عنوان کا بلا فصل کردے گا۔

عزیزان محترم !اس لئے جب کہا نا امت کی نیت کو دیکھ کر۔ خبردار یہ نبیؐ کی جو بیویاں ہیں نا انہیں ماں سمجھنا۔ ماں ہیں۔ یہ ماں ہیں۔ ماں ہیں۔ ذہنیتیں خراب نہ کرنا۔ یہ کیا درختوں کے نیچے بیٹھ کر مشورے کررہے ہیں۔

توجہ !توجہ !کیا درختوں کے نیچے؟ میں تو تاریخ کے اوراق الٹنے کا عادی ہوں۔ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ وآل محمدؐ پر) اب فیصلہ لیں عزیزان محترم !حضور دعا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے۔ سارے اپنے بزرگوں سے۔ اس لئے کہ یہ ایک عجیب منزل آئے گی۔ دیکھو یہ ماں ہیں، ماں سمجھنا اس کے علاوہ کچھ نہ سمجھنا۔ پھر مشیت کو خیال آیا کہ اگر انہوں نے انہیں ماں سمجھ لیا رسول کو تو یہ خود بخود اپنا باپ سمجھ لیں گے۔ کہ بھئی جب رسول کی بیوی، ہماری ماں ہیں تو اس بیوی کا شوہر خود بخود ہمارا باپ ہوا۔ لہٰذا ہم سب آل رسولؐ ہوگئے۔

(بہت توجہ بہت توجہ) ایک عجیب فکر دے رہا ہوں۔ ہم سب آل رسولؐ ہوگئے۔ سب آل رسولؐ ہو جائیں گے۔ اسی (Contradiction) کو اسی کنفیوژن کو ختم کرنے کے لئے پروردگار عالم نے شریعت کو مکمل کرنے کے لئے اعلان کیا۔ نہیں

میرے حبیبؐ ہم ان کی ذہنیتوں میں انہیں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں محمدؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں لیکن۔

"فقل تعالو اندع ابناء ناوابناء کم" (سورہ آل عمران آیت۶۱)

حبیبؐ ان عیسائیوں سے کہو اگر علم آ جانے کے بعد نہیں مانتے کہ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں۔ پیغمبر اسلام آئیہ مباہلہ کے بعد بیٹوں کی منزل پر۔ حسنؑ و حسینؑ کو مباہلے میں لے جاکر اعلان کر کے شریعت کو شیعت سے مسلسل کر گئے۔ کہ محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ ان کے باپ ہیں جنہیں مباہلے میں لائے۔ توجہ۔ نہیں۔ ایسے نہیں۔ اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔

دیکھا محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ ان کے باپ ہیں جنہیں مباہلے میں لائے محمدؐ صرف حسنینؑ کے باپ ہیں۔

"فقل تعالو اندع ابناء ناوبناء کم" تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لائیں۔ مرد تو مرد۔ محمدؐ تم لڑکیوں میں سے بھی کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اسی کے باپ ہیں جسے مباہلے میں لائے شریعت تو دیکھیں (صلوٰۃ بھیجیں نا عظمت فاطمہؑ زہرا پر۔ وہ جو ہیں نا محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا **وما محمد الا رسول۔**

یہ محمدؐ تو ہیں ہی نہیں۔ یہ تو جہاں بھی ہے رسولؐ ہے۔ بڑی عجیب منزل ہے یہ محمدؐ ہے ہی نہیں۔ یہ جہاں بھی ہے رسولؐ ہیں جس حالت میں بھی ہیں۔ مسلسل ہو جاؤں گا یہیں۔ جس حالت میں بھی ہے رسولؐ ہے۔ صلب ابراہیمؑ میں ہے تب بھی رسولؐ۔ صلب اسماعیلؑ میں ہے۔ تب بھی رسولؐ۔ صلب ہاشمؑ میں ہے تب بھی رسولؐ۔ آغوش ابی طالبؑ میں ہے تب بھی رسولؐ۔ آغوش آمنہؑ میں ہے تب بھی رسولؐ۔

بچپن گزارے تب بھی رسولؐ۔ لڑکپن گزارے تب بھی رسولؐ۔ جوان ہو تب بھی رسولؐ۔ علم لے تب بھی رسولؐ۔ علم دے تب بھی رسولؐ۔

یا علیؑ! یا علیؑ! توجہ ہے نا دوستو صلوٰۃ بھیجیں باآواز بلند محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ دیکھئے آپ دیکھتے جائیں پھر تیسرے مقام پر تیسری آیت آئی اب یہ آیتوں کے خلاصے اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ کل کی انشاء اللہ آخری مجلس میں نتائج سامنے آئیں گے۔ اس لئے یہ زحمتیں آپ کو اس دقیق سے مرحلے میں دے رہا ہوں تیسرے مقام پر ارشاد ہوا۔

محمد رسول اللّٰہ ط والذین معه اشداء رحمآء بینھم۔ (سورہ فتح آیت ۲۹)

محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں۔ وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں مومنوں پر بڑے نرم ہیں۔ تو محمدؐ کا ساتھی ہر ایک نہیں قرآن کی رو سے محمدؐ کا ساتھی صرف وہ ہے جو کافروں پر سخت ہو مومنوں پر نرم ہو۔ وہ محمدؐ کا صحابی نہیں ہے جو سلمانؓ کی پسلیاں توڑدے۔ مرحب سے ڈر کر بھاگ جائے۔ توجہ ہے دیکھیں نا۔ دونوں ہاتھ بلند کر کے نعرۂ حیدری۔ یا علیؑ سلامت رہو بیٹا ایسے نہیں سب کے ساتھ۔

یہ ساتھیوں کی ذرا تفصیل لیکن یہاں تو ایک اشارہ کرتا ہوا۔ میں شریعت کے اس مضمون کو آگے لا رہا ہوں ذرا اصل بات واضح ہو جائے اور آپ ایک خوبصورت سا نتیجہ سامنے سے لیکر جائیں۔ اور وہ یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور ان کے جو ساتھی ہیں نا وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں۔

"**رحمآء بینھم**" آپس میں بڑے رحمدل ہیں کافروں پر سخت ہیں۔ اب ہر ایک تو محمدؐ کا ساتھی نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے۔ نہیں ہو سکتا نا۔ جو کافروں پر سخت ہو۔ وہی تو ہو گا محمدؐ کا ساتھی۔ جو مومنوں پر رحمدل (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر)

آئیں اندازہ کریں کتنا (Differentiate) کر رہا ہوں کتنی بات کو واضح کرتا ہوں۔ اب اس مرحلے پر عزیزان محترم دیکھنا یہ ہے سوچنا یہ ہے۔ میں کل کی گفتگو

میں یہاں تک پہنچا تھا اور آپ کے شاداب حافظوں میں انشاء اللہ محفوظ ہو گی یہ گفتگو۔ نوحؑ بھی شیعہ۔ پینتیس ہزار انبیاءؑ جو نوحؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان آئے وہ بھی شیعہ ۔ جس نے کعبہ بنایا وہ بھی شیعہ ۔ اسے دہرانے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں بتا چکا ہوں۔

"واذیرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل ط"

(سورہ البقرہ آیت ۱۲۷)۔

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے کعبہ کی دیواریں بلند کیں جس نے کعبہ بنایا وہ بھی شیعہ۔ جس نے دیوار بلند کی وہ بھی شیعہ۔ جو معمار بنا وہ بھی شیعہ۔ جس نے مزدوری کی وہ بھی شیعہ۔ جو جبرئیلؑ آیا وہ بھی شیعہ۔ اب ذرا کعبہ کو دیکھتے تو جائیں۔ بھئی ساری شریعت تو کعبہ ہی میں ہے ناصلوٰۃ بھیجیں۔ جس نے کعبہ کی دیوار بلند کی وہ بھی شیعہ۔ اسماعیلؑ نے مزدوری کی وہ بھی شیعہ۔

بہت توجہ اور دوستو اس کعبہ میں جو کچھ بھی ہے وہ سب شریعت ہے۔ کہہ گیا میں جملہ جو مجھے کہنا تھا اس کعبہ کے اندر اور اس حدود حرم میں جو کچھ ہے وہ شریعت ہے۔ اور جو شریعت ہے وہ شیعت ہے۔ مقام ابراہیمؑ یہاں ۔ معلّٰی ابراہیمؑ ۔ یہیں۔ باب جبرئیلؑ یہاں۔ حجرہ اسود۔ یہاں۔ صفاومروا۔ یہاں۔ چکر کاٹنے۔ یہاں۔ کالا کپڑا یہاں۔ پھرنا یہاں۔

توجہ ہے۔ توجہ۔ نعرہ حیدری ۔ آؤنا کس کے شریعت آرہی ہے۔ کس کی شریعت آرہی ہے۔ ارے اب پتا چلا۔ مطلب ۔ کیا خوبصورت شعر کہا تھا کسی فارسی شاعر نے

مطلب از انشائے کعبہ بجز میلاد تو بود
ورنہ شخصے لا مکان را خانہ کے باشد روا

اے میرے اللہ کعبہ کی بنیاد رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ تیرے کعبہ میں علیؑ پیدا ہو۔ ورنہ تو تو لا مکاں ہے۔ تجھے مکاں کی ضرورت کیا ہے؟

یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ!۔ حیدری! نہیں دوستو ایسا نعرہ نہیں آٹھ محرم کا نعرہ ہے پوری طاقت سے۔ اتنی ہی بلند صلوٰۃ بھیج دیں۔ بار دیگر صلوٰۃ بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پرہاں تاریخی جیو جیو۔

پالنے والے تو تو لامکاں۔ تجھے کعبہ کی ضرورت کیا ہے؟ تجھے گھر کی ضرورت کیا ہے؟ تو لازماں بھی ہے۔ تو لامکاں بھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ شاعر کی شاعری ہے۔ میں تو قرآن کی آیت بتانا چاہتا ہوں۔ خدا تو کعبہ میں شیعہ شریعت جاری کرنا چاہتا تھا۔ شیعہ شریعت جاری کرنا چاہتا تھا کعبہ کے اندر۔ تاکہ باہر آکر کوئی انکار نہ کرسکے۔ یہ شعر شاعری کی بات نہیں ہے قرآن نے کہا تھا۔

هل جزآء الا حسان الا الاحسان (سورہ رحمان آیت ٦٠) احسان کا بدلہ احسان ہے، نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

پروردگار سے زیادہ احسان کا بدلہ دینے والا کائنات میں اور کون ہوگا۔ اللہ نے قسم کھالی تھی اے میرے ابو طالبؑ۔

تو نے ہمارے حبیبؐ کو یتیم پایا، تو نے پرورش کی، تو نے حفاظت کی تو نے ہماری سب سے بڑی امانت کی، حفاظت کی۔ تو نے ہماری سب سے بڑی شریعت کی حفاظت کی تو شمع رسالت کی فانوس بنارہا تھا۔ ابو طالبؑ نے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو خطرے میں ڈال دیا۔ محمدؐ کے لئے اقتدار خطرے میں ڈالا۔ محمدؐ کے لئے عزت خطرے میں ڈالی۔ محمدؐ کے لئے اولاد خطرے میں ڈالی۔ محمدؐ کے لئے۔ تیرا کام صرف یہ ہے کہ تو میرے سب سے بڑی صاحب شریعت نبیؐ کی امانت کی حفاظت کرتا رہے۔

آج آٹھ محرم ہے بھائی ہم غازی ابو الفضل العباسؑ کا غم منارہے ہیں۔ ہم ابو الفضل العباسؑ کا غم منارہے ہیں۔ ہمارے کربلا کا علمدار عباسؑ۔ ہمارا مولا عباسؑ۔

دیکھیں تو سہی ہم کس طرح سے غم منا رہے ہیں ہم کس طرح سے ماتم کررہے ہیں۔ ہم کس طرح سے ماتم کررہے ہیں۔ کون عباسؑ؟ کون عباسؑ؟ علیؑ کی نماز شب کی دعا۔ لو میری بہنوں تمہاری دعا قبول ہوگئی۔ علیؑ کی نماز شب کی دعا۔

عباسؑ وہ علیؑ جس نے زندگی میں اپنے خدا سے اپنے لئے کبھی کچھ نہیں مانگا۔ وہ نماز شب میں کہہ رہا ہے۔

پروردگار! پروردگار! مجھے ایک بیٹا دے دے۔ میرے مالک حسنؑ و حسینؑ تو محمد مصطفیٰؐ کے بیٹے ہیں۔ حسنؑ و حسینؑ محمد مصطفیٰؐ کے بیٹے ہیں۔ آپ مصائب میں آئے ہیں میں آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ آیئے رولیجئے ہمارا غازی عباسؑ علیؑ کا وہ بیٹا تھا۔ جو ایک مشک پانی لینے دربار گیا تھا اور مسلمانوں نے ایک بچی کے لئے پانی نہیں لانے دیا۔

جزاک اللہ! جزاک اللہ! بھائی سننا چاہو گے۔ سننا چاہو گے، آج ہماری ماؤں نے اپنے بچوں کو سقّہ بنایا ہے۔ آج ہماری مائیں اپنے بچوں کو سقّہ بناتی ہیں۔ اپنے بچوں کو بہشتی بناتی ہیں، ہمارے بچے جھولیاں ڈالے ہوئے ایک ایک دروازے پر جاتے ہیں۔ ارے عباسؑ کے فقیر ہیں ہمیں بھیک دے دو۔ ہمیں بھیک دے دو۔

کرو ماتم، کرو ماتم، کرو ماتم۔ دیکھو کیا قیامت ہو رہی ہے دیکھو کیا قیامت۔ جزاک اللہ! آج ہر گھر سے علم نکلے گا۔ آج ہر گھر سے حاضری نکلے گی۔ آج غازی عباسؑ کی حاضری ہو گی ایک جملہ سنو گے دوستو وہ جملہ سنا رہا ہوں تمہیں اگر سن سکو۔

ایک شخص نے کربلا میں منّت مانی۔ آٹھ محرم کو مولاؑ آپ کی حاضری دلاؤں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ فاتحہ آپؑ دیں۔ مولاؑ آپ کی حاضری دلاؤں گا۔ مگر ایک گزارش ہے کہ آپؑ خود حاضری دیں۔ مولاؑ نے وعدہ کر لیا روضہ پر وعدہ لیا تھا سائل نے حاضری کا اہتمام کر لیا۔ گھر صاف کر دیا۔ پاکیزہ کر دیا۔

عزادار و حاضری لگ گئی۔ انتظار کرتا رہا۔ بیوی سے کہہ دیا دروازہ نہ کھولنا۔ میرا غازی خود آئے گا حاضری دینے کے لئے۔ میرا مولاؑ خود آئے گا حاضری دینے کے لئے۔ کوئی نہیں آیا مغرب کا وقت ہو گیا کوئی نہیں آیا۔ کہا اگر غازیؑ نہیں آیا تو میں حاضری بھی نہیں دلاؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد دق الباب ہوا دروازے پر زوجہ نے کہا ایک شخص عبا پہنے ہوئے۔ عمامہ پہنے۔ کیا معجزے کی مجلس ہوئی ہے۔ ایک شخص

عبا پہنے ہوئے عمامہ پہنے ہوئے دروازے پر کھڑا ہوا ہے۔

زوجہ واپس آئی اور کہا غازیؑ تو نہیں آیا۔ ہاں ایک عرب کھڑا ہوا ہے۔ بڑا وجیہہ نوجوان ہے، چاند سا چہرہ ہے۔ چہرے پر نقاب ہے نور نقاب سے جھلک رہا ہے۔ جلدی سے جاکر دیکھو اس شخص مومن نے جاکر دیکھا عبداللہ بن سعید اس مومن کا نام تھا۔ لو جملہ سنو۔ دوڑا دوڑا آیا آکر دروازہ کھولا بھائی تو کون ہے؟ وہ شخص جو دروازے کے باہر عبا پہنے کھڑا تھا نا۔ وہ کہتا ہے سنا ہے تو نے عباسؑ کی حاضری دلائی ہے۔

سن رہے ہو شہادت نہیں پڑھ سکوں گے۔ شہادت نہیں سن سکو گے۔ عباسؑ کی حاضری دلائی ہے۔ وہ شخص عبداللہ بن سعید کہتا ہے ہاں حاضری تو دلائی ہے مگر ابھی حاضری کھولی نہیں۔ اس لئے کہ میرا غازیؑ ابھی حاضری دینے آیا نہیں، ابھی میرا غازیؑ نہیں آیا جب تک وہ فاتحہ نہیں دے گا۔ میں حاضری کھولوں گا نہیں، کہا ہمیں اندر تو لے چل۔

کیا سن رہے ہو عزادارو! عزادارو قیامت ہو گی یہاں کیا۔ کہا ہمیں اندر تو لے چل۔ جب تیرا غازیؑ آجائے گا ہم بھی جبھی حاضری کر لیں گے۔ عزادارو وہ عبداللہ ابن سعید اس جوان کو لیکر اندر چلا گیا مغرب کا وقت ڈھلتا گیا۔ کہا بہت دیر ہو رہی ہے اے مومن اگر اجازت ہو تو میں فاتحہ دے دوں عباسؑ کی۔

کہا ہاں بہت دیر ہو گئی پتا نہیں میرا مولاؑ کیوں نہیں آیا، پتہ نہیں میرا مولاؑ کیوں نہیں آیا۔ اب جملہ سننا ہے تو سن لو۔ اس شخص کے دوش پر کھڑے کھڑے حاضری کے سامنے اس شخص نے کھڑے کھڑے فاتحہ دینا شروع کی۔ اس طرح نہیں جیسے ہم ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں فاتحہ دیکر کہا حاضری کو کھول دے۔ عبداللہ کہتا ہے اے شخص یہ کیسی حاضری؟ تو نے ہاتھ تو اٹھائے نہیں۔ وہ شخص کہتا ہے ارے میرے ہاتھ ہیں کہاں؟ ماتم۔ ماتم کرو، میرے ہاتھ!

مجلس نہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰۤى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ‌ؕ كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَيۡهِ‌ؕ اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ ۝۱۳ (سورۃ الشوریٰ) آیت: ۱۳

صلوٰۃ!

ابتدائی مرحلے میں آپ حضرات نے جس قدر جذبہ ایمانی کے ساتھ اس عشرہ محرم میں ہماری انجمن کے ساتھ، ان کے سرپرستوں کے ساتھ، ان کے معاونین کے ساتھ اور شبیہہ روضہ مظلوم کربلاؑ کے معاونین کے ساتھ اور شبیہہ روضہ بنانے والے بارگاہ شہدائے کربلاؑ کے اراکین کے ساتھ تعاون فرمایا۔ مومنین نے، مومنات نے، ماؤں نے، بہنوں نے، بھائیوں نے۔ اس کی جزا یقیناً آپ کو سرکار الشہداؑ کی بار گاہ سے ملے گی۔

میں ذاتی طور پر آپ تمام حضرات (وخواتین) کا جو بہت دور دراز سے اتنی بڑی تعداد میں اس مرکزی اور اہم ترین عشرہ محرم میں میری کج مج بیانی اور کم علمی کی حوصلہ افزائی کے لئے جو یہاں تشریف لاتے رہے ہیں اس پر میں آپ کا احسان مند ہوں۔ میں کسی بھی اعتبار سے اس قابل نہیں تھا کہ اتنے عظیم فرض کو آپ جیسے اہل علم حضرات کے معیار کے مطابق ادا کر سکتا۔

لیکن آپ نے بزرگوں نے، نوجوانوں نے، مومنین و مومنات نے اس عشرے کے دوران ماشاء اللہ جس محبت، امن، درگزر، انگیزیاں بھی ہوتی رہیں۔ آپ کو مشتعل کرنے کی کوششیں بھی کی جاتی رہیں، لیکن ماشاء اللہ! سارے شہر بھر میں برپا ہونے والی تمام مجالس میں آپ نے غم حسینؑ کو اولیت دے کر یزیدیت پر یہ ثابت کردیا کہ "شریعت" "یزیدیت" کا نام نہیں ہے۔ "حسینیتؑ" کا نام ہے۔ (درود بھجیں محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر)

بڑی کوششیں بھی ہوئی۔ بڑے پمفلٹس بھی نکلے۔ بڑے پوسٹرز بھی آئے۔ ایک دن اور باقی ہے۔ ایک شب اور باقی ہے۔ کل کا اہم ترین دن ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ عزاداری میں کوئی نہ کوئی ایسا رخنہ پیدا ہوجائے۔ جس سے کہ ذکر حسینؑ کے تسلسل میں کوئی کمی آجائے۔ لیکن ہمارا کل آخری دن نہیں۔ ہم تو کل کربلا سے روانہ ہوکر یزید کے دارالحکومت تک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ غور ہی نہیں فرمارہے (صلوٰۃ)۔ ہمارا سفر تو کل سے شروع ہوگا۔ شام غریباں کے بعد جو سفر شروع ہوگا نا...... وہ ہوگا۔ بھرپور حملہ...... شریعت کا۔ یزیدیت پر۔ اللہ اکبر! درود بھجیں)

ہمیں اس عظیم سفر کی تیاری کرنا ہے۔ اور یہ سفر نمائش سے ایرانیان کا نہیں ہے۔ یہ سفر کربلا سے شام تک کے چودہ سو میل کا سفر ہے۔ اور ہم یہ طے کر کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ کہ جب تک یزید کے دارالحکومت میں حسینؑ کے ماتم کی مجلس برپانہ ہوجائے۔ واپس نہیں لوٹیں گے (صلوٰۃ) نعرے اس فلسفے کو سمجھیں آپ۔ جئیں...... بڑے سکون کے ساتھ آج کی شب غم حسینؑ کے نعروں میں...... آج کی شب بسر کیجئے۔)

ماتم حسینؑ کی دھمک میں آج کی شب بسر کیجئے۔ صبح عاشور جب اس مسجد کے میناروں سے ایک آواز گونجے گی "اللہ اکبر"...... تو دنیا ہمارے دس دنوں کی محنتوں کی تائید کرے گی...... کہ شریعت بھی باقی رہ گئی...... شیعیت بھی باقی رہ گئی (صلوٰۃ بھجیں)

مجلس عزا ہو گی نا...... انشاء اللہ شب عاشور۔ اذان شہزادہ علی اکبرؑ میں بھی حاضر ہوگا۔ اگر موّلا نے مجھے طاقت دی۔ ہماری تنظیم "کاروان نجف" کی جانب سے عزیزان محترم! اس مسئلہ کو اپنے پیش نگاہ رکھئے اور خصوصیت کے ساتھ ان حقائق پر نوجوان ذہنوں کی نظر رہنا چاہئے۔ کہ کل عاشورا کے دن صرف شیعہ حضرات کی زیارات اور تعزیے بر آمد نہیں ہوتے۔ میرے خیال سے تو مضمون مکمل ہورہا ہے۔ اسی جملہ پر۔

اگر آپ نے غور فرمالیا۔ عاشور کے دن صرف شیعہ حضرات کے شعائر اور تعزیے اور زیارتیں بر آمد نہیں ہوتی ۔ بلکہ ہمارے تمام برادران اہل سنت بڑے عقیدت واحترام کے ساتھ، اپنے رسولؐ کے نواسہ کے تعزیے اپنے کاندھوں پر رکھ کر یزید کے خلاف مسلسل احتجاج کرتے ہوئے یہ کہہ کر بندر روڑ پر نکلتے ہیں۔ نام بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ شریعت اگر حسینؑ کے حوالہ سے ہو تو سنیّت بھی شیعت ہے۔ شیعیت بھی سنیّت ہے۔

توجہ ہے نا۔ عزیزان محترم! فلسفہ اس منزل پر آپ کو انہی جذبوں کے ساتھ، ان ہی احترامات کے ساتھ، برادران اہل سنّت کے جانب سے بر آمد ہونے والے سارے تبّرکات کا احترام کرنا ہے۔ انہیں راستہ دینا ہے۔ ان کی عزت کرنا ہے۔ اگر آپ علم وذوالجناح بر آمد کرتے ہیں تو یہ آپ کا فریضہ ہے۔ وہ اگر تعزیہ نکال رہے ہیں تو ان کا احسان ہے۔ (اللہ اکبر! اللہ اکبر! صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر۔)

اور الحمد اللہ ہم احسان فراموش قوم نہیں۔ ہم احسان شناس لوگ ہیں۔ کوئی ایک قدم ہمارے ساتھ آگے بڑھے تو سہی۔ ہم تو اپنی زندگی کی آخری سانسیں بھی اپنے محسنوں کو دے دیتے ہیں۔ ہم تو اپنی زندگی کی...... اور ہمارا سب سے بڑا محسن وہ نہیں جو عرفان عابدی کا محسن ہو۔ ہمارا محسن وہ نہیں جو محمود رضوی کا محسن ہو۔ ہمارا محسن وہ نہیں جو عباس مرزا کا محسن ہو۔ ہمارا محسن وہ نہیں جو نواب بھائی کا محسن ہو۔ جو مظہر تقی کا محسن ہو۔ جو ذوالفقار شاہ کا محسن ہو۔ ہمارا سب سے بڑا محسن وہ ہے۔ جو

چاہے ہمارا دشمن ہو مگر ہمارے حسینؑ کا محسن ہو۔ (صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر) حسینؑ کا محسن۔

ہمارے یہاں ذاتی احسانات کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہمارا سب سے بڑا محسن وہ ہے۔ جو ہمارے حسینؑ کا احترام کرے۔ اور حسینؑ کا احترام کرنا محبت نہیں شریعت ہے۔ بس اب آپ توجہ فرمالیں۔ زیادہ زحمت کا آج دن ہیں نہیں۔ تفصیل میں جانے کا۔ نتیجہ مجھے دینا ہے۔ آج کی حد تک یاد رکھیں۔ حسینؑ کا احترام کرنا شریعت کا احترام کرنا ہے۔ اس لئے کہ نوحؑ سے لائی گئی شریعت علمی مدارج طے کرتے کرتے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ سے عصمت وطہارت کے زینے طے کرتے کرتے جب فاران کی چوٹیوں سے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (درود)......

نوحؑ سے قائم کی گئی شریعت جو زمین پر نوحؑ کے ذریعے آئی تھی آسمانوں پر بھی یہ شریعت تھی۔ پھر نوحؑ کو وصیّت کی گئی۔ پھر محمد مصطفیٰ پر وحی ہوئی۔ پھر ابراہیمؑ پر آئی۔ پھر موسیٰؑ تک آئی۔ پھر عیسیٰؑ تک آئی اور یہی شریعت اپنے منزل کمال پر پہنچی تو محمدؐ مصطفیٰ بن کر سامنے آئی۔ شریعت وہی ہے، راستہ وہی ہے، کل جہاں گفتگو ذرا بدمزگی کا شکار ہوگئی تھی لائٹ جانے کی وجہ سے نامکمل رہ گئی تھی۔

ایک جملہ عرض کئے دیتا ہوں اور وہ یہ عزیزان محترم! آپ دیکھیں کہ قرآن مجید اللہ کی وہ محکم کتاب کہ جس کے لئے خود قرآن نے دعویٰ کیا۔

”ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین“ (سورہ انعام آیت ۵۹)۔

کوئی خشک وتر ایسا نہیں جس کا ذکر قرآن میں موجود نہ ہو۔ ہر خشک قرآن میں، ہر تر قرآن میں، قرآن میں اجمال بھی ہے، قرآن میں تفصیل بھی ہے۔ قرآن میں تکمیل بھی ہے۔ قرآن میں اشارہ بھی ہے۔ قرآن میں ارادہ بھی، قرآن میں جادہ بھی ہے۔ قرآن میں عصمت بھی ہے۔ قرآن میں طہارت بھی ہے، قرآن حق بھی ہے، قرآن مبین بھی ہے۔

قرآن روشن بھی ہے۔ قرآن روشنی بھی ہے۔ قرآن کتاب بھی ہے۔ قرآن

حد کمال بھی ہے۔ قرآن منزل تاویل بھی ہے۔ قرآن منزل تکمیل بھی ہے۔ قرآن منزل جبرئیلؑ بھی ہے۔ قرآن زبور کے منسوخ کرنے والا بھی ہے۔

قرآن توریت کا ناسخ بھی ہے۔ قرآن انجیل کا ناسخ بھی ہے۔ قرآن کا الحمد بھی حق ہے۔ قرآن کا والناس بھی حق ہے۔ قرآن کی آیت بھی حق۔ قرآن کی سورت بھی حق۔ قرآن کا نقطہ بھی حق۔ قرآن کا رکوع بھی حق۔

اور یہ قرآن کی اس سے بڑی...... آج تو فیصلہ دے رہا ہوں۔ اس سے بڑی اور کیا دلیل دی جاسکتی ہے۔ صرف انبیاءؑ ہی نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ ہی نہیں، کعبہ ہی نہیں۔ خدا کی قسم! قرآن بھی شیعہ ہے! قرآن بھی شیعہ ہے! قرآن بھی شیعہ ہے......

اس لئے کہ پیغمبرؐ اسلام نے کہا: **"القران مع العلی وعلی مع القرآن"**۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے تو اگر شیعہ کے معنی یہ ہیں جو علیؑ کے ساتھ ہو وہ شیعہ ہے تو قرآن بھی تو علیؑ کے ساتھ ہے (نعروں کی گونج)...... اگر پیمانہ یہ ہے۔ توجہ ہے نا عزیزان محترم! مولا آپ کو سلامت رکھے!

عزیزان محترم! کسی روایت میں نہیں۔ کوئی بتا سکتا (ہے) کہ پیغمبرؐ اسلام نے قرآن کو اپنے بعد علیؑ کے علاوہ کسی اور کے حوالے کیا ہو؟ قرآن علیؑ کے ساتھ، علیؑ قرآن کے ساتھ ۔جچتا بھی ہے۔ (ذرا سی توجہ...... ذرا سی توجہ فرمائیں) جچتا بھی ہے، سجتا بھی ہے۔زیب بھی دیتا ہے۔ شایان شان بھی ہے۔

اس لئے کہ قرآن بھی پاک، علیؑ بھی پاک۔ قرآن بھی طاہر علیؑ بھی طاہر۔ قرآن بھی طیّب علیؑ بھی طیّب۔ قرآن بھی ہادی علیؑ بھی ہادی۔ قرآن بھی رہبر علیؑ بھی رہبر۔ قرآن بھی نور علیؑ بھی نور۔

قرآن بھی نازل ہوا علیؑ بھی کعبہ میں نازل ہوا۔ قرآن بھی نازل ہوا۔ ٹھہرو...... قرآن بھی نازل ہوا۔ علیؑ بھی نازل ہوا۔ قرآن میں سورہ کوثر علیؑ ساقیٔ

کوثر۔ قرآن میں سورہ آلِ عمران، علیؑ فرزندِ عمران۔ قرآن میں سورہ رحمان ۔ علیؑ سورۂ رحمان کی جان۔ قرآن میں **"قل هوالله احد"** علیؑ اللہ کی واحدانیت کی سند۔

قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی آیت بھی قرآن۔ بڑی سے بڑی آیت بھی قرآن۔ علیؑ کا چھوٹے سے چھوٹا بھی علیؑ۔ بڑے سے بڑا بھی علیؑ۔ قرآن کی طرف بھی نظر کرنا عبادت۔ علیؑ کے چہرے پر بھی نظر کرنا عبادت ۔ جو قرآن سے منہ پھرائے وہ بھی کافر۔ جو علیؑ کو چھوڑے وہ بھی کافر...... یا علیؑ یا علیؑ۔ فیصلے دیکھئے بنیاد (پر جوش نعرے اور درُود)

سنتے جائیں ۔ قرآن...... اب پھر دوسری دلیل دوستو! قرآن بھی شیعہ ہے۔ خطابت نہیں کررہا۔ قرآن سے ثابت کررہا ہوں۔ قرآن بھی شیعہ ہے۔ آٹھ دن کی محنتوں کا صلہ دس پندرہ منٹ۔ زیادہ زحمت نہیں۔ مصائب کی طرف آنا ہے۔ سمجھیں کہ نتیجہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ قرآن شیعہ ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن میں ۲۹مقامات ایسے ہیں کہ جہاں آیتوں کی یاسورتوں کی ابتدا حروف مقطعات سے ہوئی۔

(درُود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ)

اس کی تفصیل نہیں بتاؤں گا۔اشارہ آج کررہا ہوں۔ سمجھ آپ لیں۔ دامن وقت میں گنجائش کم ہے اور جانا بہت دور ہے۔ پہلا ہی سورہ،سورہ حمد کے بعد سورہ بقرہ۔

الم ٥ ذالک الکتاب لاریب فیه۔ هدی للمتقین ٥
الذین یومنون بالغیب......

(ا۔ل۔م) اب چودہ سو برس (۱۴۰۰) ہوگئے کسی کو سمجھ میں نہیں آیا۔

ا،ل،م ہے کیا؟ الر۔ کھیعص۔ یہ جتنے قرآن میں حروف مقطعات ملیں گے نا۔ عزیزان محترم اس کے معنی آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آئے۔ ان کی بھی سمجھ میں

نہیں آئے جو رسولؐ سے کہہ گئے تھے کہ ہماری سمجھ میں آجائے گا۔ آپ تو ایسے چپ ہو گئے جیسے آپ کہہ گئے تھے۔ (صلوٰۃ) آپ نے کہا تھا؟ بہت توجہ (نعرے)۔ شریعت معلوم کرنا ہے نا ہمیں، شریعت راستہ، شریعت جادہ، شریعت منزل، شریعت ارادہ، شریعت دین محمدؐ (صلوٰۃ) ابتدا ہے (نعرے)

عزیزان محترم! قرآن میں یہ ۲۹۔ ایک کم تیس (Twenty nine) مقامات ایسے ہیں کہ جن میں حروف مقطعات کا استعمال پروردگار نے فرمایا۔ اور جب علماء کی سمجھ میں نہیں آیا تو کہا یہ ایسے حروف ہیں کہ ان کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ نہ رسولؐ کو نہ ولیؑ کو۔ ظاہر ہے مولوی کو نہیں تو رسولؐ کو کیسے ہوگا۔ کسی کو علم نہیں ہے۔

ا۔ل۔م کے کیا معنی ہیں؟

الر۔ کھیعص کا کیا معنی ہے۔ المر کے کیا معنی ہیں۔ حمعسق کے کیا معنی ہیں۔ اللہ کے علاوہ کسی کو علم نہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ میری جان! اگر اللہ کے علاوہ ان حروف مقطعات قرآنی کا علم کسی کو نہیں۔ اللہ کے علاوہ تو کسی کو علم نہیں۔ رسولؐ جانتا نہیں۔ امامؑ کو پتہ نہیں۔ مولوی کے علم میں نہیں۔ آپ وہاں جاکر اللہ سے پوچھ نہیں سکتے۔ چلے جائیں تو واپس نہیں آسکتے۔ توجہ! توجہ! صلوٰۃ بھیجیں۔

تو پھر فائدہ کیا ہے ان حروف کا؟ پوری توجہ۔ پھر فائدہ کیا ہے؟ ان حروف کا کہ انہیں قرآن میں رکھ دیا جائے۔ جب ہمیں معلوم نہیں۔ جب ہم ان لفظوں کے معنی نہیں نکال سکتے تو ہمیں پتہ کیسے چلے کہ اللہ چاہتا کیا ہے؟ پروردگار چاہتا کیا ہے؟ مشیت الٰہی کیا ہے؟ حضور دعائیں چاہتا ہوں سارے بزرگوں کی۔ سارے دوستوں کی۔

مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ سال بھر یہ جملہ آپ کو یاد رہے گا۔ اور جب بزرگ مجھے دعائیں دیں گے۔ الحمدللہ اس منزل تشکر پر یہ جملہ کہہ رہا ہوں کہ اگر اللہ کے علاوہ حروف مقطعات کا علم کسی کے پاس نہیں ہے تو پھر قرآن میں جو ۲۹ مقامات

پر یہ کوڈورڈز(Code Words) رکھ دیئے ہیں۔ فائدہ؟ ان کا کیا فائدہ؟

اور قرآن کا اگر ایک لفظ بھی عبث ہو جائے تو شریعتِ شیعت میں پورا قرآن مشکوک ہو جاتا ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ صلوٰۃ آپ بھیجیں میں اس کی تشریح کرتا ہوں۔ توجہ ہے نا بھائی۔ ایک لفظ بھی اگر مشکوک ہو جائے۔ اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے قرآن کا ایک ایک لفظ حق، ایک ایک حرف حق، ایک ایک حرف پر ہمارا ایمان۔ لیکن سارے علمائے اسلام نے متفقہ طور پر طے کیا کہ قرآن کے حروف مقطعات ۲۹ مقامات پر جو آئے ہیں بہت سے ایسے حروف ہیں جو بار بار استعمال ہوئے۔ یعنی جن میں (Repetation) ہے۔ تکرار ہے۔

بہت توجہ دوستو! تکرار ہے۔ الم ہے۔ الر ہے۔ کھیعص ہے۔ ایسے لفظ ہیں عزیزان محترم جو بار بار استعمال ہوئے۔ یہ جب ٹوٹل کئے جائیں تو ۲۹ بنتے ہیں۔ علماء نے ایک اصول بنایا فہم قرآن کا۔ کہ سمجھنا تو چاہئے کہ یہ حروف مقطعات ہیں کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ۲۹ حروف مقطعات قرآنی کے جو تکراری لفظ (حرف) ہیں۔ یعنی جو بار بار ایک سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کو علیحدہ کر کے ایک ایک (حرف) لے لیا جائے۔ کہیں سے الف لے لیا جائے۔ کہیں سے لام لے لیا جائے۔ کہیں سے صاد (ص) لے لیا جائے۔ کہیں سے را (ر) لے لیا جائے (صلوٰۃ بھیجیں، صلوٰۃ بھیجیں)

اگر "شریعت اور شیعت" کے موضوع کے لئے آپ کے ذہن ایک لمحہ کے لئے عزیزان محترم اِدھر اُدھر نہیں ہیں۔ تو پھر عزیزان محترم یہ تاریخی نتیجہ انشاء اللہ آج مجلس میں لے کر جایئے۔ کہ اگر ان کے Repeated حرف جو ہیں علیحدہ کر دیئے جائیں۔ نکال دیئے جائیں۔ تو پھر 29 حروف جو ہیں۔ وہ گن گنا کر، چھن چھنا کر، چھٹ چھٹا کر۔ صرف چودہ (۱۴) بنتے ہیں۔ کہاں بیٹھے ہیں۔ شریعت اور شیعت کی بات کر رہا ہوں۔ صلوٰۃ بھیجیں نا۔ بہت توجہ بہت توجہ۔

اور پھر دوسری منزل پر عزیزان محترم! قرآن مجید کی پانچ سورتیں ایسی ہیں سورہ بقرہ ہے۔ سورۂ نساء ہے۔ سورہ طٰہٰ ہے۔ سورۂ تغابن ہے۔ بہت ہی توجہ۔ سورۂ

مائدہ ہے۔ پانچ سورتیں قرآن مجید کی ایسی ہیں کہ جن میں پروردگار کا نام جو اللہ ہے۔ اسم اعظم۔ اللہ کا نام ہے۔ مگر وہ اس کا اسم ذات ہے۔ اور اس سے پہلے اللہ۔ اللہ کے فوراً بعد **"ھوالحیئی القیوم"** کا جہاں لفظ آتا ہے۔ (پوری توجہ) یہ بھی پورے قرآن مجید میں عزیزان محترم جہاں کہیں بھی اسم اعظم اللہ کے اسم ذات کو ہٹا کر۔ بہت توجہ۔

اللہ ھو۔ اللہ ھو۔ چاہے اس پر پیش لگائیں۔ اعراب لگائیں۔ پیش لگائیں نہ لگائیں۔ نقطہ لگائیں نہ لگائیں۔ معنی و مطلب میں فرق نہیں آئے۔ صلوٰۃ بھیجیں تو میں پھر عرض کر رہا ہوں۔ پوری پوری توجہ سمجھتے جائیں۔ یہ پانچ سورے قرآن مجید میں ایسے ہیں کہ ان کے لئے علماء نے متفقہ طور پر۔ بہت توجہ۔ کلمۂ طیب میں ایک عجیب وغریب جملہ لکھا۔ فاضل اجل نے ایک عجیب بات کہی کہ یہ اللہ کا نام۔ اللہ کا نام اسم ذاتی ہے۔

یہ اسم اعظم۔ یہ عالم اس کے بعد جو ہے، ہو......و کے عدد کو لاالہ الا اللہ کے عدد کو ان اعداد کو اگر ملا کر ان کا ٹوٹل کر دیا جائے تو ٹوٹل صرف ایک سو دس بنتا ہے۔ اور جب ایک سو دس بنے تو ایک سو دس اسم اعظم بنتا ہے۔ ایک سو دس اسم اعظم بنتا ہے۔

اے دنیاوی مسائل میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے والو! اے اسلام کو دربدر کا بھکاری بنانے والو! آؤ "شریعت اور شیعت" کے عنوان سے ہم تمہیں بارگاہ شہدائے کربلا میں اسم اعظم دے رہے ہیں۔ ایک مرتبہ دل کی گہرائیوں سے ایک سو دس کے عدد کے مطابق یا علیؑ تو کہہ لو۔ ہر مسئلے کا حل سامنے آجائے گا۔ ہر مسئلے کا حل نعرے نعرہ حیدری، دونوں ہاتھ بلند کر کے۔

یہ منزلت ہے۔ ...... اسم اعظم..... مولاؑ آپ کو سلامت رکھے دوستو! اسم اعظم کسے کہتے ہیں؟ میں بتاؤں اسم اعظم کسے کہتے ہیں۔ کہ وہ صاحب اسم اعظم ہوتا ہے وہ ناممکن کو ممکن بنا دے۔ اب اس سے بڑی تعریف تو میں اس مختصر تقریر میں کر

نہیں سکتا انشاء اللہ......

صاحب اسم اعظم وہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنادے۔ سورج نہیں نکل سکتا مغرب سے (نعرہ حیدری) صلوٰۃ بھیجیں باآواز بلند، سمجھا تو دیانا حضور...... جو صاحب اسم اعظم کی تعریف ہے۔ اب آپ غور کرنے چلے جائیں تو دوستو! صاحب۔ اس اعظم۔ ناممکن کو ممکن بنانے والا علیؑ۔

تذکرہ کتنی سورتوں میں۔ پانچ میں۔ شریعت کی آیتیں پانچ۔ شریعت کے (حرف) پانچ۔ ذرا دیکھتے تو جائیں شریعت کے (حرف) پانچ۔ اسم اعظم پانچ۔ پنجتنؑ پانچ (صلوٰۃ بھیج دیں محمدؐ و آل محمدؐ پر) غور کرتے جائیں۔ شریعت ...... توجہ، شریعت کے حرف پانچ۔ پنجتنؑ پانچ۔ انبیاءؑ صاحبان شریعت پانچ۔ اور کس حد تک شریعت کو شیعت سے قریب لائیں؟ جس پر مسلسل دس دن سے گفتگوؑ ہو رہی ہے۔

شریعت...... صاحبان شریعت نبیؑ پانچ، نوحؑ ،ابراہیمؑ، موسیٰؑ ، عیسیٰؑ ، محمدؐ (صلوٰۃ) شریعت۔ (بہت توجہ) شریعت کے لفظ...... اب میں تاریخی جملہ، بس آخری نچوڑ، فیصلہ کن جملہ، اور اس پر آپ کی توجہ۔ شریعت کے (حرف) پانچ۔ شیعیت کے (حرف) پانچ۔ پنجتنؑ پانچ۔ توجہ فرماتے جائیں۔

پنجتنؑ پانچ۔ چادر تطہیر میں پانچ۔ لفظ تطہیر میں (ت۔ط۔ہ۔ی۔ر) پانچ۔ توجہ ہے، توجہ، نعرۂ حیدری۔ تلخیص چاہتے ہو نا، کس معیار پر گفتگو ہے۔ اور دوستو مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ یہ سب تو ہوگئے پانچ۔ اور جب حروف مقطعات قرآنی کے تکرار نکالیں تو کتنے بنے (۱۴)۔

کہاں لے جاؤ گے شریعت کو؟ کون سے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈالو گے۔ عرب کے بدوؤ؟ صلوٰۃ بھیجیں باآواز بلند۔ ذرا سی دعا کریں۔ مولاؑ مجھے طاقت دے میں چند لمحے اور آپ کو زحمت دے دوں۔ صلوٰۃ بھیج دیں آپ محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ ایک مرتبہ اور صلوٰۃ۔

حروف مقطعات قرآنی کتنے؟ ۲۹۔ ان کے تکرار نکالے۔ کتنے بنے؟ (۱۴) ان

کے حرفوں کی جب تکرار اور Repetation نکالی۔ بہت توجہ دوستو! شریعت کے معنی بتانے ہیں نا۔ تکرار نکالی کتنے بنے (۱۴)۔ اور جب یہ (۱۴) حروف نکالے۔

تو عزیزان محترم !ان (۱۴) حرفوں کو بڑے بڑے اصفہانی جیسے صاحبان لغت عربی کے لکھ لکھ کے مر گئے۔ مر مر کے لکھتے رہے۔ لکھ لکھ کے مٹاتے رہے۔ مٹا مٹا کے لکھتے رہے۔ جنہوں نے چار چار کروڑ عربی کے الفاظ لغت میں داخل کئے۔ ان (۱۴) حرفوں سے یہ چاہا کہ کوئی ایک بامعنی جملہ تلاش کرلیں۔ نہیں تلاش کر سکے۔ ایک جملہ نہیں بن سکا۔

جو حروف مقطعات نکالے تو لفظ بنے۔ ص۔ ر۔ ا۔ ط۔ (صراط)، ع۔ل۔ی۔ (علی) ح۔ق۔ (حق) ن۔م۔س۔ک۔ہ (نمسکہ) (۱۴) دیکھتے جاؤ۔ اب توجہ چاہئے۔ اس کے بعد دوستو! مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔ پھر انشاء اللہ میں بارہ محرم کو جو مجلس پڑھوں گا یہ کمال بھائی کی طرف سے۔ جو بات نامکمل ہوگی۔ ساڑھے دس بجے رات کو وہ بات انشاء اللہ میں اس میں مکمل کروں گا۔ لیکن آج کی حد تک صرف اس جملے کو سمجھ لیجئے مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔

کیا لفظ نکالے۔ (ص۔ر۔ا۔ط)، (ع۔ل۔ی۔)، (ح۔ق)، (ن۔م۔س۔ک۔ہ)، (۱۴)۔ ایسے نہیں سناؤں گا۔ چاہے ساری رات، چاہے شب عاشور بھی گزر جائے۔ میری دس دن کی محنتیں ہیں۔ کمال ہے، حضور میں چھوڑوں گا نہیں ایسے۔ بلند ترین صلوٰۃ، مولاؑ آپ کو سلامت رکھے۔

آپ کو عزیزان محترم !اندازہ نہیں مولاؑ نے کل رات مجھے نئی زندگی دی ہے۔ آپ کی دعاؤں سے خدا کی قسم میں منزل تشکر پر یہ مجلس پڑھ رہا ہوں۔ میں اظہار کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ صلوٰۃ بھیجیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ اس جملے پر آپ ذرا سا توجہ فرمالیجئے۔

عزیزان محترم! میں اپنی زندگی کی ہر مجلس کو آخری مجلس سمجھ کر پڑھتا ہوں اور یہ تو ہے بھی آخری مجلس مگر جملہ پہلے سمجھ لیجئے دوستو۔

لیکن یہ جملہ ضرور ابھی ذہن میں رہے، روئیں گے پھر وہاں اطمینان سے مگر ایک بات ذہن میں رہے یہ ۱۴ حروف نکلے۔ ہر حرف بنانا چاہا۔ ہر جملہ بنانا چاہا۔

عزیزان محترم! سنیں، میری مائیں بہنیں بھی یہ جملہ، شریعت اور شیعیت مکمل ہو گئی ہے۔ راستہ دکھایا جارہا ہے۔ اگر راستہ دور سے نظر نہ آئے تو مجھے شیعہ نہ کہنا۔ جملہ سنیں۔ سب نے بڑے بڑے جملے بنائے۔ کوئی بامعنی جملہ نہیں بنا۔ آخر یہ ۱۴ حرف جب آئے اور ان کی تکرار نکالی گئی تو ان میں سے اب جملے بننے شروع ہوئے۔

ص۔ر۔ا۔ط..... صراط، ع۔ل۔ی۔..... علی، ح۔ق..... حق۔

ن۔م۔س۔ک۔ہ..... نمسکہ .....

تو سارے عربی دانوں نے کہا پورے قرآن کے حروف مقطعات کا ست نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ صراط علی حق نمسکہ۔ صرف علیؑ کا راستہ حق ہے۔ تو جو حق کا راستہ وہ علیؑ کا راستہ۔ جو علیؑ کا راستہ وہ شریعت کا راستہ۔ جو شریعت کا راستہ وہ شیعہ کا راستہ، توجہ، توجہ..... صلوٰۃ بھیجیں باآواز بلند اور یہ راستہ دہلیز فاطمہؑ سے چلتا ہے۔ در مصطفےٰؐ سے گزرتا ہے۔ راہ نجف سے ہوتا ہوا۔ کربلا پہنچتا ہے۔ شریعت، شریعت، شریعت..... کربلا میں دم لیتا ہے..... مکمل ہو گئی شریعت کربلا میں۔

دوستو! اگر شریعت نماز پڑھنے کا نام ہوتا نا تو ساری نمازی یزید کے لشکر میں تھے۔ مگر شریعت تو شیعہ کا نام ہے۔ وضو چھوڑ کر حرؑ آگیا۔ آج کی شب نماز چھوڑ کر آگیا۔ آج کی شب۔ آج محرم کی نو تاریخ ہے نا۔ کسی سر پر ٹوپی نہیں ہے۔ سارے سر کھلے ہوئے ہیں۔ سارے چہرے اشکبار ہیں۔ سب اداس بیٹھے ہیں۔ مولاؑ! دس دن سے تجھے رو رہے تھے۔ سال بھر سے تیرا انتظار کر رہے تھے۔

یہ عزاخانہ سج رہا تھا۔ کل جب شام کو یہاں آؤ گے نا، تو یہ روشنیاں نہیں ہوں گی، اندھیرا ہوگا۔ یہ فرش نہیں ہوگا۔ یہ منبر نہیں ہوگا۔ خاک بسر مومنین و مومنات ہوں گے۔ عزادارو! آج یہ سوچ کر روؤ۔ میری ماں بہنو! آج یہ سوچ کر روؤ کہ آج زینبؑ کا پردہ سلامت ہے۔ کل زینبؑ کے سر پر چادر نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ عباسؑ

کے بازو کٹ گئے ہوں گے۔

جزاک اللہ...... بچ گئی شریعت۔ نہیں بچا شبیہ رسولؐ۔ بچ گئی رسولؐ کی شریعت۔ نہیں بچا زینبؑ کا وہ اکبرؑ۔ جس پر زینبؑ نے اپنے دونوں بچے قربان کئے تھے۔ عونؑ و محمدؑ قربان کئے تھے۔ نہیں بچا علی اکبرؑ ...... جب کوئی بھی نہیں بچا۔ کوئی بھی نہیں بچا...... تو ایک مرتبہ حسینؑ کہتے ہیں۔ ربابؑ! ہمیں تھوڑی دیر کے لئے اصغرؑ دے دوگی! ربابؑ ہمیں تھوڑی دیر کے لئے اصغرؑ دے دوگی؟ شریعت بچانا ہے۔ شریعت بچانا ہے۔

میں اپنے غازیؑ سے کہہ رہا ہوں۔ میرے مولاؑ اگر ان دس دنوں میں میرا کوئی جملہ آپؑ کی بارگاہ میں میرا کوئی جملہ آپؑ کی بارگاہ میں قابل قبول ہوا ہے تو مولاؑ میرا یہ جملہ اس میرے مجمع کے ذہن میں اتار دے۔ ارے فضائل میں سنتے ہونا۔

علیؑ کی ایک ضربت۔ عبادت ثقلین سے افضل ہے میرے مولاؑ میں جانتا ہوں۔ میں تیری ضربت کے قربان، تیری ایک ضربت ساری کائنات کی عبادت کو ہلکی کر گئی۔ میرے مولاؑ تیری ضربت، اصغرؑ کے خون کے قطرے سے زیادہ وزنی نہیں تھی۔ جسے آسمان نے بھی نہیں اٹھایا۔ زمین نے (بھی نہیں) ماتم کرو...... جملہ ہے، یہ جملہ ہے۔

آج ساری رات جاگتے رہنا۔ عزادارو! آج حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے رہنا۔ آج عزا خانے کھلے رہیں گے۔ آج ہماری مائیں بہنیں، ہمارے بچے، جوان، بوڑھے سر میں خاک ڈالے ننگے پاؤں۔ یا حسینؑ! یا حسینؑ!

آج ہمارے یہاں۔ آج ہمارے یہاں، درگاہیں بند نہیں ہوتیں۔ آج ہمارے گھروں کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ کیوں؟ کیوں؟ پوچھو......

آج ہم اپنے لئے کوئی دعا بھی نہیں مانگتے۔ اللہ کی قسم، دعا نہیں مانگتے ہم۔ آج ہم اپنے لئے کوئی دعا بھی نہیں مانگتے۔ آج ہمارے گھروں کے دروازے دنیا والو! اے گھروں کی حفاظت کرنے والو! ہمارے گھروں کو جاکر دیکھ لو۔ ہمارے گھر آج کھلے رہیں

گے۔

آج ہم دروازے بند نہیں کرتے۔ آج ہماری بارگاہ ہیں کھلی رہیں گی۔ ہم درگاہیں بند نہیں کرتے۔ اللہ جانے کس وقت حسینؑ کی ماںؑ کسی درگاہ میں آجائے...... اور آکر کہے...... ارے کہاں...... ماتم کرو......ماتم ......حوصلہ...... جتنی مجھ میں ہمت ہے۔ میں پڑھوں گا بھائی۔ حوصلے سے سنتے جاؤ۔ آخری رات ہے۔ آخری رات ہے۔

لیکن ایک جملہ ضرور سن لو۔ آج کی رات ہماری درگاہیں کھلی رہتی ہیں۔ اللہ جانے کہاں زینبؑ آجائے۔ اللہ جانے کہاں سکینہؑ بیٹھ کے رونے لگے۔

اللہ جانے کہاں فاطمہؑ کہے۔ ہائے میرا حسینؑ ...... بی بیؑ ! تیرے غلام حاضر ہیں۔ شہزادیؑ! ہم شرمندہ ہیں۔ شہزادیؑ دس دن گزر گئے۔ ہم تیرے لاؑل کا ماتم نہیں کر سکے۔ ہمارے نوجوان کے سینے حاضر ہیں بی بی علی اکبرؑ کا ماتم کرنے کے لئے۔ دیکھ تو سہی شہزادیؑ، ہماری آنکھوں کے آنسو ابھی خشک نہیں ہوئے۔

ایک جملہ عزیزان محترم! مولاؒ اظہر حسن زیدی کا ہے ایک جملہ ہے۔ بس اسی پر مجلس ختم کر رہا ہوں۔ اس سے زیادہ مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ مجھے معاف کر دینا۔ اگر سن لیا، تو گھروں تک روتے ہوئے جاؤ گے۔ اتنی قیامت کا جملہ ہے۔

دوستو! پتہ ہے۔ آج کی شب، آج کی شب کے حوالے سے ایک جملہ۔ آج شبِ عاشور ہے۔ڈوب رہا ہے نا سورج، ڈوب گیا نا سورج، غروب ہو رہا ہے سورج، چھا رہی ہے کربلا میں اداسی، آرہی ہے قیامت...... آرہی ہے قیامت......

جب ہر روز سورج ڈوبتا ہے آج نو محرم کو اللہ جانے مدینے میں کیسے سورج ڈوبا۔ کہ جناب ام سلمیٰؓ صغراؑ کے حجرے میں جاکر کہتی ہیں۔ صغراؑ دو دن ہو گئے تو نے دوائی بھی نہیں پی۔ پانی بھی نہیں پیا۔ ام سلمیٰؓ نے جو یہ جملہ کہا۔ فاطمہ صغراؑ کہتی ہے۔ اماں! جب غش میں آتی ہوں تو کبھی اکبرؑ کا چہرہ......

جزاک اللہ! جزاک اللہ!...... اماں! تین دن سے پانی حلق میں اٹک رہا ہے۔ اماں دوا کیسے کروں...... میرا بھائی نہیں آیا۔ میرا اکبرؑ نہیں آیا۔ میرا اکبرؑ نہیں آیا۔ میرا

بھائی وعدہ کر کے گیا تھا۔ اماں پانی کیسے پی لوں! حلق سے کچھ اتر جو نہیں رہا۔

عزادارو! آج کی رات...... آخری جملہ ...... آخری جملہ ...... آج کی رات، بڑی قیامت کی ہے۔ عزادارو! آج کی رات کا ایک جملہ سن لو۔ ایک جملہ، بس ایک جملہ...... سارے خیموں کا حسینؑ معائینہ کر رہے ہیں عباسؑ کے ساتھ۔ یہ اکبرؑ کا خیمہ۔ یہ زینبؑ کا خیمہ۔ یہ لیلیٰؑ کے بچے کا خیمہ۔ یہ ام فرویٰؑ کے بچے کا خیمہ۔ سارے خیموں کو دیکھ رہے ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کو قربانی کے لئے آج تیار کر رہی ہیں۔

ایک خیمے پر جاکر حسینؑ رکے۔ عباسؑ بھی رکے۔ جناب امام حسنؑ کی بیوہ جناب ام فرویٰؑ قاسمؑ کو پہلو میں بٹھائے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ قاسمؑ، قاسمؑ دیکھ تیری ماں غیور ہے۔ سنو، سنو، میری ماؤں بہنو، آخری جملہ، قاسمؑ، قاسمؑ، تیری ماں غیور ہے۔ دیکھ! میں نے بڑی غربت دیکھی ہے۔ بیٹا میں نے تیرے باپ کا جنازہ بغیر دفن ہوئے قبرستان سے تیر لگے ہوئے آتا دیکھا ہے۔ بیٹا صبح عاشورہ کا دن ہے۔ قربانی کا دن ہے۔ حوصلہ، حوصلہ لو۔ سن لو، سن لو، جو ساری رات رونا چاہتا ہے۔ وہ یہ جملہ سنے۔ جناب ام فرویٰؑ کہتی ہیں۔ قاسمؑ! دیکھ تیری ماں غیور ہے۔ اس نے ساری عمر بیوگی میں گزاری ہے۔

صبح شہادت کا دن ہے۔ قاسمؑ اگر تیری...... دیکھ قاسمؑ، ماں کو شرمندہ نہ کرنا۔ میرے لال اگر تیری زندگی میں لیلیٰؑ کے چاند علی اکبرؑ کے جسم پر ایک زخم بھی آگیا تو میں فاطمہؑ زہرا کو منہ نہیں دکھا سکوں گی۔ سب یہی کہیں گے۔ ماں غیور تھی۔ اپنے قاسمؑ کو بچالیا۔ دیکھ میں نے تیرے بابا کی واپسی جنازے کی دیکھی ہے۔ مجھے...... میری غربت کا خیال رکھنا قاسمؑ! قاسمؑ ماں کی پیشانی چوم کر کہتا ہے اماں! صبح تو ہونے دے۔ ارے بابا کا جنازہ تو واپس بھی آگیا تھا۔ میرا تو لاشہ بھی واپس نہیں آئے گا۔ لاش کے ٹکڑے......

مجلس شام غریباں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○

صلوٰۃ!

سورۂ مبارکہ جمعہ کی آیات کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا۔ سورہ مبارک جمعہ قرآن مجید کا باسٹھواں سورہ ہے اس آیہ وانی ہدایہ میں پروردگار عالم نے مقصد بعثت سرکار ختمی مرتبتؐ کا اعلان فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات ایسے ہیں کہ جہاں خداوند عالم نے اپنے معصومینؑ کی بعثت اور ان کی غرض خلقت کا اعلان فرمایا۔ سورہ مبارکہ جمعہ کی ان آیات میں ارشاد اقدس الٰہی ہو رہا ہے۔

"هوالذی بعث فی الامین رسولا منهم" وہی ہے خدا کہ جس نے امیّین میں ایک رسولؐ بھیجا۔ وہی خدا ہے کہ جس نے امیّین ہیں، امیّین میں ایک رسولؐ بھیجا۔ "امیّین میں۔ "امی" نہیں توجہ ہے نا۔ خداوند عالم ارشاد فرمارہا ہے کہ اس نے "امیّین" میں ایک رسولؐ بھیجا جو انہی میں سے ہے۔

اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ اس کا مقصد بعثت کیا ہے؟ **"یتلوا علیهم ایته"** کہ وہ ان امیّین پر آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ یعنی جو تلاوت کرتا ہے وہ رسولؐ ہے جن پر تلاوت کی جاتی ہے وہ امیّین ہیں۔

"هوالذی بعث فی الامین رسولا منهم" یہ رسولؐ جو مبعوث کیا ہے۔ ہم نے مبعوث کیا ہے امیّین میں۔ تو اب آگے جہاں تک بھی آیت جائے گی اور

مقاصد بعثت جہاں تک بھی آیت بیان کرے گی اس سے مراد ہوگا امیّین۔

"یتلواعلیھم اٰیتہ" کی ضمیر امیّین کی طرف ہے۔ وہ آیات کی تلاوت کرتا ہے کن پر؟ امیّین پر۔ **"ویزکیھم"** اور ان کے ناپاک نفوس کو پاک کرتا ہے کن کے؟ امیّین کے۔ کون کرتا ہے؟ رسُولؐ۔ جو پاک کرتا ہے نفوس کو وہ رسُولؐ ہے۔ جنہیں پاک کرتا ہے وہ امیّین ہیں۔ **"یتلوا علیھم ایتہ"** یہ رسُولؐ وہ ہے جو آیات کی تلاوت کرتا ہے امیّین پر **"ویزکیھم"** اور ان کے نفوس کو پاک کرتا ہے۔ **"ویعلمھم الکتب والحکمتہ"** اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتا ہے۔ جو علم دے رہا ہے۔ وہ رسُولؐ ہے۔ جنہیں دے رہا ہے وہ جاہل ہیں۔ یہ بنیاد ہے۔ یہ مقصد بعثت۔ یہ مقصد بعثت سرکار ختمی مرتبتؐ کا۔ اعلان کیا جارہا ہے۔

عزیزان محترم! مسئلہ صرف یہ ہے اور یہ پوری بشریت کا مسئلہ ہے۔ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے۔ پوری آدمیت کا مسئلہ ہے۔ یہ پروردگار عالم کی رحمت ہے کہ اس نے انسان بنانے سے پہلے ہادی بنائے۔ یہ اس کا عدل بھی ہے۔ اس کا کرم بھی ہے۔ اس کی رحمت بھی ہے کہ اس نے انسانوں کو بعد میں پیدا کیا۔ ہادی کو پہلے پیدا کیا۔ تاکہ اس کائنات کا پہلا انسان بھی محروم ہدایت نہ رہے۔

اگر ایسا ہوتا کہ آدمی پہلے پیدا کیے جاتے۔ ہادی بعد میں بھیجا جاتا تو جتنے عرصے بعد بھی آدمیوں کے درمیان ہادی الٰہی آتا۔ تو اتنے عرصے کی ہادی کی غیر حاضری کی ساری ذمہ داری دامن عدل الٰہی پر آجاتی۔ اور گمراہ، اور گمراہ ہونے والا بے ساختہ یہ کہہ سکتا تھا۔

پروردگار میں ہدایت کیسے پاتا؟ تونے میرے لیے کسی ہادی کا انتظام ہی نہیں کیا تھا۔ اس لیے مشیّت نے حجت تمام کردی۔ ہم پہلے آدمی سے پہلے ہادی مقرر کریں گے تاکہ اس زمین پر جب وہ آئے تو پہلا انسان بھی محتاج ہدایت نہ رہے۔ محروم ہدایت نہ رہے۔ اور عزیزان محترم! پہلا ہادی اگر سمجھ میں آگیا تو آخری ہادی بھی سمجھ میں آجائے گا۔ مسئلہ ہے پہلے ہادی کا۔ پہلا ہادی اگر سمجھ میں آگیا۔

"واذقال ربک للملئکته انی جاعل فی الارض خلیفة"
(سورہ البقرہ آیت ۳۰)

اللہ نے کہا فرشتوں سے کہ ہم زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والے ہیں۔ **"انی جاعل فی الارض خلیفة"** ہم بنانے والے ہیں۔ **"انی جاعل"** ہم بنانے والے ہیں۔ زمین پر۔ انسانوں کے لیے۔ لنفسانی نہیں بنائیں گے اپنے لیے۔ ہم بنائیں گے انسانوں کے لیے۔

"انی جاعل فی الارض"...... یہ پہلا ہادی اتنا مکرم، یہ پہلا ہادی اتنا عظیم کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ جب ہم اسے سنوار دیں۔ اسے سجادیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا اس آیت سے ہٹ کر قرآن مجید میں۔

"فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فقعواله ساجدین"
(سورہ الحجر آیت ۲۹) اور جب میں اسے سجادوں اسے سنوار دوں اور اس میں اپنی روح داخل کر دوں تو تم سب کے سب سجدے میں گر جانا...... تو عزیزان محترم سجدہ کسے ہو رہا ہے؟ آدمؑ کو نہیں۔ مٹی کے پتلے کو نہیں۔ اس روح کو سجدہ ہو رہا ہے جو جسم آدمؑ میں داخل ہو رہی ہے۔ اب تدبر قرآن کیا ہے؟ سجدہ ہے اس امر رب کو۔ اس روح کو جو جسم آدمؑ میں داخل ہوئی۔ بھئی فہم قرآن یہی تو ہے کہ خدا اشارہ کرے اس میں تدبر کرو۔

"سویته ونفخت فیه من روحی" اور جب میں اسے سنوار دوں اور اس میں اپنی روح داخل کر دوں۔ "روح" یہاں استعمال کیا لفظ "روح" دوسرے مقام پر قرآن نے روح کے معنی بتائے۔ میرے حبیبؐ یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ روح کیا ہے؟ ان سے کہہ دو ان سے کہو کہ روح میرے اللہ کا امر ہے۔ میرے اللہ کا امر ہے۔

اب آیت کو پڑھیں تو مقام ہادی اوّل سمجھ میں آجائے گا۔ سجدہ اس مٹی کے پتلے کو نہیں ہوا۔ سجدہ اس امر کو ہوا جو ہادی کو عطا کیا گیا۔ یعنی جب پروردگار عالم نے

آدمؑ کو صاحب امر بنا دیا۔ صاحب امر بنا دیا۔ تو فرشتوں پر واجب ہو گیا کہ وہ اسے سجدہ تعظیمی ادا کریں۔

اس نے انکار کیا وہ ابلیس کہلایا۔ حالانکہ اللہ کا عبادت گزار تھا۔ اللہ کا سجدہ کرنے والا تھا۔ لیکن مشیت نے گوارہ نہیں کیا کہ جو مجھے سجدہ کرے وہ میرے امر کا انکار کرے۔ پہلا ہادی۔ پہلا ہادی مقرر ہوا۔ مسجود ملائکہ قرار پایا۔ خدا نے آدمؑ کو صفت کیا عطا کی؟ فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ فرشتوں کا معلم بنایا۔ فرشتوں سے کہلوایا۔ اقرار لیا۔

"سبحانک لاعلم لنا الا ماعلمتنا" (سورہ البقرہ آیت ۳۲)
پروردگار فرشتوں نے کہا۔ ہمیں تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں عطا کیا ہے۔ جب فرشتے یہ کہہ چکے کہ ہمیں اتنا علم ہے تو آدمؑ سے خطاب کیا۔

"یا آدم انبھم باسمائھم ج فلما انباھم باسمائھم" (سورہ البقرہ نمبر ۳۳) ارشاد ہوا۔ اے آدمؑ! یہ فرشتے نہیں جانتے یہ اسماء تم فرشتوں کو بتاؤ۔ تو آدمؑ نے پڑھایا۔ فرشتوں نے پڑھا۔ آدمؑ نے بتایا۔ فرشتوں نے سنا۔ آدمؑ معلم فرشتے شاگرد۔ آدمؑ استاد۔ آدمؑ استاد۔ فرشتے زانوئے ادب طے کرنے والے۔

یہیں رُک کر ملت کو غور کرنا چاہیے کہ یہ آدمؑ ہے جو منزل اوّل پر معلم ملکوت ہیں۔ معلم فرشتہ ہیں۔ فرشتوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ ملت کو غور کرنا چاہئے کہ کیا ان تعلیم لینے والے فرشتوں میں جبرئیلؑ امیں شامل نہیں تھے؟

بھئی ان تعلیم لینے والے فرشتوں میں جنہیں آدمؑ نے پڑھایا فرشتوں میں جبرئیلؑ بھی شامل تھے۔ تو جبرئیلؑ بھی آدمؑ کی شاگردی کا شرف حاصل کر چکے اس فرشتے پر واجب ہے کہ وہ خاتمؐ کی غلامی کرے۔ بعثت بعثت کے مقاصد عزیزان محترم! توجہ فرماتے جائیں۔ پہلا ہادی اس منزلت کا آدمؑ کو منتخب کیا۔ خود۔

"ان اللّٰہ اصطفیٰ آدم ونوحا وّال ابراھیم و آل عمران علی العلمین" (سورہ مبارکہ آل عمران آیت ۳۳) میں ارشاد ہوا اصطفائیت کا۔ ہم نے

آدمؑ کو مصطفیٰ کیا۔ اور آدمؑ کے بعد نوحؑ کو مصطفیٰ کیا۔ بڑی توجہ عزیزان محترم! آدمؑ کو مصطفیٰ کیا نوحؑ کو مصطفیٰ کیا۔ ابتدائے آیت میں ان دونوں نبیوںؑ کا انتخاب انفرادی ہے آدمؑ کا انتخاب ہوا۔ نوحؑ مصطفیٰ ہوئے مگر جب آیت آگے بڑھی تو اعلان ہوا کہ اب ہم نے ابراہیمؑ ہی کو نہیں آل ابراہیمؑ کو بھی مصطفیٰ کیا۔ آل ابراہیمؑ کو آل ابراہیمؑ کو مصطفیٰ کیا۔ یعنی یہ ابراہیمؑ کی فضیلت۔

"تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" (سورہ البقرہ آیت ۲۵۳) یہ ہماری سنت ہے کہ ہم نے بعض انبیاءؑ کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض رسولوںؑ کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ آدمؑ صرف اس قابل تھے کہ انہیں مصطفیٰ قرار دیا جائے۔ نوحؑ صرف اس قابل تھے کہ انہیں مصطفیٰ قرار دیا جائے۔ نوحؑ کا بیٹا اس قابل نہیں تھا۔ آدمؑ کی ساری اولاد اس قابل نہیں تھی لیکن جب ابراہیمؑ کا تذکرہ کیا تو تنہا ابراہیمؑ نہیں۔ ہم نے آل ابراہیمؑ کو منتخب کیا۔

عزیزان محترم! جب ابراہیمؑ کا تذکرہ آیا تو ارشاد ہوا کہ ہم نے صرف ابراہیمؑ کو نہیں آل ابراہیمؑ کو مصطفیٰ کیا۔ اور چونکہ یہ دلیل ہے قرآن مجید سے کہ خدا نے آل ابراہیمؑ کو مصطفیٰ کیا۔ پوری آل کو مصطفیٰ کیا؟ اس کی نشانی کیا ہے؟ جسے خدا مصطفیٰ کرے۔ جس نبیؐ کو اس کی آلؑ کو۔ اس پر درود بھی واجب سلام بھی واجب۔ اس پر درود بھی واجب سلام بھی واجب۔ اسی لیے ملت مسلمہ کا متفقہ درود ہے۔ درود ابراہیمیؑ جو حوالہ کے ساتھ جاتا ہے۔

"الهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کماصلیت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم" درود بھیجیں آپ...... پروردگار درود و سلام بھیج۔ ساری ملت مسلمہ یہی دعا کرتی ہے۔ بارگاہ ایزدی میں۔ مالک درود بھیج۔ مالک سلامتی بھیج۔ مالک سلامتی بھیج۔ مالک رحمتیں بھیج۔ رحمتیں محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ بالکل ایسی ہی رحمتیں جیسی تو نے ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر بھیجیں۔ تو ملت مسلمہ نے یہ تسلیم کیا۔ سارے مسلمانوں کا یہ ایمان ہوا کہ ابراہیمؑ بھی واجب الدرود، ابراہیمؑ کی

اولاد بھی لائق درود۔

تو عزیزان محترم! یہ ابراہیمؑ کی آلؑ کو مصطفیٰ کیوں کیا۔ اگر یہ آلؑ مصطفیٰ نہ ہوتی تو پھر کون مصطفیٰ ہوتا۔ اس لیے کہ ابراہیمؑ کی آلؑ ہی میں تو محمد مصطفیٰؐ بھی آرہا تھا۔ اسی نسل میں آرہا تھا۔ جو مرکز درود ہے۔ بے شک آل ابراہیمؑ ہی میں تو مصطفیٰؐ آرہا تھا جو جان اصطفائیت تھا۔ جو مرکز انتخاب تھا۔

جو مرکز انتخاب الٰہی وہ مصطفیٰؐ! جو مرکز نگاہ مشیت وہ مصطفیٰؐ! جو علم اول وہ مصطفیٰؐ!
جو عقل اول وہ مصطفیٰؐ! جو عشق اول وہ مصطفیٰؐ! جو حسن اول وہ مصطفیٰؐ!
جو خلق اول وہ مصطفیٰؐ! جو خلق اول وہ مصطفیٰؐ! جو تخلیق اول وہ مصطفیٰؐ!
جو جود اول وہ مصطفیٰؐ! جو کرم اول وہ مصطفیٰؐ! جو قلم اول وہ مصطفیٰؐ!
جو حسن اول وہ مصطفیٰؐ! جو سراج منیر وہ مصطفیٰؐ! جو بشیر و نذیر وہ مصطفیٰؐ!
جو یٰسین وہ مصطفیٰؐ! جو طٰہٰ وہ مصطفیٰؐ! جو مزمل وہ مصطفیٰؐ!
جو مدثر وہ مصطفیٰؐ! جو دانائے سبل وہ مصطفیٰؐ! جو مولائے کل وہ مصطفیٰؐ!
جو ختم الرسل وہ مصطفیٰؐ! جو گنتی کا پہلا عدد وہ مصطفیٰؐ! جو ما ینطق عن الھویٰ کا شہسوار وہ مصطفیٰؐ!
جو بشیر و نذیر کا شاہکار وہ مصطفیٰؐ!
جو ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ کو نماز شب معراج پڑھائے وہ مصطفیٰؐ!
جو ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروںؑ کی امامت فرمائے وہ مصطفیٰؐ!

اس کے لیے کہا کہ اس مصطفیٰؐ کو بھیجا ہم نے تم میں کہ وہ تم پر آیات کی تلاوت کرے۔ وہ مصطفیٰؐ تمہارا محتاج نہیں ہے کہ تم اس کا کلمہ پڑھو تو وہ مصطفیٰؐ ہے۔ اس کا کلمہ تو روز الست سوا لاکھ معصومینؑ پڑھ چکے آیہ میثاق کی روشنی میں۔ وہ پڑھ چکے عالم میثاق ہے۔ وہ تمہارے کلمہ پڑھنے کا محتاج نہیں۔ ہم نے اسے مصطفیٰؐ بنایا۔ تم خدا کا شکر کرو کہ تمہیں مصطفیٰؐ کی قیادت نصیب ہوئی۔

تو عزیزان محترم! جو اللہ کے یہاں سے مصطفیٰؐ ہو کر آتے ہیں۔ مرتضیٰؑ ہو کر

آتے ہیں۔ مجتبیٰؐ ہو کر آتے ہیں وہ ہمیشہ آکر یہی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اس مصطفیٰؐ کی تربیت کی نقش اوّل علیؑ ابن ابی طالبؑ نے منبر پر بیٹھ کر تخت اقتدار ظاہری سنبھال کر جو پہلا خطبہ دیا تو میرے مولاؑ نے یہی کہا کہ لوگو! خدا کا شکر کرو، خدا کا شکر کرو کہ تمہیں میری قیادت نصیب ہوئی۔ تم خدا کا شکر کرو۔

یہ محمد مصطفیٰؐ یہ احمد مجتبیٰؐ، یہ رحمت للعالمینؐ، یہ آمنہ کا چاند، یہ دعائے ابراہیمؑ یہ شجرہ طیبہ کا ثمرؐ، یہ نسل اسماعیلؑ، یہ اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل ہوتا ہوا صلب ہاشمؑ میں آیا۔ صلب عبدالمطلبؑ سے صلب عبداللہؑ میں۔ صلب عبداللہؑ سے بطن آمنہؑ میں آیا۔ بطن آمنہؑ سے آغوش آمنہؑ میں چمکا۔ آغوش آمنہؑ سے پھر آغوش عبدالمطلبؑ میں گیا۔ آغوش عبدالمطلبؑ سے پھر آغوش ابو طالبؑ میں آیا۔ اس کا بچپن پاکیزہ، اس کا لڑکپن طاہر، اس کی جوانی بے داغ، یہ ہدایت کا چراغ، یہ معرفت الٰہی کا سراغ، یہ ایک ایسا باغ، یہ ایک ایسا باغ، یہ ایک ایسا باغ جس کا ہر پھول جس رخ سے دیکھا محمدؐ نظر آیا۔

اس نے بچپن گزارا، لڑکپن گزارا، جوانی کی منزلیں طے کیں تو جزیرہ نما عرب کے کافر معاشرے میں یہ انقلاب ہدایت برپا کیا۔ کہ پہلے صداقت کا پرچار کیا۔ امانت کا پرچار کیا۔ سارے کافروں سے کہلوایا۔ تسلیم کرو کہ صادق بھی ہوں، امین بھی ہوں، امین بھی ہوں صادق بھی کہیں۔

اور عزیزان محترم! میرے معزز سننے والے اس امر پر خصوصی غور کریں کہ اس نبیؐ معظم کا خصوصی شرف یہ ہے کہ اس نے اعلان رسالتؐ سے پہلے کوئی معجزہ دکھائے بغیر کوئی آیت سنائے بغیر کافروں سے کہلوایا۔ کہ عبداللہؑ کے بیٹے تو صادق بھی ہے امین بھی ہے۔

نہ زبان پر قرآن ہے نہ معجزے کا اظہار ہے۔ نہ ہاتھ میں تلوار ہے۔ نہ جلو میں لشکر ہے نہ زیر قدم تخت ظاہری ہے۔ اس لیے کہ تخت و تاج شاہی کے ذریعے سے اپنے آپ کو عوام سے ظل الٰہی کہلوانا اور بات ہے۔ لیکن کردار کے حوالے سے

صداقت کے حوالہ سے صادق وامین کا لقب لینا اور بات ہے۔

عزیزان محترم! ملت کو غور کرنا چاہئے۔ اس کے بعثت کے مقاصد پر آیا تھا کس لیے؟ آیات کی تلاوت کرنے آیا تھا۔ کس لیے؟ تشریف کس لیے لائے تھے؟ آیات کی تلاوت کرنے، نفوس کو پاک کرنے، کتاب و حکمت کا علم دینے۔ یہاں بات روک کر ایک جملہ عرض کروں پورے قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی مقاصد بعثت سرکار رسالت مآبؐ کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہر جگہ ہر مقام پر یہی بتایا کہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے انبیاءؑ جتنے ہادی آئے ایک ہی پیغام لے کر آئے۔

"ایها الناس قولوا لا اله الا الله وتفلحوا" اے لوگو! تم اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یعنی اگر کوئی خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے تو اس میں خدا کا کوئی فائدہ نہیں۔ سارے انبیاءؑ نے ایک ہی تو کام کیا ہے یا اللہ کی وحدانیت پہنچائی ہے یا اس کے آنے کی بشارت پہنچائی ہے۔

دوستو! اس امر پر بھی توجہ کرتے چلیں کہ سارے عالم ہدایت میں تنہا ہے یہ در یتیم ابو طالبؑ سارے عالم انسانیت میں کیلا ہے یہ آمنہؑ کا چاند۔ دنیا کا اصول یہ ہے کہ دنیا کے لیڈر، دنیا کے اسکالر، دنیا کے فلاسفر جب اپنا اقتدار انسانی ذہنوں پر قائم کرتے ہیں تو اپنے گزرے ہوئے اسکالر، فلاسفر اور لیڈر کی تردید پر قائم کرتے ہیں۔

یہ دنیا کا اصول ہے۔ آنے والا جانے والے کی برائی کرتا ہے۔ وہ غلط تھا، میں صحیح ہوں۔ یہ کائنات کا پہلا اور آخری عظیم المرتبت خیر البشر ہے۔ کہ جس نے آتے ہی دنیا والوں سے کہا کہ میں انبیاءؑ ماسبق کی تردید پر اپنی نبوت قائم کرنے نہیں آیا بلکہ جو مجھے ماننا چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ آدمؑ کو بھی مانے، نوحؑ کو بھی مانے، ابراہیمؑ کو بھی مانے، اسماعیلؑ کو بھی مانے......

انسانیت کو جو سکون ملے گا۔ انسانیت کو جو قرار ملے گا۔ انسانیت کو جو سربلندی ملے گی وہ اس (Human Charter) ہیومن چارٹر میں ملے گی جو اللہ کے آخری رسولؐ نے دعوت ذوالعشیرہ میں بھی دیا۔ بزم غدیر میں بھی دیا۔ تو اگر انسانیت سکون چاہتی

ہے تو عشیر بھی سمجھے غدیر بھی سمجھے۔ وہاں بھی خطبہ ہے یہاں بھی خطبہ ہے۔

وہ کچھ یوں بھی ہے کہ اللہ کا واحد رسولؐ ہے کہ جو بنی اسرائیل کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے نہیں آیا جو اپنے قبیلے کا نبیؑ بن کر نہیں آیا۔ جو مکہ والوں کا رسولؐ بن کر نہیں آیا۔ جو عرب و عجم کا رسولؐ بن کر نہیں آیا۔

اس کے شرف کے لیے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جو لفظ "عالمین" رب العالمین نے اپنے لیے استعمال کیا وہ رحمتہ للعالمین اس کے لیے استعمال کیا اس نے اللہ کی توحید کا اقرار لیا۔ کس بنیاد پر؟ تلوار سے نہیں۔ آیات سے نہیں۔ معجزوں سے نہیں۔ جنگ سے نہیں۔ جدال سے نہیں۔ حملہ کر کے نہیں۔ خون بہا کر نہیں۔ گردن اڑا کر نہیں۔ قتل و غارت گری کر کے نہیں۔

سچ کی بنیاد پر کائنات کی سب سے بڑی سچائی توحید کا اقرار لیا۔ سچ کی بنیاد پر سچ کی بنیاد پر۔ اس لیے کہ جب اس نبی معظمؐ کو یہ حکم ہو گیا۔

"وانذر عشیر تک الاقربین" (سورہ الشعرآء آیت ۲۱۴) سب سے پہلے اپنے قرابتداروں کو دعوت ایمان دو تو یہ بھی طے ہو گئی بات کہ پہلی دعوت ایمان خاندان والوں میں ہوئی ہے۔ اب جو بھی اقرار کرے گا۔ خاندان والا ہو گا۔

دعوت ذوالعشیرہ جہاں پیغمبرؐ اعلان رسالت کرتے ہیں اور متفقہ مسئلہ ایڈورڈ گبن سے لے کر ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر (کے مصنف تک) جو یورپی مفکر ہیں۔ اس سے لے کر ملت مسلمہ کی ساری کتابوں میں متفقہ طور پر یہ جملہ لکھا ہوا ہے کہ جب پیغمبرؐ نے دعوت ذوالعشیرہ میں اعلان رسالت کیا تو ایک بارہ برس کا بچہ اٹھا جو ابو طالبؑ کا بیٹا تھا اس نے اٹھ کر کہا یا رسولؐ اللہ! اعلان رسالت آپؐ کیجیے۔

تصدیق رسالتؐ میں کرتا ہوں۔ ہجرت آپؐ کیجئے بستر پہ میں سوؤں گا۔ اعلان جنگ آپؐ کیجیے۔ فتح جنگ میں کروں گا۔ قرآن آپ سنائیے۔ معنی میں بتاؤں گا۔ تنزیل آپؐ بتائیے۔ تاویل میں کروں گا۔ تاویل میں کروں گا۔ رسالتؐ آپؐ کی ہو گی، ولایت میری ہو گی۔ یہ آغاز اسلام ہے۔

عزیزان محترم! توجہ فرمائیں۔ اس نتیجے پر۔ یہ ہے ہدایت کا سلسلہ۔ فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر کوہ ابو قبیس کی بلندی پر کھڑے ہو کر اس صاحب معراج نے صنادید قریش کو جمع کر کے بغیر کسی تلوار کے، بغیر کسی لشکر کے سب کو خطاب کر کے کہا میرا بچپن تم نے دیکھا۔

میرا لڑکپن تم نے دیکھا۔ میری جوانی تم نے دیکھی تم میرے متعلق کیا رائے قائم کرتے ہو۔ سارے صنادید قریش نے متفقہ طور پر کہا عبداللہؑ کے بیٹے آپؐ صادق بھی ہیں۔ آپؐ امین بھی ہیں۔ کہا مجھے سچا کیوں مانتے ہو؟ کہا اس لیے کہ آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ آئینے کی طرح ہمارے سامنے ہے۔ ہم نے آپؐ کو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا۔

میرے معزز سننے والے توجہ فرمائیں اس جملے پر۔ کہا کیوں سچ مانتے ہو؟ کہا اس لیے کہ آپؐ صادق ہیں۔ آپؐ امین ہیں۔ کہا میں کہوں اس پہاڑ کے دامن کے پیچھے لشکر ہے۔ تم پر حملہ کر رہا ہے۔ یقین کرو گے؟ کہا کریں گے۔ کہا کیوں کرو گے؟ بغیر دیکھے ہوئے۔ تم تو وہ کافر ہو جو غیب پر ایمان نہیں رکھتے۔ سارے کافروں نے کہا۔ سارے کافروں نے کہا۔ حضورؐ دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ لشکر کو دیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ جب آپؐ کہہ رہے ہیں کہ لشکر ہے تو پھر ہے۔

اور عزیزان محترم! اس بہت بڑے ذریعے سے ایک عالمی پیغام پہچانا چاہتا ہوں عالم اسلام فخر کرے کہ کس کا امتی ہے۔ کائنات میں کسی انسان نے اپنے کردار پر اتنے اعتماد کا اظہار نہیں کیا جو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰؐ نے کیا۔ کسی نے ایسا اظہار نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر سیرت کی ساری کتابیں نہ بھی پڑھی جائیں تو میرے رسولؐ کا صرف ایک جملہ اس کے مکمل رسولؐ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

کافروں سے خطاب کر کے کہتے ہیں اچھا اگر میرے کہنے پر مان لیا کہ پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے اور اس کے بعد تم پہاڑ کے دامن کے پیچھے گئے اور وہاں تمہیں لشکر نظر نہ آیا تو پھر میرے متعلق کیا رائے قائم کرو گے۔ ساری انسانیت کو چیلنج کرتا ہوں عالم

اسلام کی طرف سے۔ یہ میرے نبیؐ کا شرف ہے کہ جس نے بغیر کسی تلوار کے بغیر کسی اقتدار کے۔

آپ نے دیکھا میرا رسولؐ عجیب و غریب جملہ کہتا ہے۔ سرکار فرماتے ہیں اچھا اگر تم گئے پہاڑ کے پیچھے اور لشکر نظر نہ آیا تو پھر مجھے کیا کہو گے۔ سارے کافروں نے بیک زبان ہو کر خراج عقیدت پیش کیا آمنہؑ کے چاند کو۔ اے عبداللہؑ کے بیٹے! اگر ہمیں پہاڑ کے پیچھے لشکر نظر نہ آیا تو ہم کافر ہیں۔ بے غیرت نہیں ہیں۔ ہم کہہ دیں گے کہ ہم اندھے ہوگئے تو سچ کہتا ہے۔ ہم کہہ دیں گے۔ ہم کہہ دیں گے کہ ہم نابینا ہوگئے۔ تو سچ کہتا ہے۔

اب آپ سمجھے کس طرح سے۔ ابھی اعلان کاہے کا کرنا ہے۔ توحید کا...... پیش کیا کر رہے ہیں۔ توحید منوانے کے لیے۔ کردار، قرآن نہیں پیش کر رہے ہیں۔ آیتیں نہیں پیش کر رہے۔ معجزہ نہیں دکھا رہے ہیں۔ توحید کو کردار کے ذریعے منوا رہے ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کو جو کائنات اسلام کا سب سے بڑا عیقدہ ہے اس کردار کے ذریعے۔

یہ میرا رسولؐ ہے۔ جس نے سنت چھوڑی۔ جس نے سیرت چھوڑی۔ جس نے اپنے کردار پر ریفرنڈم کرایا ہے عزیزان محترم یہ مثال دنیا میں دی ہے۔ اور کردار بھی ایسا کہ نہ اس میں تلوار ہے، نہ دربار ہے۔ نہ سرکار ہے۔ نہ حمائتی ہیں۔ دشمنوں سے کہلوا رہا ہے کہ تو سچ ہے۔ اور جب کافروں نے کہہ دیا کہ آپؐ سچ ہی سچ ہیں اور سچ کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ تو اللہ کا رسولؐ یہیں سے توحید کا پیغام دیتا ہے۔

اچھا اگر مجھے سچا مانتے ہو اور بغیر دیکھے ہوئے ایک لشکر کی موجودگی کا اقرار کر رہے ہو۔ میرے کہنے پر۔ تو میرے کہنے پر بغیر دیکھے ہوئے ایک خدا کی وحدانیت کا اقرار کرلو۔ یہ ہے منزل اقرار توحید۔ یہ ہے مقصد بعثت۔ آیات کی تلاوت کرنا، نفوس کو پاک کرنا۔ آیات کی تلاوت کا حق معصومؑ کو۔ نفوس کو پاک کرنے کا حق معصومؑ کو، کتاب و حکمت کا علم دینا معصومؑ کی ذمہ داری۔

عزیزان محترم سارے مسلمانوں کا ایمان۔ ہمارے رسولؐ آخری۔ ہمارے پیغمبرؐ آخری۔ آپؐ کے بعد کوئی نبیؐ نہیں آئے گا۔ ہم سب کا ایمان، ہم سب کا ایمان لیکن باب ہدایت بند نہیں ہوا۔ آیات کی تلاوت بھی جاری رہنا ہے۔ تزکیہ نفوس بھی جاری رہنا ہے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم بھی جاری رہنا ہے۔ تو آیات کی تلاوت وہ کرے جسے پیغمبرؐ کہے۔

"انا مدینۃ العلم و علی بابہا" تزکیہ نفس، تزکیہ نفس، نفوس کو پاک وہ کرے جسے قرآن شب ہجرت یہ سند دے کہ

"ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللّٰہ" (سورہ البقرہ آیت ۲۰۸) اور لوگوں میں ایک ایسا بھی ہے جو اپنے نفس کو بیچتا ہے اللہ کی مرضی خریدتا ہے۔ کتاب و حکمت کا علم وہ دے جسے پیغمبرؐ کہے۔

"ان دارالحکمۃ و علی بابہا" علیؑ اس حکمت کا دروازہ ہے۔ تو مقصد بعثت کو آگے بڑھایا خاندان رسالت نے۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ ۶۱ھ میں جب شام کے محلوں سے یہ آواز اٹھی کہ کوئی نبیؐ نہیں تھا۔ کوئی رسولؐ نہیں تھا۔ کسی پر وحی نہیں آئی تھی تو انکار بعثت ہوا نا۔ اس فلسفے کو سمجھو۔

میرے دوستو! انکار بعثت ہوا نا۔ مقصد بعثت رسولؐ کا انکار۔ نبوتؐ کا بھی انکار۔ وحی کا بھی انکار۔ یزید کے یہ اشعار آج بھی عربی ادب میں موجود ہیں جہاں اس نے کہا کہ کوئی نبیؐ نہیں آیا تھا۔ کوئی وحی نہیں آئی تھی۔

یہ بنی ہاشم کا ایک ڈھونگ تھا جو انہوں نے اقتدار کے لیے رچایا تھا۔ ساری دنیا خاموش رہی۔ مگر جو وارث مسند بعثت تھا وہ تڑپا۔ وہ تڑپا اور یہ کہہ کر ناناؐ کے روضہ پر آیا۔

نانا! یزید کو کس نے سمجھا دیا ہے کہ رسالتؐ کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ناناؐ تیرا مقصد بھی باقی رہے گا۔ تیری بعثت بھی باقی رہے گی۔ تیری نبوت بھی باقی رہے گی۔ تیرا قرآن بھی بچے گا۔ تیرا کعبہ بھی بچے گا۔ تیری شریعت بھی بچے گی۔ تیرا نظام بھی

بچے گا تیرے اللہ کی توحید بھی بچے گی۔ اس کی کبریائی بھی بچے گی۔ میں بچوں نہ بچوں۔ میں بچوں نہ بچوں۔ تیرے خدا کی توحید باقی رہے گی۔ یزید نمائندہ ہے ان شر کی قوتوں کا جو آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک کے مقابلے میں آتے رہے۔

حسینؑ نمائندہ ہے ان خیر کی قوتوں کا جو آدمؑ سے لے کر خاتم النبینؐ تک آتے رہے۔ تو یہ دو شہزادوں کی جنگ نہیں۔ دو نظریوں کی جنگ ہے۔ ایک رسالت کو ختم کرنا چاہتا ہے ایک رسالت کو بچانا چاہتا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کون مرا کس نے مارا؟ مسئلہ یہ نہیں ہے۔

شکست و فتح کا دار ومدار یہ نہیں ہے کہ یزید ملعون کیا چاہتا تھا؟ حسینؑ کیا چاہتا تھا؟ دیکھو یہ کہ مقصد پورا یزید ملعون کا ہوا یا حسینؑ کا ہوا۔ یزید ملعون چاہتا تھا لا الہ الا اللہ کی آواز نہ رہے محمد رسولؐ اللہ کی آواز نہ رہے۔ نمازیں نہ رہیں۔ قرآن نہ رہے۔ حسینؑ چاہتا تھا توحید رہے۔ نبوت رہے نمازیں رہیں عبادت رہے۔

۱۴۱۱ھ میں ملت فیصلہ کرے کہ کون جیتا؟ اگر آج نمازیں قائم ہیں، مسجدیں آباد ہیں اسلام کی باتیں ہو رہی ہیں تو تسلیم کرو کہ شر کا نمائندہ یزید ہارا۔ محمدؐ کا بیٹا حسینؑ جیتا۔ ہاں یہ الگ بات ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ حسینؑ کو بقائے شریعت کی بڑی قیمت ادا کرنا پڑی۔ بڑی قیمت ادا کی حسینؑ نے...... علامہ اقبال نے کہا۔

"آنکہ زیر تیغ گوید لاالہ آنکہ از خونش برید لاالہ

وہ حسینؑ کہ جس نے تلوار کے نیچے بھی لا الہ الا اللہ کہا وہ حسینؑ کہ جس کے خون سے بھی کلمہ توحید پھوٹا...... مصور پاکستان کہتے ہیں۔ جس کے خون کے ہر قطرے سے لا الہ الا اللہ پھوٹ رہا تھا۔

آنکہ لرزد از سجود او زمین
انکہ بخش دیے یقین را یقین

وہ حسینؑ کہ جس نے بے یقینوں کو یقین بخشا۔ جس کے سجدے سے زمین میں زلزلے آگئے۔ شریعت کی باتیں کرنے والو! شریعت محلات میں بیٹھ کر نہیں آتی۔

شریعت مصطفیٰ ؐ کو قائم کرنے کے لیے زمین کربلا کا تپتا ہوا صحرا ہوتا ہے۔ عباسؑ کے بازو قلم ہوتے ہیں۔ اکبرؑ کے سینے کی روشنائی ہوتی ہے۔ زینبؑ کی چادر کا ورق ہوتا ہے۔ پھر حسینؑ لکھتا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ بڑی قیمت ادا کی ہے...... جزاک اللہ۔

۲۸ رجب کو ۲۸ رجب کو مولاؑ نے مدینہ چھوڑا۔ ۲۸ رجب ۶۰ھ کو مدینہ چھوڑا۔ ۳ شعبان کو مکہ پہنچے۔ مکہ میں قیام کیا۔ تاریخ اسلام کا پہلا حاجی جو حج سے ایک دن پہلے صرف کعبے کی حرمت بچانے کے لیے حج کو عمرہ سے تبدیل کر کے چلا گیا۔ یہ کہہ کر میرے اللہ کے گھر تیری عزت سلامت رہے میں جا رہا ہوں۔ ۲ محرم ۶۱ھ کو کربلا پہنچے۔ ۳ محرم کو خیمے دریا سے ہٹے ۷ محرم کو، ۷ محرم کو محمد مصطفیٰ ؐ کے خاندان پر ابو جہل کے نمائندہ نے پانی بند کر دیا۔

اور عزادارو! ۱۰ محرم کو قیامت آئی۔ فاطمہؑ کے گھر سے دس گھنٹے میں ۷۲ جنازے نکل گئے۔ تمام رات عبادت میں گزری۔ صبح عاشور قربانیوں کا دن...... کبھی زہیرؑ کا لاشہ لائے کبھی بریرؑ کا لاشہ لائے۔ کبھی حرؑ کا لاشہ لائے۔ کبھی بچپن کے ساتھی حبیبؑ کا لاشہ لائے۔ پھر اعزاء کی باری آئی۔ شریعت بچ رہی ہے وارث قربانیاں دے رہا ہے۔ سب کے لاشے لا چکے۔

اب اعزا کی باری آئی۔ کبھی قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں کو عبا کے دامن میں ڈالا سینے سے لگایا۔ کبھی اکبرؑ کے جواں سینے سے برچھی کا پھل کھینچا۔ کبھی عباسؑ کے بازوؤں کو ہاتھوں میں سمیٹا۔ اور مقصد بعثت پر مہر تصدیق اس وقت ثبت ہو گئی۔ جب حسینؑ نے ننھی سی قبر کھود کر اصغرؑ کو دفن کیا۔ شبیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کر۔ سب سے آخر میں خیمہ میں آئے۔

زینبؑ سلام، رقیہؑ سلام، سکینہؑ سلام۔ ایک ایک کو سلام کیا۔ خیمے کے دروازے پر آئے۔ دائیں جانب دیکھا۔ بائیں جانب دیکھا۔ ہے کوئی ہماری سواری کا لانے والا! در خیمہ سے آواز آئی۔ بہن کی آواز آئی۔ بھیا حسینؑ اگر عباسؑ نہیں ہے زینبؑ کو اجازت دے میں تیری رکاب تھاموں۔ میں تجھے سوار کراؤں۔ حسینؑ سوار

ہوئے۔ جنگ کی۔ مجھے نہیں پتہ کتنے زخم لگے۔ مجھے نہیں پتہ رسول اللہؐ کے بیٹے کے جسم پر کتنے زخم آئے۔

سرکار (امامؑ) زمانہ عج فرماتے ہیں۔ میرا سلام اس شہید پر کہ جس کا جسم وقت شہادت نہ زین پر تھا۔ نہ زمین پر تھا۔ تیروں پر معلق ہو گیا تھا۔ ذوالجناح سے نیچے آئے۔ سجدۂ آخر میں سر جھکایا۔ سجدۂ آخر میں سر جھکایا۔ شمر ملعون خنجر لے کر بڑھا۔

دوستو! راوی کہتے ہیں۔ ...... راوی کہتے ہیں کہ خنجر کند تھا۔ تیرہ ضربوں سے بوسہ گاہ رسولؐ کٹی مگر شمر نے انکار کیا ہے۔

شمر سے جب شام میں کسی نے پوچھا تیرا خنجر کند کیوں تھا۔ ارے خنجر تیز کر لیتا۔ تیز خنجر سے حسینؑ کو ذبح کر لیتا تو شمر کہتا ہے۔ واللہ میرا خنجر کند نہیں تھا۔ بہت تیز تھا۔ مگر کیا کروں جب حسینؑ کے گلے پر خنجر رکھتا تھا کسی بی بیؑ کے ہاتھ خنجر کے نیچے آ جاتے تھے اور اس کی آواز آتی تھی۔ ارے میں نے چکیاں پیس کر پالا ہے...... ہو گئی شام غریباں...... آ گئی شام غریباں......

حسینؑ کا سر نیزے پر۔ شمر کا لشکر محمد مصطفیٰؐ کی بیٹیوں کے سروں سے چادریں اتار رہا ہے۔ سکینہ کے طمانچے لگے۔ خیمے جل رہے ہیں بیبیاں ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں۔

حمید کہتا ہے میں نے دیکھا ایک خیمہ باقی رہ گیا۔ دیکھیں مقصد بعثت کتنا ضروری ہے۔ حمید کہتا ہے میں نے دیکھا ایک خیمہ باقی رہ گیا جسے آگ نے گھیرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا ایک شیر دل خاتون اس جلتے ہوئے خیمے میں داخل ہو گئی پشت پر ایک بیمار کو لیے ہوئے خیمے سے باہر آئی زمین پر لٹایا۔ شانہ ہلایا۔ بیٹا سجادؑ! اب تم وارث بعثت ہو۔ اب تم امام ہو بیٹا۔ ہمارے خیمے جل گئے۔ بتاؤ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟...... ہو گئی شام...... کربلا میں...... ہو گئی شام کربلا میں۔

یزید نے چاہا تھا حسینؑ کو قتل کر دو تو کچھ باقی نہ رہے گا۔ مگر سلام ہمارا سکینہؑ پر۔ سلام ہمارا حسینؑ کی بیٹی پر۔ سلام ہمارا حسینؑ کی بہن پر کہ جب یزید نے، یزید نے

باپ کو قتل کر کے یہ چاہا کہ مقصد بعثت ختم ہو جائے تو سکینہ حسینؑ بن کر سامنے آگئی۔ زینبؑ علیؑ بن کر سامنے آگئی۔

رات ہو گئی...... گنج شہیداں میں رات ہو گئی۔ گنج شہیداں میں خیمے جل گئے۔ ایک خیمہ کی جلی ہوئی قنات۔ بیواؤں کو بٹھایا۔ جناب زینبؑ نے بچوں کو بٹھایا۔ شہزادی نے بچوں کو بٹھایا۔ سورج ڈوب گیا کربلا میں۔ عاشور کا شرمندہ سورج ڈوب گیا کربلا میں۔

ہو گئی رات۔ شام غریباں۔ قیامت کی رات۔ کیوں کہتے ہیں۔ شام غریباں۔ اس لیے کہ آج کے دن اسلام کے امیر غریب ہو گئے۔ دوش محمدؐ پر بیٹھنے والے بے چادر خاک پر بیٹھے ہیں۔ چند جملے...... ہم نے مجلس ختم کی۔

عزادارو! شام غریباں میں سب سے بڑے دو ظلم ہوئے۔ ایک سکینہؑ کے طمانچہ...... رات ہوئی نا...... رات ہوئی...... زوجہ حرؑ حاضری لے کر آئی۔ جناب زینبؑ کو پتہ چلا حرؑ کی زوجہ آئی۔ حرؑ کی زوجہ نے کہا۔ شہزادی حاضری لے کر آئی ہوں۔

علیؑ کی بیٹی ہے (باہوں میں) باہیں ڈال کر کہتی ہے۔ آ بہن۔ پہلے میں تجھے حرؑ کا پرسہ دے دوں۔ حرؑ کی زوجہ کہتی ہے۔ شہزادی پانی لائی ہوں۔ بچوں کو تو پلا دیں جناب سکینہؑ کے پاس بی بی زینبؑ پہنچیں۔

سکینہ! اٹھو پانی آگیا۔ سکینہ نے جو پانی کا نام سنا غش سے چونک کر کہتی ہے۔ پھوپھی اماں کیا چچا عباسؑ آگئے۔ پھوپھی اماں کیا چچا عباسؑ آگئے۔ بیٹی عباسؑ نہیں آئے۔ حرؑ کی زوجہ پانی لائی ہے۔ پانی پی لو۔ سکینہؑ پہلے بچے پانی پیتے ہیں۔ پہلے چھوٹے پانی پیتے ہیں۔ سکینہؑ کہتی ہے اچھا پھوپھی اماں لاؤ مجھے پانی دے دو۔ لاؤ مجھے پانی دے دو۔

سکینہؑ نے پانی کا جام لیا چلے ہوئے خیمہ سے مقتل کی طرف چلی۔ زینبؑ نے پوچھا کہاں جا رہی ہو؟ پھوپھی جان آپ ہی نے تو کہا ہے جو چھوٹے ہوتے ہیں۔ جو چھوٹے ہوتے ہیں انہیں پہلے پانی دیا جاتا ہے۔ ارے میرا بھیا اصغرؑ مجھ سے چھوٹا ہے۔

عزادارو! شام غریباں۔ قیامت کی رات ہے۔ آج کی رات سے بڑی قیامت کی رات کوئی نہیں۔

دو لمحوں کی مہلت چاہتا ہوں۔ عزادارو! رات ہو گئی نا۔ کربلا میں۔ عمر سعد کے لشکر میں شہیدوں کے سروں کا شمار ہوا۔ سر گنے گئے۔ سر اکہتر (۷۱) نکلے۔ عمر سعد ملعون کہتا ہے بہتر واں (۷۲) سر کدھر ہے۔ کسی نے کہا ظالم اس سر کو لے کر کیا کرے گا وہ علی اصغرؑ کا سر ہے۔ جس کی قبر حسینؑ اپنی زندگی میں بنا چکے۔

اولاد والو۔ سنیں جملہ ختم کر رہا ہوں۔ عمر سعد ملعون کہتا ہے کچھ نہیں جانتا۔ کچھ نہیں جانتا۔ اصغرؑ کا سر لے کر آؤ۔ عزادارو! ایک ملعون گھوڑے پر سوار ہوا۔ ہاتھ میں نیزہ لیا۔ مقتل کی زمین میں آیا۔ جہاں دیکھتا تھا زمین نرم ہوتی تھی وہیں نیزہ مارتا تھا اتنے میں جلے ہوئے خیمے سے فضہ نے دیکھا آواز دی۔

رباب تیرے بچے کی خیر۔ رباب تیرے بچے کی خیر۔ اجڑی ہوئی ماں نے جلے ہوئے خیمے کی قنات سے دیکھا ظالم نیزہ مار رہا ہے۔ قیامت نہیں آگئی۔ رباب نے دیکھا۔ ایک مرتبہ جو ظالم نے نیزہ مارا تو نیزے میں الجھ کر ایک چھوٹا سا لاشہ نیزہ کے ذریعے باہر آیا۔ رباب نے کلیجہ پکڑا۔ آخری جملہ...... رباب نے کلیجہ پکڑا۔

رباب نے دیکھا کہ ظالم گھوڑے سے اترا۔ میری زبان جل جاتی میں یہ جملہ نہ پڑھتا۔ ظالم گھوڑے سے اترا۔ نیزے کو کھڑا کیا۔ بندھے ہوئے اصغرؑ کو نیزے سے نکالا۔ ہو گئی شام غریباں اصغرؑ کو نیزے سے نکالا۔ رباب دیکھ رہی ہے۔ ماں دیکھ رہی ہے۔ اصغرؑ کو زمین پہ لٹایا۔ گھٹنہ زمین پر ٹیکا۔ میان سے تلوار نکالی...... چھ مہینے کے بچے...... چھ مہینے کے بچے۔

(مجلس شام غریباں ۱۹۸۸ء)

بشکریہ (خطاب ٹیلی ویژن پاکستان)

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ سا غیر حسین
۴] علامہ سید علی نقیؒ
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید انعام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ہما زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم